

الإسلام والنبأ اللدني وعلمه في كتاب مستطاب
بفضل معاني واداء يزوداني كتاب مستطاب

موسومة بـ

سيرت غوث عظيم

يعنى

محبوب سبحانى قطب ربانى غوثانى حضرت شيخ عبدالقادر جيلانى رضى الله عنه

جامع اور مستند حالات

مؤلف: مولانا ابوالبيان محمد داود فاروقى نقشبندى مجددى محرم،

ابن

حضرت مولانا نور احمد پيرى ثم امرتسرى رحمة الله عليه



ناشر و طابع ثانی :-

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعید موصی زئی ٹریف

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

**پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ**



الإيمان والنبأ اللذان عليهما ولا همتان
به فضل رحمانی و امداد یزدانی کتاب مستطاب

موسومہ بہ

سیرتِ نغمہ عظیم

یعنی

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ احمدی حضرت شیخ عبد الرحمانی صاحب
جامع اور مستند حالات

مؤلف: مولانا ابوالبلیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

ابن

حضرت مولانا نور احمد پوری ثم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

○

ناشر و طابع ثانی :-



مکتبہ سرچہ خانہ احمدیہ سید موسیٰ زکی شریف

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)

سلسلہ مطبوعات نمبر ۵
128473

سیرتِ غوثِ اعظمؒ
مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی

نام کتاب:

مؤلف:

دارالاشاعت "الفیض" اترسہ ۱۳۲۵ھ
۶۱۹۲۶

طابع و ناشرانڈیا

طابع و ناشر پاکستان (پہلی بار) محمد سعید سراجی مرشد بابا مالک مکتبہ سراجیہ

عکسی اشاعت جدید (پاکستان) ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ عیسوی

ضخامت و سائز ۳۶۰ صفحات ۳۰ x ۲۰

قیمت _____
_____ اٹھارہ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ سراجیہ - خانقاہ احمدیہ سعیدیہ

موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)

لاہور میں ملنے کا پتہ

میاں احمد معرفت، قاری حافظ شاہ توار صاحب خطیب جامع مسجد
سیدان والی - گیلانی اسٹریٹ - پاکستانی چوک - اچھرہ روڈ، اچھرہ لاہور

عرض ناشر

پیش نظر کتاب - "سیرتِ غوثِ اعظم" مکتبہ سراجیہ کے سلسلہ اشاعت کی پانچویں اہم کڑی ہے۔ یہ مبارک کتاب اس برگزیدہ مہستی کے احوال و آثار کو محیط ہے جنکی روحانی عظمت کے حضور علم و عمل کی گردنیں خم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کتاب کے مؤلف و مرتب مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی علمی و تحقیقی دنیا میں جانی پہچانی شخصیت ہے۔ "کتاب ہذا سیرتِ غوثِ اعظم" و سیرتِ امام ربانی مجدد الف ثانی" ان کے بلند پایہ علمی و تحقیقی شاہکار ہیں۔

مولانا ابوالبیان موصوف کے والد بزرگوار مولانا نور احمد نقشبندی مجددی وہ عظیم مہستی ہیں جنہوں نے پہلے پہل تصوف و معرفت کی دو مشہور و معروف کتابوں "مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی" و "مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندی" کو متعدد خطی و مطبوعہ نسخوں میں تقابل و توازن کر کے صحیح ترین شکل میں مرتب فرمایا اور ان ہر دو کتابوں پر جامع حواشی تحریر فرما کر اسی مقصد کے لئے قائم کئے ہوئے مطبع مجددی امرتسر سے طبع و نشر فرمایا۔ دینائے علم و تحقیق و جہانِ تصوف و معرفت

مولانا نور احمد صاحب کی اس بہترین علمی خدمت کی بدل و جاں معترف و مقرب ہے
الغرض ع

این خانہ ہمہ آفتاب ست

سیرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہم سے پچاس سال قبل امرت سر سے مولانا داؤد
مرحوم اور ان کے پدرِ بزرگوار مولانا نور احمد سپروی شہم امرت سر سے نقشبندی
مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ نگرانی حلیہ طباعت سے آراستہ ہوئی اور اب اس کے بعد
دوسری مرتبہ مکتبہ سراجیہ کو اس دُرِ نایاب کی اشاعت و طباعت کی سعادت ازرانی ہوئی
ہے۔ اور ہاں کیوں نہ ہو مکتبہ سراجیہ کا توفیق ہی روشن اور پاکیزہ ادب کے
شیوع و فروغ کیلئے ہوا ہے۔ فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شَمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ
المخلص :

نفاکسار محمد سعد سراجی مرشد بابا

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

فہرست مضامین سیرتِ نبوتِ عظیم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	حضرت شیخ منصور بطاحی کا فرمان	۱۴	شہادت حضرت غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ نظم
	حضرت شیخ ابوالحسن عبداللہ کاکشت	۱۵	دیباچہ
۳۲	اور حضرت شیخ عقیل بلخی کی بشارت	۱۸	نامہ عقیدت
	سید المشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ	۱۹	فاتحہ الکتاب
	علیہ کا مکاشفہ اور حضرت شیخ اماں	۲۲	کتب سیر
۳۵	حسن عسکری کا تفویض سجادہ		افتتاح حالات
	تذکرہ ولادت		آپ کا اسم، کنیت، لقب اور طرف
۳۹	اثنائے ولادت کے دو واقعات	۲۶	آپ کا مولد اور تحقیق مولد آپ کا نسب
۴۰	بعد ولادت کا واقعہ	۲۷	آپ کا پدری اور مادری نسب نامہ
	تعلیم و تربیت		خاندانی حالات
	آپ کے والد ماجد کا انتقال آپ	۲۸	آپ کے نانا کے حالات
	کو آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی		آپ کی بھوپھی اور آپ کے والد ماجد
	کا اپنے کنار عافیت میں لے لینا	۲۹	کے حالات
۴۱	آغاز تعلیم اور سفر بغداد	۳۱	آپ کی والدہ ماجدہ کے حالات
	آپ کی والدہ ماجدہ کی نصیحت		بشارات ولادت
۴۲ و ۴۳	آپ کی حق گوئی اور راہزنیوں کی توبہ		حضرت شیخ خلیل بلخی کی بشارت
	تحصیل علم شریعت	۳۲	اور حضرت شیخ ابوعبداللہ علی کاکشت
	قرآن مجید کا ازبر کرنا، علم فقہ اور اصول		حضرت شیخ ابوبکر احرار کا فرمان اور حضرت
۴۴	کی تحصیل	۳۳	شیخ ابوبکر بن ہوار بطاحی کا ارشاد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۶	آپ کا حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کا حلقہ	۲۵	علم فقہ، اصول، حدیث اور ادب کے اساتذہ
۶۷	آپ کا شیخہ بیعت	۲۶	تحصیل علوم اور تکالیف کا سامنا ایوان کسریٰ میں مباحثات کی تلاش
۶۹	وعدہ اور تدریس و افتاء	۲۷	ضبط جوع
۷۰	روایات کے صادق اور وعظ کی ابتداء	۲۸	قحط سالی اور صبر و استقلال
۷۱	ہجرت خلیفہ تیسرے مدرسہ اور تدریس	۵۰	امدادِ باہمی
۷۲	آپ کے اکابر تلامذہ	۵۱	سوال سے اجتناب
۷۳	آپ کی عالمگیر شہرت	۵۲	مصائب اور برداشت
۷۴	آپ کے وعظ میں ملائکہ جنات اور جناتِ غیب کا حاضر ہونا اور آپ کے وعظ میں حاضرین مجلس کی تعداد	۵۳	تعمیرِ علم
۷۵	کیفیت سامعین ۴، شان وعظ		علمِ طریقت
۷۶	آپ کا خطبہ وعظ	۵۳	انارولامیت
۸۲	آپ کی تقریریں کرنے کیلئے ہر مجلس وعظ میں سواریاں	۵۴	حصولِ علمِ شریعت کی وجہ
۸۲	مجلس وعظ میں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت	۵۶	آپ کے معلم طریقت
۸۳	آپ کا فتویٰ دینا ۸۳ شد وعظ و تدریس اور وقت		آپ کے مجاہدات و ریاضات آپ کی پچیس سال عراق کے بیابانوں میں سیاحت
۸۵	آپ کے وعظ ہر وعظ میں بہتوں کی نصاریٰ کا قبول و سلام اور بدین و بدعتوں لوگوں کی توبہ	۵۷	آپ کی شب بیداری اور نفس کشی
۸۶	آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار بہتوں کی نصاریٰ کا قبول و سلام	۶۰	آپ پر وجدانہ کیفیات کا نزول غلبہ
۸۶	آپ کا استغفار اور اعلائے کلمۃ الحق	۶۲	شیاطین کے ساتھ جنگ اور آپ کا حیران کن
۸۶	آپ کی بیعت و عظمت	۶۲	آپ کا شیطان کے مکر سے محفوظ رہنا
۸۹	آپ کا لقب محی الدین ہونے کی وجہ	۶۵	
۹۱	آپ کے منکرین علامہ ابن جوزی کا رجوع		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
5	وفات کے وقت کے حیرت انگیز حالات اور وفات		ایک اہم بحث
۱۰۶	لوگوں میں اضطراب اور آپ کی تکفین و تدفین اور تاریخ وفات		حضور غوثیت مآب کا فرمان قَدِّمِي هَذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ بَلِيٍّ اَللّٰهُ
۱۰۸	آپ کے وصایا اور چند آخری کلمات	۹۲	روایت اور واقعہ

مقدمہ

کرامات اور خرق عادات

۱۱۲	کرامات کا کتاب اللہ سے ثبوت	۹۳	اس فرمان کے آگے علاؤ شایخ کا تسلیم کرنا
۱۱۳	کرامات کا احادیث سے ثبوت	۹۴	اولیائے وقت اور رجال غیب کا آپ کو مبارک باد دینا
۱۱۴	کرامات کا واقعات صحابہ سے ثبوت	۹۶	تاج غوثیت اور ابدال کا اعتراف
۱۲۱	منکرین خوارق کا عقیدہ	۹۸	کیا آپ کا یہ فرمان بامر الہی تھا
۱۲۲	معجزہ کی تعریف، قدرت اور عادت میں فرق	۹۹	پہلی دوسری، تیسری اور چوتھی روایت
۱۲۳	انقسام عادت، منکرین کی غلط فہمی	۱۰۰	پانچویں روایت
۱۲۵	معجزہ، کرامت اور استدراج میں فرق	۱۰۰	اس قول کا صحیح مفہوم
		۱۰۱	قدم کے معنی

آپ کے ازواج

		۱۰۲	آپ کا چار ازواج کرنا
		۱۰۲	آپ کے ازواج کی کرامات

وصال پر ملال

۱۲۶	آپ سے بہتر کرامات ظاہر ہونے کے متعلق روایات	۱۰۳	تذکرہ وصال
	ہجرت الاسرار پر بعض ظاہر بینوں کا اعتراض اور اس کا جواب		آپ کا بیمار ہونا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا شکل اعرابی آپ کے پاس ایک نورانی مکتوب لے کر آنا
۱۲۹	احیاء دجاجہ اور امانت واجبانے نسر		
۱۳۰	امانت فار و امانت عقرب		
۱۳۶	تخصیص اور سلب امراض، مریض استسقا	۱۰۴	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۶	زر نقد کا خون ہو جانا	۱۳۲	مریض بخار اور مفلوج و مجذوم مادر زاد تاجینا
۱۵۷	طی الارض	۱۳۳	مریض رطوبت کا ، اخراج جن
۱۵۸	مشاہدہ نور	۱۳۴	مریضہ مرگی
۱۵۹	خواب پر اطلاع	۱۳۵	پیارا و دشمن اور بیمار کی بورتی
۱۶۰	سانپ اور جن سے ہیکلامی	۱۳۶	کھجور کے دو خشک درخت گیہوں میں برکت
۱۶۱	دور دراز فاصلہ سے مدد کرنا	۱۳۷	بارش کا لقمہ جانا اور طیفانی کا رکنا ،
۱۶۲	انہار مافی الضمیر	۱۳۸	عصا کا نور ہونا ، بے موسم سیب کا آنا
۱۶۳	رجال غیب	۱۳۹	خبر موت
۱۶۴	باطنی قوت ، خیانت کا انہار	۱۴۰	آپ کا پانی پر چلنا
۱۶۵	تصدیق ولایت	۱۴۱	نظر کشی
۱۶۶	حضرت امام احمد بن حنبل کا قبر سے نکلنا ، آفتاب	۱۴۲	روحانی اثر
۱۶۷	کار و قبیلہ ہونا	۱۴۳	نظر کشی
۱۶۸	مخفی بات پر اطلاع ، اجابت دعا	۱۴۴	روحانی اثر
۱۶۹	غیب سے ایک نبی کا گرنا ، سلب جذبات	۱۴۵	معنیات پر اطلاع دینا
۱۷۰	ارادہ	۱۴۶	مخفی بات پر اطلاع
۱۷۱	آواز کا یکساں پہنچنا ، غیب سے خبر پرورد	۱۴۷	حالات مخفیہ کا انہار
۱۷۲	کامنودار ہونا	۱۴۸	آئینہ واقعہ کی خبر
۱۷۳	ایک پرندہ کا آپ کی آستین میں داخل	۱۴۹	لڑکا تولد ہونے کی بشارت
۱۷۴	ہونا ، جوش عجم کی مرجعت	۱۵۰	روحانی قوت
۱۷۵	امانت طبر ، پوشیدہ بات پر اطلاع ، انہار	۱۵۱	درازی عمر کی خبر ، سلب علم
۱۷۶	مافی الضمیر	۱۵۲	چھت گرنے کی اطلاع
۱۷۷	ایک سحر کی توبہ	۱۵۳	بشارت علم ، اثر توبہ
۱۷۸	گم شدہ اوتھوں کا دست بآب ہو جانا	۱۵۴	سلب و اعطاء حال
۱۷۹	انہار رویا ، باطن نبی	۱۵۵	قضائے حاجات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	آپ کی سواری	۱۷۸	اثر دسوا، آپ کی صداقت
		۱۷۹	قال سے حال کی طرف رجوع
۱۹۱	خچر اور اونٹ کی سواری کرنا	۱۸۲	خبر موت
	آپ کی خوراک	۱۸۳	آپ کے جسم پر کئی کانہ بیٹھنا، عذاب قبر سے
	آپ کی خوراک کا سادہ ہونا، اکثر ترک جو ہوتا	۱۸۵	نجات، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
	فرمانا، دن رات میں ایک دفعہ کھانا، غلہ کا	۱۸۶	ایک چود کا ولی ہو جانا، قبر سے جواب
۱۹۵	علیحدہ بویا جانا		سر بند کا غائب ہو جانا
	آپ کا حلیہ		آپ کی عبادات
۱۹۲	تفصیل حلیہ	۱۸۸	اتباع سنت، مجاہدہ اور شب بیداری
	آپ کے اخلاق حسنہ اور خصائل حمیدہ	۱۸۹	آپ کا ہر وقت با وضو رہنا، آپ کا عجز و انکسار، آپ کی انکساری کے متعلق گستاخ کی ایک حکایت
۱۹۳	آپ کا سکوت، آپ کی حق گوئی، آپ کا دنیا داروں سے اجتناب		آپ کے عقائد
۱۹۴	آپ کا استغناء، مساکین پر شفقت، بزرگوں کا احترام		آپ کا ماتریدیہ کی رائے کو علمائے اشعریہ کی رائے پر ترجیح دینا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبلہ کے مذہب پر فتوے دینا
۱۹۵	مریضوں کی عیادت، آپ کا عجز و انکسار	۱۹۰	
	سخاوت و ایثار		آپ کا لباس
۱۹۷	پارہ زر کی تقسیم		علماء کا لباس زیب تن فرمانا، عفونت اور گندگی سے تنفر، ہر روز لباس کی تبدیلی، تبدیلی لباس اور نعلین کی وجہ
۱۹۸	اثنائے سفر میں ایک ضعیف آدمی کی مدد فقراء کی مدد کیلئے ایک تلامذہ کو تمسک دینا دینے آپ کے کھانا کھلانے اور صحن خالق کے	۱۹۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۱	محبت	۱۹۹	متعلق ایک روایت
۲۲۲	توحید، تجرید، معرفت، اہمیت، حقیقت		آپ کی تصانیف
۲۲۳	ذکر، شوق، توکل، انابت توبہ		
۲۲۴	دنیا، تصوف، اغرز، بیکتر، تکر	۲۰۰	غنیۃ الطالبین
۲۲۵	صبر، حسن خلق		غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیکر بعض غیر متقلدین
۲۲۶	صدق، فنا، بقا، وفا، رضا، حجاب، وصل		کا حضرات احناف کرام کو مرجحہ کہنا اور
۲۲۷	خوف رجا، ودعا	۲۰۱	اسکا دندان شکن جواب
۲۲۸	حیا، سکر، فقر	۲۰۲	فتوح الغیب
۲۲۹	زہد و ورع	۲۰۳	فتح ربانی
	سامرة، نحو اثبات، علم الیقین، عین الیقین	۲۰۴	قصیدہ غوثیہ
۲۳۱	حق الیقین، تفرقہ، جمع، وجد، تواجد		بعض لوگوں کا قصیدہ کو آپ کی طرف منسوب
	مراقبہ، رویا، محاضرہ، مشاہدہ، مکاشفہ	۲۰۵	کہ کرنا، اور اس کا تسلی بخش جواب
	تلوین، تکلیف، ذوق، شرب، رقی،		قصیدہ غوثیہ اور اس کا ترجمہ اردو فارسی
۲۳۲	شہود، غیبت	۲۰۶	اشعار میں
	آپ کی ادعیہ	۲۱۲	چہل کاف
			شرح چہل کاف، ہر ایک شعر میں صحیح اعراب
۲۳۲	آپ کی وہ ادعیہ جو آپ بجا س و غلط میں پڑھا کرتے تھے،	۲۱۳	ترکیب صرفی و نحوی، وزن و عروضی، حل لغات اور فارسی اور دو شرح ترجمہ کیساتھ
	آپ کا طریقہ	۲۲۰	دیوان حضرت غوث اعظمؒ
			مکتوبات حضرت محبوب سبحانیؒ، کبریٰ تاحمر
۲۳۵	آپ کے طریقہ کے متعلق شیخ ابو محمد علی بن یعقوبی کا بیان	۲۲۱	اسبوع شریف، اجلاء الخاطر فی الباطن و الظاہر یواقیت الحکم اور دیوان حضرت غوث اعظمؒ
۲۳۶	شیخ عدوی بن مسافر کا بیان شیخ خلیل بن احمد مصری اور شیخ ابو سعید		اصطلاحات صوفیہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۳	پاس انفاس	۲۳۷	قیلونی کا بیان
۲۵۵	مراقبہ، طریقہ مراقبہ، مراقبہ حضور حق تعالیٰ	۲۳۸	فقیر صلح ابو محمد حسن اور شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین کا بیان
۲۵۶	طریق معیت	مقامات صوفیاء	
۲۵۷	اقسام مراقبہ قرآنیہ، مراقبہ فنا	تعداد مقامات صوفیاء	
۲۵۸	مراقبہ نیستی، توحید افعالی	آپ کی تعلیمات و ارشادات	
۲۵۸	کشف و قائل آئینہ، کشف ارواح حصول امور مشککہ، انشراح خاطر، دفع امراض	۲۳۸	تعداد مقامات صوفیاء
	آپ کی اولاد	۲۳۹	تعلیم التوحید
۲۵۹	صاحبزادے اور صاحبزادیاں	۲۴۰	تعلیم الشریعت
۲۶۰	۱) حضرت شیخ عبد الوہابؒ کے حالات	۲۴۱	تعلیم المعارف تعلیم الطریقت
۲۶۱	۲) حضرت شیخ حافظ عبد الرزاقؒ کے حالات	۲۴۲	تعلیم التصوف
۲۶۲	۳) حضرت شیخ ابو بکر عبد العزیزؒ کے حالات	وہی کے بارہ خصائل، اہل بجاہدہ کے دس خصائل	
۲۶۳	۴) حضرت شیخ عیسیٰؒ کے حالات	ترتیب اشغال	
۲۶۴	۵) حضرت شیخ عبد الجبارؒ (۶) حضرت شیخ یحییٰؒ کے حالات	عمل اور نیت، خطرات قلب	
۲۶۵	۷) حضرت شیخ موسیٰؒ کے حالات	اسم اعظم اللہ ہی ہے	
۲۶۶	۸) حضرت شیخ ابراہیمؒ (۹) حضرت شیخ محمدؒ کے حالات	ضرورت علم	
۲۶۷	۱۰) حضرت شیخ عبد اللہؒ کے حالات	ضرورت عمل	
	مشائخ و خلفاء	سلوک قادریہ	
۲۶۸	تعداد مشائخ و خلفاء	۲۵۰	اذکار جہریہ، ذکر اسم ذات
۲۶۹		۲۵۱	ذکر نفی و اثبات
۲۷۰		۲۵۲	اذکار خفیہ، دورہ قادریہ

منقبت

محبوب بھائی حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ

(از بندہ ابوالکسیان محمد داؤد سپہ پوری مصنف سیرت)

بصداؤب چلے اے قلم، بنا کے فرق کو قدم

نہ دیر کر نہ رک۔ نہ تھم، کر انکی منقبت تم

ملک بھی جنکے ہیں خدّم، جو ہیں ولی محترم

وہ عبید انگسل و اتم، نبی کے ابن ابن عم

نکو صفات و خوش شیم، جلیل قدر و محترم

وہ مقدّابے عارفان، وہ پیچھے انس و جان

وہ رہنمائے گمراہاں، وہ چارہ ساز بیسیاں

وہ سرگروہ کابلاں، وہ تاجدار عاشقاں

وہ راہ حق کے راہداں، وہ رازدان کنوگیاں

وہ شاہپاز لامکاں، وہ صدر محفل قدم

وہ سپید رنگو گہر، بلند شانِ مجستہ قر
 وہ قہرِ نمانِ بحرِ ویرا، این سیرِ مستتر
 وہ نکتہٴ ریحِ باختر، پھر شرع کے قہر
 وہ حقِ نبوتِ حقِ نگر، نہالِ صنع کے ثمر

وہ عارفِ بزرگتر، وہ دین کے حاملِ علم

وہ افتخارِ اولیں، وہ نازگاہِ آخریں
 وہ رازِ قدس کے امیں، وہ زیبِ مستدقین
 جنابِ شیخِ محیِ دین، امامِ حزبِ عارفین
 کلامِ انکارِ لنتشیں، جمالِ آیتِ مبیں

بہشت بن گئی زمین، جہاں جہاں رکھا قدم

مزارِ پاک ہے جہاں، زمین پر رشکِ آسماں
 وہ روضہٴ وضیہٴ جاناں، درودگاہِ قدسیاں
 و نورِ نور سے وہاں، ہے صبحِ شامِ سرعیلیاں
 بخورِ فیض ہیں رواں، ملائکہ ہیں پاسیاں

ہے بیگیاں وہ آستانِ زمیں پہ آسماںِ ہشتم

جو مرتبہ ہے آپ کا وہ ہے عیان و برکلا
 نہیں ہے اُس میں مُطلقاً کچھ احتجابِ اختفا
 یہ خود حضور نے کہا ہے صاف پہچہ میں لکھا
 ”ہے بیگیاں قدمِ مرا، بہ رقبہ ٹائے اولیاء“

کے ملا یہ اِعْتِلَا ہے کون ایسا مُتَشَقِّم

نہے وقار و مُنِزَلَتْ، نہ ہے مقام و مُرْتَبَتْ
 شعارِ لطف و عاطفَتْ، خصالِ جُود و کَرَمَتْ
 بیاں ہو کِطْرَحِ صِفَتْ، رقم ہو کیسے مُنْقَبَتْ
 سُخْنِ بِلَاغِ و مَوْعِظَتْ، کلامِ عِلْمِ و مَعْرِفَتْ

جو سینہ گنجِ مَعْدِنَتْ، تو دل خزا نہ کَرَمْ

نکاتِ دینِ جتا گئے، رُسُوْرِ حَقِّ بَما گئے
 رہِ بڑی دکھا گئے، جِجَابِ جہاں ٹھا گئے
 وہ معرفتِ سکھا گئے، عجب سبق پڑھا گئے

دوئی کو یوں مٹا گئے، کہ متحد بنا گئے

جو اُن سے فیض پا گئے وہ ہو گئے رنکو شیم

یہ یو اسپان بنوئے، اک عقیدت انہما
گناہگار و پُر خطا، اُمید و از لطف کا
نگاہِ درد آشتنا، اِدھر بھی کہے شہا
قبول ہو جو ارجحاً، تو ہو ہر ایک عقدہ وا

جو التفات ہو ذرا، غلط ہوں دو جہاں کے عم



۱۲۰ یعنی حضورِ غوثیت تاب رحمۃ اللہ علیہ نے امتِ محمدیہ کے قلوب و صدور سے یکے بعد دیگرے احساہ

اور عداوتیں نکال کر ان میں اتحاد و اتفاق کی لہر دوڑا دی، ۱۲۰ مندرجہ

سیرت

سیرت امام ربانی کے طبع ہونے کے بعد جب اس کا غلغلہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ میں گونج اٹھا، اور عوام و خواص میں اس کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی تو میرے دل میں کسی اور ہشیوائے طریقت کے حالات قلب بند کرنے کا اشتیاق بالایطاق پیدا ہوا،

چنانچہ میں نے ابدال و انخوات اور اقطاب و اوتاد عالم پر نظر دوڑائی، اچانک میری نظر اس بہادر و پاکباز جماعت میں سے محبوبِ جانی، قطبِ ربانی، غوثِ صدیقی حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی، فوراً قلب نے تسلیم کر لیا کہ فی الحقیقت اس سرپار و جانبیت، اس مجسمہ ولایت، اس قائم عرفان اور اس قطب عالم کے مفصل جامع و ملغ حالات اردو زبان میں آج تک قلب بند نہیں ہوئے، اور اب عقیدتِ حلقہ بگوشان اور تشنگانِ بدایت از حد متمنی، خواہشمند اور طلبگار ہیں، کہ اس پیلے ولی کی زندگی کے پاکیزہ حالات و واقعات، اس کے اخلاق و عادات، اس کی عبادات و ریاضات اس کے شبانہ روز کے اعمال، اس کا زہد و تقویٰ، اس کا علم و عفو، اس کا عزم و ثبات، اس کا ایشیاء و لطف، اس کی عصمت و عفاف اور اس کی غیرت و امتنعنا و غیرہ معلوم کر کے

اپنے آپ کو اُس کے نقش قدم پر چلائیں، اُس کے اُسوہِ حسنہ پر عامل ہوں، اور اُس کی ہدایات کو پیش نظر رکھ کر منازل سلوک طے کریں۔

یہ خیال میرے دل میں راسخ ہو گیا، اور طبیعت نے مجبور کیا، کہ کیوں نہ ایسی پاک مقصد اور مہرِ ہستی کی خدمت سرانجام دیکر سعادت ابدی حاصل کی جائے، کہ جس نے سید الانبیاء کی پھیلائی ہوئی شریعت کو زندہ اور روشن کر کے آپ کی نیابت کا پورا حق ادا کیا، جس نے اپنی کارگزاری کا عملی ثبوت دیکر اپنے ہادی، اپنے راہبر، اپنے آقا اپنے سردار، اپنے امام اپنے بادشاہ، اپنے افسر، اپنے معلم، اپنے محبوب، اپنے محسن سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھنڈی کیں، جس نے اپنی روحانی قوت، اپنی ہمت، اپنی شجاعت اپنی طاقت، اپنے زور، اپنے استقلال اور اپنے قلب کی نورانیت کو سر پر وہ بی ثرب میں آرام فرمانے والے محبوب رب العالمین کے دین کی توسیع اور شاعت میں صرف کر دیا، جس نے راتیں اور دن بیداری میں گزار کر تھلاستانِ محمدی کو سرسبز و شاداب کیا، جس نے اپنے ارشادات و فیوضات سے مخلوق کے قلوب کی ظلمتوں کو مبدل بنور و ضیاء کر کے اپنے آپ کو سرورِ کونین کا خلف سعید ثابت کیا۔

اس خیال کے راسخ ہوتے ہی میں نے اللہ کا نام لے سب اُمور کو خیر باد کہ اس بار کے اٹھانے اور اس خدمت کو سرانجام دینے کا عزم مصمم کر لیا، چنانچہ اس مقصد کے ہم پہنچانے کے لئے میں نے مختلف ممالک اور اوصاف و دیار سے پچاس کے قریب عربی فارسی، اردو اور مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب فراہم کیں، اور تواتر کئی ماہ کی مسامی اور کوششوں کے بعد الحمد للہ آج مسرت بھرے قلب سے اپنی جالکاءِ محنت کا ٹھہرہ خود اپنے ہاتھوں اربابِ عقیدت کی نذر کر رہا ہوں، اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہوں، کہ اربابِ عقیدت کے علاوہ نئی روشنی کے مسلمانوں کے قلوب میں اس آفتابِ طریقت و شریعت کی نورانی شعاعوں سے منور و متعلی ہوں،

آخر میں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ اس کے کچھ وقت میں نے اس امر کی نہایت کوشش کی ہے، کہ کوئی صحیح واقعہ بھی تھوڑے کے نظر انداز نہ ہونے پائے تحقیق و تدقیق میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا، رطب و یابس، محالات، مستبعدات اور عوام الناس کے اضافوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے صرف صحیح صحیح واقعات ہی پیش کر دیں گی کوشش کی ہے،

اب میں ایزد متعال کی درگاہ میں دست بدعا ہوں، کہ وہ اپنے محبوب کے طفیل اس کتاب کو قبول فرمائے، اور اس کے مصنف، اس کے کاتب، اس کے اعوان و انصار اس کے سامعین و ناظرین کو روحانیت قادریہ سے بہرہ مند فرما کر اپنی محبت، اپنی طاعت اپنی عبادت، اپنے قرب، اپنے دیدار، اپنے الطاف، اپنی عنایات اور اپنے انعامات بے پایاں سے نوازے، آمین یا رب العالمین ۵

کیا مانگیں تیرے در سے کہ دانا ہمیں کیا دے
یارب ہمیں پھر جیسے تھے ویسا ہی بنا دے

عبد المذنب
ابو اسحاق

امرتہ ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ

نامہ عقیدت

ایک عشق و محبت میں ستر ستر پروانہ
 اشتیاق و بیتابی کے ساتھ پیش
 غوثیت کی لوہر اپنے تن من کو ریشہ
 کرنے آیا ہے

غوثِ اعظم بن بے سرو سامان قدوے
 قبیلہ پوین قدوے، کعبہ ایماں قدوے

الوالبیان

شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی خاتم النبیین الذی لا نبی بعدہ

فاتحہ الکتاب

بِسْمِ اللّٰهِ کَنتُم اَعاذ بَدِیْحِ شَاحِ جِیْلَانِ
کَہ بَرَقَدَشِ دَرَسْتِ اَیْدِ قِیَامِ اَعْظَمِ اَشَانِ

عالمِ اسلامی میں اُمتِ محمدیہ کے اندر محبوبِ سبحانی، قطبِ ربّانی، عارفِ حقانی حضرت
شیخِ عابد القادری حیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جو علو مرتبت اور امتیازی شان حاصل
ہے، وہ مسلمانوں کے عقیدت مندانہ، تسلیم و اعتراف کا دم بھرنے والے قلوب سے
انہر من الشمس ہے، ہے

نقش ہے ہرکے نگینِ دل پہ اسمِ مہی دین

نوح جاں پہ کیا منقش ہو گیا نامِ آپ کا

آپ نے اپنے اندر جذب و کشش کی جو مقناطیسی تاثیریں پیدا کی ہیں، ان کا تماشاً
اگر دیکھنا ہو، تو ان تن جلے عشاق اور سوختہ سامانوں کی محفل میں جا کر دیکھو، جو غوثِ

اعظم کا نام ہی سُکر بتیابانہ وجد میں آکر کپڑے پھاڑنے اور رقص میں آکر شور و غوغا کرنے لگ جاتے ہیں،

ہاں! ہاں! نخلستانِ محمّدی کے باغبانوں، ارواحِ نبیت کا دم بھرنے والے ولیوں
درجاتِ الہیہ سے نوازے ہوئے قطبوں اور دنیا بھر کے مشہور ابدالوں کو بغور و
تعمق دیکھو، کہ اسی آستانہ پر سر جھکائے ہوئے ہیں،

وَفِي الشَّرْقِ بَرْقٌ مِّنْ مَّحَابِرِ نُورٍ

وَفِي الْغَرْبِ مِّنْ ذِكْرِي جَلَالَتِهِمْ رَعْدٌ

پھر ذرا اور آنکھ اٹھا کر دیکھو، کہ آسمانِ ولایت پر یہ مقدّس وجود ابدال و اقطاب
اوتاد و انجباب اور اصفیاء و اتقیاء کے ستاروں کے درمیان کس طرح شمسِ نصف النہار
کی طرح شعائیں مار رہا ہے،

برجِ شرف کے آپ ہیں اک نیر کمال

دیج کمالِ فضل کے اک گوہر جمال

خورشیدِ آسمانِ ولایت میں بے زوال

گلزارِ دینِ پاک کے اک تازہ نو بہال

اس پیکرِ حق کے اگر کارناموں کو دیکھنا ہو، تو تاریخ و سیر کی ضخیم کتابوں کو الٹ

کر دیکھو، کہ سنہری جلی حروف سے لکھے ہوئے نظر آتے ہیں، پھر غور سے پڑھو، کہ

کتنے بھٹکے ہوؤں کو اپنے راہِ تہلانی، کتنے شرابِ دینلسِ مخمور متوالوں کو آپ ہوش

میں لائے، کتنے سوئے ہوؤں کو اپنے جگایا، کتنے خوابِ غفلت کے یخچروں کو بیدار

کیا، کتنے جہلاء کو علماء اور کتنے علماء کو صاحبانِ عمل بنایا، کتنے بگڑے ہوئے قلوب

کو سنوارا، کتنے بیمارِ قلب کا علاج کیا، کتنے مردہ دلوں کو زندہ کیا، کتنے مخلوق

پرستوں کو توحید پرستی سکھائی، کتنے دیرِ حق سے دُور اُفتادوں کو دائرہِ وحدت میں بیٹھا

کتنے نفس و شیطان کے مجوس قیدیوں کو ان کے خونخوار پنجوں سے چھڑایا، کتنے مغلطہ کے ناپید سمندر میں ڈکیاں کھانے والوں کو عرفان اور حقیقت کے جہاز پر سوار کر کے کنارے لگایا، کتنے زہر ہلاہل پینے والوں کو امرت کا گھونٹ پلایا، کتنے گمراہان حقیقت کو خضر راہ بن کر منزل مقصود تک پہنچایا، اور کتنے دنیا داروں کو دیندار بنایا، الغرض

زندہ کر ڈالے ہزاروں مردہ دل رک آن میں

جلوہ گر جہدم ہوئے روئے جہاں پر مٹی دین

اگر اس بے مثل ہستی کی مجالس کا کیف مشاہدہ کرنا ہو، تو کتابوں کے ورق کے

ورق اُلٹ کر دیکھ لو، کہ کس شوق اور جذبہ کے ساتھ اس شمع پر کبنا سزا اور کیا فقرہ، کیا

صُغْفَاء اور کیا اُتویا، کیا علماء، اور کیا صلحاء، کیا شعراء اور کیا فصحاء، کیا مشائخ اور کیا

مُریدین، کیا زاہدین و کیا عابدین، کیا وزراء اور کیا سلاطین، کیا اہل سیف و کیا اہل

قلم، کیا دنیا دار و کیا دیندار سب کے سب کس طرح پروانوں کی طرح فدا ہوتے

تھے، اور پھر آپ کی اک نظر کس طرح سب کو سیلاب وار تڑپاتی تھی، اور پھر کتنے

مے معرفت کے متوالوں اور شہدائے عشق کے جنازے اُٹھتے تھے،

الغرض اس شہدائے اسلام اور اس فدائے مذہب نے اپنی زندگی میں اللہ

کی، اس کے رسول کی اور اس کے دین پاک کی وہ وہ خدمات سر انجام دیں، اور

روحانیت کا وہ فیض جاری کیا، کہ آج تک تمام دنیا گواہ ہے، اور سینکڑوں تاریخی

کتابیں شاہد ہیں،

آسماں والوں میں شہرت تیری ہر خصلت کی ہے

اور زمین والوں میں عزت تیری ہر سیرت کی ہے

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
			<p>انباء من عندہ قاضی القضاة مجیر الدین عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے میری نظر سے گذری ہیں اس میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مختصر یا کر دیے ہیں بہت ہی کتب کی مدد سے یہ جامع کتاب لکھی،</p>
(۳) مناقب الشیخ عبدالقادر	قطب الدین موسیٰ بن محمد ایوبی الحنبلی	۶۲۶ھ	<p>مصنف نے اس کتاب کی وجہ تالیف یہ بتلائی ہے کہ جب میں نے سبط ابن الجوزی کی کتاب مرآة الزمان فی تاریخ الایمان کا اختصار کیا، تو اس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے حالات بہت ہی مختصر یا کر لی کتابوں سے اخذ کر کے یہ کتاب آپ کے مناقب میں لکھی ہے،</p>
(۴) انوار الناظر	ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ التیمی	*	<p>مصنف مفتی عراق تھے انہوں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ</p>

نام کتاب	امام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۵) اسنی المفاخر	ابکری صدیقی ابعدادی امام عبداللہ بن اسعد ایبانی الشافعی	۳۶۸ھ	علیہ سے تحصیل علم کے بعد خرقہ حاصل کیا تھا، مصنف کو حضرات مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کے حالات سے ایک خاص دلچسپی تھی، اور خود بھی بہت ہی بزرگ متقی، صالح اور متدین تھے،
(۶) خلاصۃ المفاخر	امام عبداللہ بن اسعد ایبانی الشافعی	۳۶۸ھ	یہ کتاب اسنی المفاخر کا عمدہ خلاصہ ہے،
(۷) دررالجواہر	سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن الملقن الشافعی،	۳۸۴ھ	اس کے مصنف فقہائے مصر میں سے تھے، ان کی بہت سی تصنیفات مشہور ہیں، مثلاً شرح بخاری، شرح عمدہ، شرح منہاج، شرح تنبیہ اشباہ ونظائر وغیرہ
(۸) روضۃ الناظر	مجد الدین ابو الطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الشیرازی	۳۸۷ھ	مصنف لغت کے مشہور و معروف علماء میں سے ہیں، کتب لغت میں قاموس آپ ہی کی تصنیف ہے،

لے بیعتہ الاسرار میں لکھا ہے ۱۲۱ھ تک دیکھیے کتاب سن الحاضرہ پہلی جزو ۱۲ مندرج

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۹) الروض الزاہر	ابوالعباس احمد بن محمد القسطلانی	۲۳ھ	مواہب لدنیہ آپ ہی کی تصنیف ہے،
(۱۰) نزہتہ الخاطر الفاتر	ملا علی بن سلطان محمد تقاری الحنفی الملکی	۱۴ھ	مصنف حنفی للذہب میں آپ کی بہت سی تصانیف مشہور ہیں مشکوٰۃ کی سب سے بڑی شرح مرقات آپ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے،

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی کتابوں میں آپ کے حالات ملتے ہیں، مثلاً (۱) زبدۃ الآثار (۲) مناقب غوثیہ (۳) اذکار الابرار (۴) اسرار المعانی (۵) ترغیب الناظر (۶) منازل الاصفیاء (۷) لطائف القادریہ (۸) لطائف اللطیفہ (۹) مجمع الفضائل (۱۰) جواہر الاسرار (۱۱) منازل الاولیاء (۱۲) حقیقۃ الحقائق (۱۳) اخبار الاخیار (۱۴) تاریخ علامہ ذہبی (۱۵) اعجاز غوثیہ (۱۶) غوث الاعظم (۱۷) تحفہ قادریہ (۱۸) انیس القادریہ (۱۹) گلدستہ کرامات (۲۰) حیات الحیوۃ (۲۱) پیارا ولی وغیرہ مگر ان سب کا ماخذ صرف مذکورہ عربی کتب میں مذکورہ عربی کتب میں سب سے قبل میدان تصنیف میں جو کتاب نکلی، وہ انوار الناظر تھی، اس کے بعد ہجرت الاسرار لکھی گئی، کیونکہ صاحب ہجرت الاسرار نے تصنیف سے قبل اس کا مطالعہ کرنا تسلیم کیا ہے، بعد کے مصنفین کی تصانیف کا سب سے بڑا ماخذ یہی ہجرت الاسرار معلوم ہوتی ہے،

۱۲ مندرجہ ذیل دیکھو

اقتباس حالات

اسم، کینیت، لقب اور عرف | اس مجسمہ روحانیت، اس پیکر کینیت
اس موید باللہ، اس قاسم عرفان،

اور اس آفتاب ولایت کا نام نامی اور اسم گرامی عبد القادر لقب محی الدین کینیت
ابو محمد اور عرف غوث اعظم تھا،

مولد | اس آفتاب کا طلوع ایک چھوٹے سے زرخیز قصبہ گیلان میں ہوا، مگر
اس کی منور شعاعیں چار دانگ عالم میں یک لخت پھیل گئیں، یہ شمیم گل
بستان گیلان سے اٹھی، مگر اس کی عطر فشانی اقطاب و اطراف میں مہک اٹھی
یہ ابر رحمت گیلان سے اٹھا، مگر اس نے دنیا کے صد ہا ریگستانوں کو سبزہ زار بنا
دیا، یہ نور کی شعاع گیلان سے نمودار ہوئی، مگر اس کی ضور پاشی نے صد ہا سیاہ رنگ
آلود قلوب کو آنا فانا میں روشن کر دیا،

تحقیق مولد | آپ کے گیلانی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں، البتہ اس موضع
اور قصبہ میں اختلاف ہے، جہاں آپ تولد ہوئے، شیخ
شطنونی اس کا نام نیف بتلاتے ہیں، مگر امام یاقوت حموی نے بشیر لکھا ہے
مکن ہے، کہ نیف اور بشیر ایک ہی مقام کے دو نام ہوں، یا ایک مقام
میں آپ کا تولد ہوا ہو، اور دوسرے میں آپ نے پرورش پائی ہو، بہر حال آپ
کا گیلانی ہونا تو قطعی اور یقینی ہے،

نسب

علاوہ روحانی تعلق کے آپ کو جسمانی حیثیت سے بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ

لہ گیلان کو گیلان ہی کہتے ہیں، دونوں طرح جاننا ہے، بلکہ اللہ جل جلالہ کے موصوفے تو اس کا تیسرا نام ہیں ہی بتلایا ہے ۱۲ مندرج
رہ بیجا الاسرار ص ۱۲۱ مندرج ۱۲۱ حائزہ العارفہ بلستانی ۱۲ مندرج ۱۲۱

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی آل میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہے، وہ اس طرح کہ آپ کے والد ماجد سید ابو صالح موسیٰ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؑ سے اور آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ام النجیر امۃ الجبارہ فاطمہ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسینؑ سے ملتا ہے، اور گلستانِ شہادت کے یہ دونوں نونہال سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ نواسے اور آپ کی صاحبزادی سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے ہیں، اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

نسباً حسنی و حسینیٰ ہیں، واللہ دَرُّمَنْ قَالَ ۛ

شاہِ حُسْنِ کے اک گلِ رعنا جناب ہیں
حضرت حُسَيْن کے دُر زیا جناب ہیں

آپ کے دونوں نسب نامے تفصیلاً ملاحظہ ہوں،

پدری نسب نامہ | والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب یوں ہے،

سیدنا محی الدین ابو محمد عبدالقادر حیدرانیؒ بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوستؒ

بن سید ابی عبداللہ بن سید یحییٰ الزاہدیؒ بن سید محمد بن سید داؤد بن سید

موسیٰ ثانیؒ بن سید عبداللہ ثانیؒ بن سید موسیٰ الجونؒ بن سید عبداللہ

المحضؒ بن سید حسن المثنیؒ بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسن بن سیدنا

امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

مادری نسب نامہ | والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یوں ہے

لہ حافظ ذہبی اور حافظ ابن رجب نے ابو صالح عبداللہ بن علی دوست لکھا ہے، مگر یہ خلاف سوابق، صحیح وہی ہے جو اوپر درج ہے

چکا ہے، ۱۲۱۱ھ میں حضرت موسیٰ کا لقب، عربی میں اس کا اطلاق سیاہ سفید دونوں پر ہوتا ہے، چونکہ حضرت موسیٰ گندم گول

اسلے آپ کا یہ لقب ہو گیا تھا، ۱۲۱۱ھ میں اکوئیس عبد الجبل بھی کہتے تھے، ۱۲۱۱ھ میں حضرت موسیٰ کا لقب تھا، چونکہ عبداللہ غازی کے

سے پاک تھا، اور اس کا نسب، در والدہ دونوں کی طرف سے خالص تھا، اسلے اس کا یہ لقب لیا گیا تھا، ۱۲۱۱ھ میں یعنی حسن ثانی ۱۲۱۱ھ میں

سیدتنا ام الخیر امۃ الجبارۃ فاطمہ بنت سید عبد اللہ صومعی الزاہد بن سید
 ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو العطا عبد اللہ بن سید
 کمال الدین عیسیٰ بن سید ابو علاؤ الدین محمد الجواد بن سید علی الرضا بن
 سید موسیٰ الکاظم بن سیدنا امام جعفر صادق رضی بن سیدنا امام باقر رضی بن سیدنا
 امام زین العابدین رضی بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسین رضی بن اسد اللہ القاب
 امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

خاندانی حالات

آپ کے نانا آپ کے نانا سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جیلان کے مشہور
 مشائخ اور رؤسا میں سے تھے، بڑے زاہد متقی، مجاہد الدعوات، قائم اللیل، صائم
 النہار، صابر، شاکر، منکسر المزاج اور صاحب کرامات ولی تھے، ضعیف و نحیف اور
 بسن ہونے کے باوجود کثیر التواقل اور دائم الذکر تھے، عجم کے مشہور مشائخ سے بھی
 فیوض و برکات حاصل کئے ہوئے تھے،

آپ کی کرامات مشہور اور زبان زد خلائق تھیں، چنانچہ شیخ ابو عبد اللہ محمد قزوینی
 کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ ہمارے بعض اصحاب تجارت کا مال لیکر ایک قافلہ کے ساتھ
 سمرقند کی طرف گئے، جب وہاں ایک صحرا میں پہنچے، تو بہت سے مسلح سواروں نے
 انہیں آگہرا، جیرانی و استعجاب کے عالم میں انہوں نے باواز بلند شیخ عبد اللہ صومعی کو
 پکارا، معاً پکارتے ہی کیا دیکھتے ہیں، کہ شیخ عبد اللہ ان کے درمیان کھڑے فرما رہے ہیں
 مَبْرُوحٌ قَدُوسٌ رَبَّنَا اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی ہمارا پروردگار پاک و بے عیب ہے،

نہ ایک لیتیں بوجہ امیر المؤمنین سید محمد علی آیا ہے، اگر اس طرح صحیح ہے، تو پھر ابوالحسن علیہ السلام نے انہیں ہونے کے لئے
 لیکر انہیں یہ شیخ علیہ الرحمۃ کی مثالی شکل تھی، ابویار اللہ کے ابدن مثالیہ ہوتے ہیں جن سے وہ ایک نظر میں سینکڑوں جگہ حاضر ہوتے ہیں
 ۱۷۲

یا حَبِیلُ عَنَّا اے سوار و اہم سے دور ہو جاؤ،

اس کا سننا ہی تھا، کہ گھوڑے اپنے سواروں کو پہاڑوں کی چوٹیوں، جنگلوں اور بیابانوں کی طرف لے بھاگے، اور پھر واپس نہ آسکے، وہ سب ان کی دست برد اور غارتگری سے بالکل محفوظ و مامون رہے، اس کے بعد انہوں نے شیخ صاحب کی جستجو کی، مگر کہیں نظر نہ آئے، اور نہ ہی پتہ لگا، کہ کدھر تشریف لے گئے ہیں،

جب یہ لوگ جیلان واپس آئے، تو انہوں نے لوگوں سے یہ ماجرا کہہ سنایا، لوگوں نے کہا، واللہ شیخ تو اس وقت یہاں موجود تھے،

الغرض اسی قسم کی ہزار ماکرائتیں آپ کی مشہور ہیں،
آپ کی پھوپھی | آپ کی پھوپھی کا نام سیدہ عائشہ اور کنیت اُم محمد تھی، بڑی پارسا، نیکبخت اور صالحہ تھیں،

ایک دفعہ جیلان میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط سالی واقع ہوئی، لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں، نماز استسقاء بھی پڑھی، مگر بارش بالکل نہ ہوئی، آخر تنگ آ کر لوگوں نے آپ کی پھوپھی صاحبہ سے دعائے استسقاء کی درخواست کی، یہ سکر آپ کھر کے صحن میں گئیں، اور زمین کو جھاڑ دیا، پھر بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کی، کہ اے میرے مولا! جھاڑو تو میں نے دیدیا ہے، چھڑکاؤ تو کر دے، یہ کہنا ہی تھا، کہ آسمان سے مولا دھار مینہ برسا شروع ہو گیا، آنا فانا میں اتنا پانی جمع ہو گیا، کہ لوگ سیلاب باراں کو چیرتے بمشکل گھروں میں پہنچے،

آپ کی وفات بھی جیلان میں ہوئی،

آپ کے والد ماجد | مشہور ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سید ابو صالحؒ کو جنگ سے بہت افس تھا، چہی آپ کا لقب بھی جنگی دوست ہو گیا تھا،

جنگی دوست فارسی لفظ ہے، جس کے معنی جنگ سے اُنس رکھنے والا ہیں
آپ اپنے زمانہ کے بلند مرتبہ مشقی و پرہیزگار اور رموز و حقیقت سے واقفکار لوگوں
میں سے تھے،

کہتے ہیں کہ ریاضات و مجاہدات کے دوران میں ایک دفعہ آپ کو تیسرا فاقہ تھا،
آپ دریا کے کنارہ پر بیٹھے تھے، کہ دریا میں ایک سیب بہتا ہوا آپ کو دکھائی دیا، جسے آپ
نے پکڑ کر تناول فرمایا، بعد میں آپ کے دل میں یہ خطرہ گذرا، کہ نہ معلوم یہ سیب کس کا
ہے؟ اور میرے لئے اس کا کھا لینا کیونکر حلال ہو سکتا ہے؟

یہ خیال پیدا ہوتے ہی آپ اپنا قصور معاف کرانے کے لئے مالک سیب کی
جستجو میں دریا کے کنارے کنارے چلے،

غرض اس دریا کے کنارے کئی روز کے متواتر سفر کے بعد آپ کو آب رواں
کے قریب ایک نہایت عظیم الشان عمارت ملی، جس میں ایک بہت وسیع باغ تھا،
اس باغ میں سیب کا ایک بہت بڑا درخت بھی نظر آیا، جس کی شاخیں میوہ سے لدی
ہوئی سطح آب پر پھیلی ہوئی تھیں، ان شاخوں سے پختہ سیب ٹوٹ ٹوٹ کر پانی
میں گر رہے تھے،

آپ کو یقین ہو گیا، کہ جو سیب آپ نے تناول فرمایا تھا، وہ اسی درخت کا ہے، چنانچہ
آپ نے مالک باغ کے متعلق دریافت کیا، تحقیقات کے بعد معلوم ہوا، کہ اس باغ و محل کے
مالک حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ اُنکی خدمت میں حاضر ہوئے اور
سارا ماجری عرض کر کے معافی کی درخواست کی

حضرت عبد اللہ صومعی نے کہ یہ شخص بندگانِ خدا میں سے ہے، فرمایا، بارہ برس
ہماری خدمت میں رہو، تب وہ معاف ہوگا، آپ نے بس و چشم منظور فرمایا، بارہ سال کی مدت
ختم ہوئی، تو حضرت عبد اللہ صومعی نے فرمایا، کہ ایک خدمت اور ہے، اُسے بھی انجام دے

لو اتب سيب معاف کروں گا، وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے، جس میں چار عیب ہیں، آنکھوں سے اندھی ہے، کانوں سے بہری ہے، ہاتھوں سے لٹھی ہے، اور پاؤں سے تلگڑی ہے، اُس عاجزہ کو نکاح میں قبول کرو، اور بعد نکاح دو سال اور ہماری خدمت میں رہو، تاکہ اس نکاح کا نتیجہ میں ایک فرزند کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، اسکے بعد جہاں جی چاہے چلے جانا، آپ نے اسے بھی قبول فرمایا،

جب نکاح کے بعد صاحبزادی کا سامنا ہوا، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ اس کے تمام اعضاء صحیح و سالم ہیں، اور اُس کے خُن و جمال کے آگے چودہویں رات کا چاند بھی ٹھہراتا ہے، اپنے اس کو خلاف حلیہ پاکر تمام شب اُس سے کنارہ کشی اختیار کی، دوسرے دن صبح کو حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فراست سے سارا حال دریافت فرما کر ابو صالحؓ کو کہا، کہ میں نے اپنی لڑکی کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں، وہ سب سنُ عن صحیح میں، نامحرم کے لئے اُس کی آنکھیں اندھی ہیں، غیر حق بات سُننے کے لئے اُس کے کان بہرے ہیں، اُس نامحرم کے لئے اُس کے ہاتھ لٹھے ہیں، اور نہ ہارے حکم کے خلاف قدم اٹھانے کیلئے اُس کے پاؤں تلگڑے ہیں،

اس توجیہ کو سنکر حضرت ابی صالحؓ کے قلب میں اپنی بیوی کی بڑی قدر و منزلت ہوئی اور دونوں خوشی رہنے بہنے لگے،

حضرت ابو صالحؓ اُن دنوں سے لیکر اوسط عمر تک بالکل لا اولد رہے، آخر عمر میں آکر اولاد پیدا ہوئی،

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُم الخیر اور لقب اُمّہ الجبار اور نام فاطمہ تھا، بیتنا

عبداللہ صومعی کی دختر تھیں، ساٹھ سال کی عمر میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کے بطن سے تولد ہوئے،

بشارات ولادت

چمنستانِ اسلامی کی بلبلوں میں اس گل کے کھلنے کا قبل ہی سے شور و غوغا مچ گیا ہوا تھا، افقِ عالم پر کرنیچ جھکنے سے پہلے ہی اس آفتابِ ولایت کے طلوع ہونے کا شہرہ ہو گیا ہوا تھا، سینکڑوں بیمارانِ قلب اس روحانی طبیب اور اس سیحا کی آمد کی خبر سنکر اپنے بقرارِ دلوں کو تسکین دے رہے تھے، لاکھوں پروانے اس شمع کے روشن ہونے کی اطلاع پا کر اس پر فدا ہونے اور مر مٹنے کے لئے تیار تھے، اس منظرِ روحانیت اور اس عارفِ اعظم کے ظہور کے متعلق جن جن اولیائے کرام نے جو بشارات دی تھیں، وہ درج ذیل کی جاتی ہیں،

حضرت خلیل بلخی کی بشارت | سید ابن ادریس کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ خلیل بلخی رحمۃ اللہ

علیہ نے اپنے کشف کی بنا پر سیدنا طوث اعظم کے ظہور سے قبل سالکین کو بشارت دی تھی، کہ بھری پانچویں صدی کے آخر میں محی الدین لقب اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ عراق میں ظاہر ہوگا، جو اپنے وقت کا غوث ہوگا، اوتاد و انجباب اور اولیاء و اقطاب کا صدر نشین ہوگا، مخلوق الہی اس کی اقتدار گیری، اس کا تصرف حیات کی مانند وفات کے بعد بھی جاری رہے گا،

حضرت شیخ ابو عبد اللہ علی کا کشف | امام یعقوب ہمدانی بیان کرتے ہیں، کہ میرے شیخ

نے ایک دفع فرمایا، کہ مجھے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے چند سال پیشتر شیخ المشائخ ابو عبد اللہ علی نے فرمایا تھا، کہ عنقریب زمین عراق میں ایک

۱۔ ملاحظہ ہو کتابت بحمد الامام احمد ذکار اللہ لبرابر ۱۲۱۲ھ ۲۔ ملاحظہ ہو اسرار المعانی ۱۲۱۲ھ

بزرگ ظاہر ہونگے، ان کا نام عبدالقادر ہوگا، وہ تمام اولیاء اللہ کے سر تاج ہونگے،
حضرت شیخ ابوبکر حرار کا فرمان | شیخ ابو محمد بطاحی کہتے ہیں، کہ حضرت
 غوث الثقلین کی ولادت سے پہلے

حضرت شیخ ابوبکر حرار رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ رمضان المبارک ۴۴۸ھ ہجری میں ایک
 مجلس کے درمیان فرمایا، کہ لوگو! عنقریب عراق میں ایک ولی اللہ پیدا ہوگا، جس کا
 نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا، وہ بامر الہی فرمائے گا، کہ
 قَدِّمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ

یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن

وَلِيَّ اللَّهِ

پر ہے،

حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار بطاحی کا ارشاد | شیخ ابو محمد شنبلی کا
 بیان ہے، کہ میں

نے سیدنا شیخ ابوبکر بن ہوار بطاحی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا، کہ عراق کے
 اولیاء اللہ ہیں،

(۱) معروف کرتی (۲) احمد بن حنبل (۳) بشر حافی (۴) منصور بن عمار (۵)

جنید (۶) سہیل بن عبد اللہ تستری (۷) عبد القادر جیلانی (۸)

میں نے آپ سے دریافت کیا، کہ حضور! عبد القادر جیلانی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا

مجھے شریف ہیں، جن کا مسکن بغداد اور ظہور پانچویں صدی میں ہوگا، وہ اپنے زمانہ
 کے اقطاب کے سردار ہوں گے،

۱۔ یہ روایت اذکار الابرار میں موجود ہے ۱۲ منہ ۲۔ یہ واقعہ مصنف بیہودہ الاسرار نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ۱۲ منہ ۳۔

کہ شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ گردوں کے تیل چھار میں سے تھے، بعمرہ واسط کے مابین طائفہ بطالغ میں رہتے

تھے، وہیں آپ کا مزار مبارک بھی ہے، ۱۵ منہ ۴۔

حضرت شیخ منصور بطائی کا فرمان

شیخ منصور بطائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن بیٹھے

بھی اپنی مجلس میں فرمایا، کہ عنقریب ایک شخص عبدالقادر نام ظاہر ہوگا، اس کا مرتبہ
ثینا میں بلند ہوگا، اس کی وفات اس حال میں ہوگی، کہ وہ روئے زمین پر اللہ اور
اس کے رسول کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوگا، اگر کوئی تم میں سے اس وقت
تک زندہ رہے، تو حرمت کو ملحوظ رکھ کر اس کی تعظیم کرنا،

حضرت شیخ ابوالاحمد عبداللہ کا کشف

شیخ ابوالاحمد عبداللہ بن احمد
بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۶۶۰ھ ہجری میں کوہ حرد پر بیٹھے بیٹھے فرمایا، کہ سرزمین عجم میں عنقریب ایک لڑکا
پیدا ہوگا، جو کثرت کرامات کے سبب تمام عالم میں مشہور ہوگا، تمام اولیاء اللہ میں اس کو
قبولیت عامہ ومانہ ہوگی، وہ کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے،
حضرت شیخ عقیل نے بھی
حضرت شیخ عقیل زبجی کی بشارت

دریافت کیا، کہ اس وقت کا قطب کون ہے؟ تو اپنے فرمایا، کہ عنقریب عراق سے ایک
عجمی جوان ظاہر ہوگا، جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کریگا، وہ کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ
کی گردن پر ہے، اولیاء اللہ اپنی گردنیں اس کے آگے جھکا دیں گے، اگر میں اس کے

لے آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے، اہل کرامات تھے، آپ کی بزرگی پچن بی سے مشہور تھی، ۱۲۰۸ھ میں ملاحظہ ہو
بیۃ الاسرار ص ۱۴۲ مندرج ہے، یہ واقعہ ہجرت الاسرار میں لکھا ہے، ملاحظہ ہو، ص ۱۲۰ مندرج ہے، آپ ملک شام کے مشائخ
سے تھے، مقام رنج میں جو حلب سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے، اُن پاس مالہ ہے، اور وہیں تعالٰیٰ فرمایا، آپ کو طیار ہی کہتے
ہیں، کیونکہ آپ نے شیخ سے بلاد مشرق کو جانکا ارادہ کیا، تو اسے سینارہ پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا، وہ اپنی طرف آئے، تو آپ ہو ایں اٹھے، آپ کو
خوامس بھی کہتے ہیں، کیونکہ ایک دفعہ دیارے فرات کو اپنے اپنے تباہہ پر ٹھیکر عبور کیا تھا، اور دیکھتے ہوئے الاسرار ص ۱۲۸ مندرج ہے

زمانہ میں ہوتا، تو اپنا سر اس کے آگے جھکا دیتا، جو اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا، اس
کو اللہ تعالیٰ نفع دے گا

پیدالمشائخ جنید بغدادی کا مکاشفہ | شیخ موسیٰ بہروردی مکاشفات

مرتبہ جمعہ کے روز حضرت پیدالمشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حالت مکاشفہ میں تھے
کہ اپنے فرمایا

قَدَمُهُ عَلَى رَقَبَتِي اَقْدَمُهُ
یعنی ان کا قدم میری گردن پر، ان کا قدم
عَلَى رَقَبَتِي
میری گردن

پھر سر جھکا لیا، جب حالت استغراق سے فارغ ہوئے، تو خدام نے اس کی حقیقت
دریافت کی، فرمایا، کہ حالت مکاشفہ میں مجھ پر ظاہر ہوا ہے، کہ پانچویں صدی کے آخر میں
ایک بزرگ پیدا ہونگے، جبکا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا، انکا مولد گیلان
ہوگا، اور مسکن بغداد، وہ بامر الہی کہیں گے، کہ قَدَمِي هَذَا عَلَى رَقَبَةِ كَلْبٍ
وَلِيَّ اللَّهِ

اس مکاشفہ پر مجھ کو خیال ہوا، کہ کیوں نہ اس عارف اعظم کا قدم میری گردن پر بھی
ہو، چنانچہ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی بے اختیار میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے
قَدَمُهُ عَلَى رَقَبَتِي

تقولیں سجادہ | حضرت شیخ ابو محمد بطاحی فرماتے ہیں، کہ حضرت امام حسن
عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کے وقت اپنا سجادہ
ایک معتد بزرگ کے حوالے کر کے وصیت فرمائی تھی، کہ بھریں پانچویں صدی کے آخر

۱۔ ملاحظہ ہو ترفیہ الناظر اور سنازل الامصیاء ۱۲ مندرج ۱۳ یعنی ان کا قدم میری گردن پر ۱۲ مندرج ۱۳
عزیز القادریہ میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے ۱۲ مندرج

میں ایک بزرگ تیر عبد القادر نام پیدا ہوئے، یہ سجادہ ان کے لئے ہے، ان کے ظہور تک ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہوا ان کے پاس پہنچنا چاہیے، چنانچہ وہ سجادہ حضرت غوثیت مآب کے ظہور تک امانتاً منتقل ہوتا رہا، آخر ماہ شوال ۶۹۷ ہجری میں ایک عارف نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا، علاوہ ازیں اور بھی بہت سے اولیاء اللہ نے آپ کے ظہور کے متعلق بشارات دی تھیں، خوف طوالت سے انکو نظر انداز کیا جاتا ہے،

ولادت

کسی مست کے آنے کی آرزو ہے
کہ ساتی لئے ساغر مشک دیو ہے

آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی، کہ آپ پشت پدر سے رحم مادر میں داخل ہوئے، اہلبآ کے نزدیک اس عمر میں اولاد کا ہونا محال اور غیر ممکن ہے، لیکن یہ بھی آپ کی کرامت تھی، کہ رب العزت جل مجدہ نے اپنی قدرت کاملہ سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا، آخر مدت حمل کی میعاد گزرنے کے بعد وہ مبارک مقدس اور مسعود و ن بھی آگیا، جسکے نئے نئے روحانی بے چین و بے قرار تھی، یہ وہی مولود تھا، جس کا خیر مقدم کرنے کے لئے عزم و ثبات، توکل و رضا، طاعت و عبادت، صبر و قناعت اور تواضع و انکساری پریشان و مضطرب تھی، اور انتظار میں بے اختیار پکار رہی تھی کہ

وعدہ کیا تھا یا رنے آنے کا دن ڈھلے
سویح خدا کے واسطے ہو جاتے تلے

آج کی شب وہی شب جاں نواز تھی، جبکہ تمام روحانی دنیا میں سرسبزی و شادابی کا اعلان عام ہو گیا تھا، یہ ساعت وہی ساعت ہمایوں تھی، جبکہ سعادتوں، ریاضتوں،

عبادتوں اور قناعتوں کا افتتاح ہو گیا تھا، یہ وقت وہی مبارک و مسعود وقت تھا جب
کہ آتشکدہ کفر، و آذر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے تھے،

آنے والا ہے چمن میں لے صبا لک سُتِ ناز

برکلی پینا بنے ہر پھول پیانا نہ رہے

یعنی سیدنا محمدؐ، بحری کیم رمضان المبارک کو بوقت شب آپؐ حُسن
تاریخ ولادت

یوسف، اخلاقِ محمدی، صدقِ صدیق اکبرؐ، عدلِ عمرؓ،
علمِ عثمانؓ اور شجاعتِ حیدری کے ساتھ عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرما
ہونے سے

غوثِ دین بچ کر امت کے گہر پیدا ہوئے

واہ کیا چرخِ نبوت پر قمر پیدا ہوئے

ہیں تناخواں جن کے سائے وحش و طیرانس و جاں

کیا ہی ذیشاں یہ شہر جن و بشر پیدا ہوئے

حُسنِ یوسف، خلقِ احمد اور شجاعتِ حیدری

وصف تھے جتنے سوا نہیں سر بسر پیدا ہوئے

تھے شہِ مرداں علی المر تقی شیر خدا

غوثِ اعظمِ محی دین جن کے پسر پیدا ہوئے

لوگوں نے آپ کی ولادت، عمر اور وفات کی بہت سی تاریخیں لکھی ہیں، مگر ایک

شخص نے تو کمال ہی کر دیا ہے، آپ کی یہ تینوں تاریخیں ایک ہی شعر میں قلمبند کر دی ہیں

اس نے تاریخِ ولادت عاشق، تاریخِ وفات معشوقِ الہی اور تاریخِ عمرِ کامل

لکھی ہیں، چنانچہ شعر ملاحظہ ہو۔

لے بعض روایتوں میں سیدنا محمدؐ بحری بھی آیا ہے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ ۲

جناب غوثِ اعظم قطبِ عالم
 کہ نورش تافت از مہ تابکاری
 بینش کامل و عاشق تو نہ
 وفاتش داس ز معشوقِ الہی

ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخ ولادت و وفات یوں کہی ہے،

شاہِ شاہان شیخ عبد القادر است
 و نشین و ولربا و ولبر است

بیتِ عالی نسب در اولیاء است

نورِ چشمِ مصطفیٰ و مرتضیٰ است

سال مولودش ز اورج کیریا

گفت با تہ زب زب ایک اولیاء

عقل سالِ نقلِ آں عالی شیم

صاحبِ فردوسِ اعلیٰ زو رقم

ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخ ولادت یوں کہی ہے

بادشاہ ہے کہ اولیاء اللہ

زیر پائش نہاد جملہ رقاب

زاں و نی مالک ایک الرقاب آمد

سال شمار تیغ مولدش بہ حساب

واقعاتِ شاہی ولادت

آپ کی ولادت کے وقت بہت سے واقعات ظہور میں آئے،

پہلا واقعہ چنانچہ پہلا واقعہ ولادت کی شب کو پیش آیا، کہ آپ کے والد جد ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا، کہ رسول خدا صلی

اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام و اولیائے عظام تشریف لائے ہیں، اور فرما رہے ہیں کہ

يَا بَا صَالِحُ اعْطَاكَ اللهُ تَعَالَى

سے ابوصالح! تجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند

ابنًا صَالِحًا وَهُوَ وَلَدِي وَحَبِيبِي

صالح عطا فرمایا ہے، وہ بمنزلہ میرے بیٹے

وَحَبِيبِي اللهُ تَعَالَى سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

کے ہے، میرا اور اللہ عزوجل کا محبوب ہے

سُبْحَانَهُ وَسَيَكُونُ لَهُ شَانٌ عَالِي

اولیاء و اقطاب میں اس کا مرتبہ

فِي الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَقْطَابِ

عالی ہے۔

شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا

روح رواں یہاں تو وہاں اشک حور تھا

دوسرا واقعہ دوسرا واقعہ حقیقت میں حیرت انگیز ہے، وہ یہ کہ آپ کی ولادت کی شب تمام صوبہ گیلان میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی،

سب کے سب لڑکے ہی تولد ہوئے، جن کی تعداد ایک ہزار ایک سو کے قریب تھی،

پھر لطف یہ کہ جتنے لڑکے اس شب پیدا ہوئے، سب کے سب ولی کامل

نکلے یہ بھی آپ کی ولادت کی مین و برکت تھی،

واقعات بعد ولادت

علاوہ ازیں ولادت کے بعد بھی بہت سے حیران کن، عجیب و غریب حیرت انگیز

واقعات پیش آئے،

لے ملاحظہ ہو کتاب "سائق غوثیہ" اور "ترغیب الناظر" ص ۱۰۰ منہ ۱۰ منہ ۱۲

پہلا واقعہ چنانچہ ولادت کے بعد سب سے پہلا واقعہ یہ پیش آیا، جیسا کہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں، کہ جب میرے ہاں عبدالقادر پیدا ہوئے تو رمضان المبارک شروع تھا، اس ماہ مقدس میں یہ میری چچاتی سے کبھی دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے،

اتفاقاً ایک دفعہ بادل کے سبب ہلال رمضان میں شبہ پڑ گیا، قرب و جوار کے چند آدمیوں نے مجھ سے دریافت کیا، کہ سیدہ! کیا تم کو رویت ہلال کی کوئی صحیح اطلاع ملی ہے، میں نے کہا، کہ آج میرے عبدالقادر نے دن کو دودھ نہیں پیایا ہے، اس لئے میں سمجھتی ہوں، کہ آج رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہے،

کچھ عرصہ کے بعد معتبر شہادتوں سے تصدیق ہو گئی، کہ ہلال رمضان نظر آ گیا ہے، پھر تو یہ بات شہر کے اطراف و اکناف میں مشہور ہو گئی، کہ سادات شرق میں ایک مبارک بچہ پیدا ہوا ہے، جو رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا،

تصور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے

بِدَابِئِهِ أُمْرِي ذِكْرًا مَلَأَ الْفَضَا

وَصَوَّبْنِي بِهَيْئِ يَهْ كَان

یعنی میرے ابتدائی حالات کے ذکر سے تمام عالم پُر ہے، اور میرا گہوارہ میں روزہ رکھنا مشہور ہے،

تعلیم و تربیت

ابھی آپ نے ہوش نہیں سنبھالا تھا، کہ اچانک آپ کے والد ماجد اس دار فانی کو خیر باد

۱۔ بیچہ الاسرار ص ۸۹ اذکار الابرار ص ۳۳۲ و تربیت الناظر ص ۱۸۱ خطبہ ۱۲ سنہ ۱۳۰۷

کہ کھسک و ارا بدی لی جانب کوچ کر گئے، اور آپ سایہ عاطفت ^{میں} سے بالکل محروم رہ گئے
چونکہ اس وقت آپ کے نانا حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے، اس

لئے انہوں نے آپ کو اپنے کنار عاطفت میں لے لیا،

آپ بچوں کے ساتھ بالکل نہ کھیلا کرتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ جب میں
بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا، تو غیب سے ایک قائل کو یہ کہتے ہوئے سنتا
رالی یا مبارک لے خدا کے برکت دیئے ہوئے میری طرف آ، میں نے سنا

اپنے لئے پیدا کیا ہے، لہو و لعب کے لئے نہیں پیدا کیا،

چند سوئے دگراں سے روی لے راحت جان سوئے من آ کہ تر ایار وفادار منم

میں یہ آواز سنکر ڈر جانا، اور بھاگ کر اپنی ماں کی ٹوڈ میں جا بیٹھتا

یہ تو صحیح طور پر معلوم نہیں، کہ آپ کی تعلیم کا آغاز کب سے ہوا، مگر
آغاز تعلیم اتنا ضرور پتہ چلتا ہے، کہ آپ دس برس کی عمر میں اپنے شہر

کے مکتب کے اندر پڑھنے جایا کرتے تھے، کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا، کہ

آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا، تو آپ نے فرمایا، کہ جب میں دس برس کا تھا

تو اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتا تھا، راستہ میں ملائکہ میرے پیچھے پیچھے

چلتے دکھائی دیتے تھے، جب میں مدرسے پہنچتا، تو ان کو بار بار یہ کہتے ہوئے

سنا، کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو، اللہ کے ولی کو

بیٹھنے کے لئے جگہ دو،

جب آپ کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی، تو آپ نے تحصیل کے لئے بغداد

سفر بغداد کا عزم مضمم کیا، اس کی وجہ آپ نے خود یوں بیان فرمائی ہے، کہ

لہ اجبالا اخبار ۱۲ سنہ ۱۳۰۷ ہجری ۱۳۰۷ ملاحظہ ہو ۱۲ سنہ ۱۳۰۷ ہجری ۱۳۰۷ مصنف ہجو الاسرار نے لکھا ہے، کہ یہ سب واقعہ ابو عبد اللہ

محمد بن کاظم ادانی نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا، اور انہی نے آپ سے یہ روایت کی ہے ۱۲ سنہ ۱۳۰۷

او اہل ربیعان میں ایک دفعہ میں عرفہ کے دن شہر سے باہر نکلا، اتفاقاً راستہ میں کسی نیکو کاہل چلا جاتا تھا، میں اس کے پیچھے پیچھے ہو گیا، میں نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا، کہ

مَا هَذَا اخْلَقْتَ وَلَا يَهْدِيَا
اُمْرَاتَا

(اے عبدالقادر) تو اس واسطے پیدا نہیں کیا گیا، اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے،

یہ سن کر میرے دل میں محبت الہی کے جذبہ اور ذوق و شوق نے جوش مارا، بیدھا گھر کو گیا، اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا، کہ اگر اجازت ہو، تو تحصیل علوم شریعت و طریقت کیلئے بغداد جاؤں، اور یہاں کا ماجری بھی کہ سنایا،

محترمہ یہ سن کر انھیں، اور اسی دیتار جو میرے والد بزرگوار کے ترکہ سے انہیں ملے تھے، میرے پاس لائیں، میں نے اس میں سے چالیس اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے، باقی چالیس ماں نے بغل کے نیچے میری گڈری میں ہی دیئے، پھر دعا فرمائی،

پھر مجھ سے کہا، کہ اے عبدالقادر! میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، کہ ہمیشہ ریح بولنا، اور جھوٹ بات کبھی بھی منہ سے نہ نکالنا، اس کے بعد مجھے رخصت کر نیکی لئے باہر آئیں، اور ایک سرد سانس کھینچ کر کہا، کہ بیٹا! میں تجھ کو اپنے اللہ کے سپرد کرتی ہوں اور ہی تیرا حافظ و نگہبان ہے،

بِسْفَرِ قَتْنَتِ مَسَارِكِبَادٍ
بِسَلَامَتِ رَوِي بَاذِ آئِي

والدہ سے رخصت ہو کر میں بغداد جانے والے ایک قافلہ کے ساتھ ہو گیا، جب ان سے قافلہ آگے بڑھا، تو اچانک ساٹھ قزاق ہم پر ٹوٹ پڑے، اور قافلہ کے تمام

لے کثرت کے ساتھ احادیث سے وحوش و طیور چرند و پرند اور نباتات و جمادات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنا ثابت ہے، یہ بات بھی اولیاء اللہ کی کرامات میں داخل ہے ۱۲۱ منہ ۲

مال و اسباب کو ٹوٹ لیا، مگر مجھ سے کسی نے تعرض کیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک قزاق مجھے دیکھ کر واپس لوٹا، اور کہنے لگا، کیوں تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے پرخ پرخ کہہ دیا، کہ ماں میرے پاس چالیس دینار ہیں، وہ اس بات کو منسی سمجھ کر چلا گیا، پھر ایک دوسرے قزاق نے دریافت کیا، اس سے بھی میں نے پرخ پرخ کہہ دیا، وہ بھی کھنکھن سمجھ کر چلا گیا، جب وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے، تو یہ سب ماجری اسے کہہ سنایا اس نے کہا، کہ اچھا! اُسے میرے پاس پکڑ لاؤ، وہ دونوں بھاگے بھاگے آئے، اور مجھے اس کے پاس پکڑ کر لیگئے، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ ٹیلے پر بیٹھے آپس میں مال تقسیم کر رہے ہیں، آتے ہی اُس سردار نے مجھ سے پوچھا، کہ پرخ بتلا، تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا، چالیس دینار، اُس نے کہا، کہاں ہیں؟ میں نے کہا، بغل کے پیچے گڈڑی میں سسلے ہوئے ہیں، اُس نے گڈڑی کو اُدھیڑ کر دیکھا، تو اس میں سے چالیس دینار برآمد ہوئے،

یہ دیکھ کر سردار نے حیرانی و استعجاب سے کہا، کہ اے لڑکے! تم جانتے ہو، کہ ہم قزاق ہیں، جو مال ملتا ہے، اُسے ٹوٹ لیتے ہیں، پھر تم نے ہم لیٹروں کا خوف کر کے اس دیناروں کے بھید کو مخفی کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا، کہ میری والدہ نے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی، کہ بیٹا! ہمیشہ پرخ بولنا، کبھی جھوٹ کے پاس تک بھی نہ پھٹکنا، میں کیونکر والدہ کی نصیحت کو چھوڑ کر چالیس دیناروں کی خاطر جھوٹ بولتا، یہ سُکر وہ سردار اس قدر متاثر ہوا، کہ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے، اور ایک حسرت بھرا سانس کھینچ کر کہا، کہ آہ! تم نے تو اپنی ماں کا عہد نہیں توڑا، اور میں اتنے سالوں سے اپنے رب کا عہد توڑ رہا ہوں یہ کہہ کر وہ میرے قدموں پر گر پڑا، اور میرے ہاتھ پر توبہ کی، اس کے ہاتھوں نے یہ حالت دیکھ کر کہا، کہ تو رہزنی میں ہمارا پیشرو تھا، اب توبہ میں بھی ہمارا

پیشرو ہے،

ان سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، اور قافلہ کا تمام مال واپس کر دیا، یہ پہلی دفعہ تھی کہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، کہتے ہیں، کہ قرأتوں کے سردار کا نام احمد بروی تھا، **بَلِّغْ دَرْمَنْ قَالَ** سے

کر دیا تم نے وَبِئْسَ فِتْنًا اور فجار کو
نورِ نغشا اپنے چشمِ اولیٰ البصار کو
جب برس جائے کہیں ابیر سخاوت پکا
سبز کر دینے سر بسرِ شکلِ گلستاں خار کو
بینکڑوں مجرم، ہوئے ہیں محرم درگاہِ حق
رام کر ڈالا ہزاروں زمرہ کفار کو

علم شریعت

استفادہ الغرض جب آپ چار سو میل سے زائد اور تکلیف دہ اور خطرناک سفر طے کر کے ۳۸۸ ہجری میں شہر بغداد میں پہنچے، تو علمائے کرام و ائمہ عظام سے استفادہ فرمانے لگے،

قرآن مجید تو اپنے پہلے ہی سے حفظ کر لیا ہوا تھا، اب اس کو روایت و درایت اور قرأت سے پڑھا،

علم فقہ اور اصول کے اساتذہ پھر علم فقہ اور اصول کی طرف متوجہ ہوئے اور عرصہ دراز تک ابو الوفا علی بن عقیل

جنسلی ۱۴، ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی الحبلی، ابو الحسن محمد بن قاضی ابو یعلیٰ ۱۵، محمد بن

۱۶ لفظ ہو قلنا الجواہر اور جہۃ الاسرار ۱۲ منہ ۲

حسین بن محمد فراء، حبلی اور قاضی ابوسعید مبارک بن علی محرمی حبلی رحمۃ اللہ علیہم سے پڑھتے رہے، مگر ان کے بعض اصولی و فروعی مسائل میں مخالف تھے،

علم حدیث کے اساتذہ | علم حدیث تو اپنے بہت سے مشائخ سے پڑھا ان میں چند ایک حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل کئے جاتے ہیں،

ابو غالب محمد بن حسن الباقطانی، ابوسعید محمد بن عبدالکریم بن خنیش، ابوالعینام محمد بن علی بن میمون الفرسی، ابوبکر احمد بن المنظر، ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین الفاری السراج، ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی، ابو عثمان اسمعیل بن محمد الاصبہانی، ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف، ابوطاہر عبدالرحمن بن احمد، ابوالبرکات، ہبنتہ ثقفی بن المبارک، ابوالعز محمد بن مختار الباشمی، ابونصر محمد، ابوغالب احمد، ابوعبد اللہ یحییٰ اولاد علی المبارک، ابوالحسن بن المبارک المعروف بہ ابن الطیوری، ابومنصور عبدالرحمن القزاز، ابوالبرکات طلحہ العاقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

علم ادب کے استاد | علم ادب اپنے علامہ ابو زکریا یحییٰ بن علی التبریزی سے حاصل کیا،

علامہ تبریزی بڑے پایہ کے ادیب تھے، بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں علم ادب کے مدرس اعلیٰ تھے، بہت سی کتابوں کے مصنف تھے،

علامہ بغداد کے ایک مکرکلام ہے جو مخرم بن زید بن شریک کی طرف منسوب ہے ۱۲ مندرج ۱۵ جیسا کہ مصنف قلائد الجواہر نے لکھا ہے، ۱۲ مندرج ۱۵ قلائد الجواہر ۱۲ مندرج ۱۵، قلائد الجواہر اندھجہ الاسرار ملاحظہ ہو، ۱۵ مثلاً شرح القصائد العشر تفسیر لغزین و لغز اب، شرح الملح، الکافی فی علمی العروض و القوافی، شرح دیوان خاسر، شرح دیوان تبتی، شرح دیوان ابی تمام، شرح الدررید، شرح الفضلیات، تہذیب الاصطلاح وغیرہ آپ ہی کی تصانیف ہیں، ۱۲ مندرج

تخصیص علوم

اور تکالیف کا سامنا

مباحات کی تلاش | تخصیص علوم میں آپ کو قسم قسم کی تکالیف و مصائب طرح طرح کی آفات و بلیات و رگوناگوں صعوبتوں اور کلفتوں

کا سامنا کرنا پڑا، والدہ نے چالیس دینار جو دیئے تھے، وہ تو غالباً راستہ میں ہی صرف ہو گئے تھے، بغداد پہنچتے ہی فقہ و فاقہ نے آن دیا،

چنانچہ آپ فرماتے ہیں، کہ پہلے پہل جب میں بغداد گیا، تو وہاں میں روز تک مجھے نہ تو کوئی کھانے کی چیز ملی، اور نہ ہی کوئی مباح شے ہاتھ لگی، آخر تنگ آکر میں یوان کسری کے ویرانے کی طرف نکلا، تاکہ کوئی مباح چیز دستیاب ہو، مگر جب وہاں پہنچا، تو اپنی طرح ستر اویا، کو پیٹ کیلئے مباحات کی تلاش میں پھرتے پایا، میں نے دل میں خیال کیا، کہ ان میں مزاحم ہونا بالکل خلاف مروت ہے، اس لئے میں بغداد کی طرف لوٹ آیا،

راستہ میں مجھے اپنے وطن کا ایک شخص بلا، جس کو میں اچھی طرح پہچانتا نہ تھا، اُس نے مجھے سونے کا ایک ٹکڑا دیا، اور کہا کہ یہ تیری والدہ نے تیرے واسطے بھیجا ہے، میں اُسے لیکر فوراً ویرانے کی طرف واپس گیا، ہمیں سے تھوڑا سا اپنے واسطے رکھ کر باقی سب اُن ستر و لیوں میں جو میری طرح قوت لایوت تلاش کر رہے تھے،

۱۲ مئی ۱۲۰۲ء

۱۲ مئی ۱۲۰۲ء

۱۲ مئی ۱۲۰۲ء

تقسیم کر دیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا، یہ کہاں سے لائے ہو؟ میں نے کہا، میری والدہ نے یہ میرے لئے بھیجا ہے، میں نے یہ نامناسب سمجھا، کہ میں اپنے اس حصہ سے آپ لوگوں کو محروم رکھوں،

پھر میں بغداد لوٹ آیا، اور باقی پارہ زر سے کھانا خریدا، اور فقراء کو آواز دی، چنانچہ ہم سب نے ملکر کھایا،

شیخ عبد اللہ سلمیٰ کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے

کہ ایک دفعہ مجھے کئی روز تک کھانا نہ ملا، اتفاق سے میں محلہ قطیعہ شرقیہ میں چلا گیا، وہاں ایک شخص نے ایک ملفوف کاغذ میرے ہاتھ میں دیا، میں اسے لیکر ایک بقال کی دکان پر آیا، اور اس کے عوض میدہ کی روٹی اور خبیص لیکر اپنی اس نسان مسجد میں گیا، جہاں میں تنہا بیٹھ کر اپنے اسباق کو دہرایا کرتا تھا، اس کھانے کو میں نے اپنے سامنے رکھ لیا، اور سوچنے لگا، کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں، اتنے میں ایک ملفوف کاغذ پر میری نظر پڑی، جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہوا تھا، میں نے اس کاغذ کو اٹھایا، کیا دیکھتا ہوں، کہ اس میں لکھا ہوا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ میں سے کسی ایک کتاب میں فرمایا ہے، کہ خدا کے پیروں کو لذات و خواہشات سے کیا سر و کار، خواہشات اور لذات تو صرف ضعیف اور کمزور لوگوں کے لئے ہیں، تاکہ وہ ان کے ذریعہ سے طاعت و عبادت الہی پر قادر ہوں، مایہ پڑھتے ہی میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، جسم پر لرزہ طاری ہو گیا، خشیت الہی سے ہر ہر عضو تھر تھر کانپنے لگ گیا، فوراً رومال اٹھا، روٹی کو وہیں چھوڑا، الٹ ہو کر مسجد کے ایک گوشے میں

نہ خبیص ایک قسم کے حلوا کا نام ہے، منتخب میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے، "طعمیکہ از روغن و خرماسازند ہمندرج"

دور کعت نماز ادا کی، اور وہاں سے چلا آیا،

فحط سالی اور صبر و استقلال

اسی طرح ابو بکرؓ کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے، کہ ایک دفعہ بغداد میں فحط پڑا، جس کی وجہ سے مجھے نہایت تنگدستی اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، کئی روز تک میں نے کھانا مطلق نہیں کھایا، بلکہ گری پڑی چیز تلاش کر کے کھا لیتا تھا، اور اسی پر گزران کرتا تھا،

ایک روز بھوک کی شدت اور مٹی پانی کی وجہ سے میں دریائے دجلہ کی طرف دوڑتا ہوا گیا، تاکہ کاہنوں کے پتے یا سبزی وغیرہ جو کچھ ہلے، کھا لوں، مگر جہاں جاتا، وہاں پہلے ہی لوگ موجود ہوتے، اگر کوئی چیز ملتی بھی، تو اس پر فقرا، کاہنوں، ہجوم ہوتا، میں ان سے مزاحمت کرنا پسند نہ کرتا، آخر میں شہر میں لوٹ آیا، مگر یہاں بھی مجھے کوئی گری پڑی چیز دستیاب نہ ہوئی،

غرض بھوک سے بے چین گلی کوچوں میں قوتِ لایموت کیلئے مارا مارا پھرتا رہا، آخر پھرتے پھرتے سوق التریحانیہ کی مسجد کے قریب پہنچا، تو اس وقت بھوک سے بالکل بیاب ہو گیا، دماغ چکرانے لگ گیا، جو اس لم اور اوسانِ خطا ہو گئے، بے ہوشی طاری ہو گئی، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا، اسی پریشانی کے عالم میں دوڑ کر مسجد کے گوشہ میں جا بیٹھا،

اسی اثناء میں ایک نجی جوان مسجد میں نان اور بھنا ہوا گوشت لیکر آیا، اور کھانے لگا، غلبہ بھوک کی وجہ سے میری کیفیت تھی، کہ جب وہ کھانے کے لئے لقمہ اٹھاتا، تو بے اختیار میں اپنا منہ کھول دیتا، حتیٰ کہ میں نے اپنے نفس کو اس نازیبا حرکت پر ملامت کی، اور کہا، کہ اے نفس! بھروسا اور توکل بھی آخر کوئی شے ہے،

سنة ۱۲۱۱ھ بغداد کی ایک شہور مندی ہے ۱۲۱۱ھ

اتنی بے صبری کے کیا معنی؟

اتنے میں اچانک اُس عجیب جوان کی مجھ پر نظر پڑی، مجھے دیکھتے ہی اس نے کہا بھائی آئیے، بسم اللہ کیجئے، میں نے انکار کیا، لیکن اس کے بے حد اصرار نے مجھے کھانے پر مجبور کر دیا، ابھی میں نے قنوڑا سا ہی کھا یا تھا، کہ وہ مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگا، کہ آپ کون اور کہاں کے باشندے ہیں، اور کیا مشغلہ رکھتے ہیں، میں نے کہا، کہ میں جیلان کار بننے والا ہوں، علم فقہ پڑھتا ہوں، یہ سن کر اُس نے مسرت آمیز لہجہ میں کہا، کہ الحمد للہ میں بھی جیلان کار بننے والا ہوں، اس کے بعد اُس نے کہا، اچھا کیا آپ ایک جیلانی نوجوان عابد القادر نام کو جانتے ہیں، میں نے کہا، وہ تو میں ہی ہوں، اسپر وہ گھبرایا، اس کے چہرہ کارنگ متغیر ہو گیا، اور ٹپ ٹپ اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اور بے چینی و اضطراب میں کہنے لگا، کہ بھائی، خدا کی قسم میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں، جب میں بغداد میں پہنچا، تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ بھی موجود تھا، مگر جب میں نے تمہاری تلاش اور جستجو کی، تو کسی سے تمہارا سراغ نہ لگا، پتہ نہ چلا، یہاں تک کہ میرا نقد ختم ہو گیا، ختم ہونے کے بعد متواتر تین دن میں اس حالت میں رہا کہ آپ کی امانت کے سوا میرے پاس کھانا خریدنے کے لئے اور کچھ نہ تھا،

جب میں نے دیکھا، کہ مجھے تیسرا فاقہ گزرنے کو ہے، اور شارع علیلہ الصلوٰۃ والسلام نے پے در پے فاقہ ہونے کی حالت میں تیسرے روز مردار کھانے تک کی اجازت دیدی ہے، اس لئے میں آج تمہاری امانت سے ایک وقت کے کھانے کے دھم نکال کر یہ کھانا خرید لایا ہوں، اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول کیجئے، یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں آپ کا ہمان ہوں، گو پہلے بظاہر یہ میرا تھا، لیکن اب آپ اس کے مالک ہیں، میں نے حیرانی و استعجاب سے پوچھا، یہ کیا معاملہ ہے؟ اُس نے جواب دیا، کہ آپ کی والدہ نے آپ کے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے تھے، جن میں سے بوجہ شدت فاقہ

میں نے یہ کھانا خرید لیا ہے، یہ میں نے آپ کی امانت میں ایک زبردست خیانت کی
- جس کے ارتکاب پر میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں، اُس کا یہ جواب سن کر
انے اُسے تسلی، تسکین اور اطمینان دلایا، پھر ہم دونوں سے جو کچھ کھانا بچا تھا،

وہ ہی اور کچھ دینا بھی اُسے دیکر رخصت کر دیا،

اللہ اکبر کیسا صبر و تحمل تھا، کتنی نفس کشی تھی، کس قدر استغنا اور بے پرواہی تھی،
کہ بل گیا، تو کھایا، نہ بلا تو کوئی گلہ اور شکوہ نہیں سے

بل گیا جو، اُسے انعامِ خدا جانتے تھے

نہ بُرا جانتے تھے، اور نہ بھلا جانتے تھے

حاجتیں لے گئے کسی در پہ گئے تھے نہ کبھو

نہ زمیں بوس کی عادت تھی نہ تسلیم کی خو

اسی طرح شیخ ابو محمد عبداللہ جبائی کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ایک دن میں

امداد غیبی

مصر میں ایک جگہ میٹھا فٹہ کا سبق یاد کر رہا تھا، اور افلاس و غربت، افاقہ و تنگدستی کے

لمحے سے تالاں تھا، کہ ناگاہ ہاتھ غیبی نے آواز دی، کہ اے عبدالقادر! جا قوت لایموت

کے لئے قرض لے لے، تاکہ تحصیلِ علوم میں تجھے وقت پیش نہ آئے، میں نے جواب

میں کہا، کہ میں کس منہ سے قرض لوں، میں تو ایک مفلس اور فاقہ کش آدمی ہوں،

میرے پاس تو ایک جبتہ تک نہیں، کس طرح ادا کروں گا، ہاتھ غیبی نے کہا، مطمئن

لے شیخ عبداللہ جیلانی صاحبِ کرامات ولی اور اپنے زمانہ کے اکابر مشائخ سے تھے، ملک شام میں پیدا ہوئے تھے آپ

کا والد نصرانی تھا، جو آپ کے زمانہ طفولیت ہی میں مر گیا تھا، گیارہ سال کی عمر میں آپ طلقاً سلام میں داخل ہوئے

اور ۲۰ برسوں میں بغداد میں تحصیلِ علم کیلئے آئے، اور عمر کا بہت سا حصہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارا

حضرت علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد معینوں پر گئے اور ۲۰ برسوں میں انتقال فرمایا، منہ و ملاحظہ ہو قلائد الجواہر ص ۱۰۰ - واقعہ قلائد الجواہر
مطبوعہ مصر کے ص ۱۰۰ پر لکھا ہے ۱۱۰ منہ ۲

رہو، ادا کرنا ہمارا ذمہ ہے،

یہ سنکر میں ایک ناہنائی کے پاس آیا، اور اس سے کہا، کہ تو مجھے اس شرط پر ہر روز بطور قرض ڈیڑھ روٹی دیدیا کر، کہ اگر مجھے کہیں سے کچھ دستیاب ہو گیا، تو مجھے ادا کر دوں گا، اور اگر میں مر گیا، تو مجھے معاف کر دینا، ناہنائی نے جب یہ الفاظ سنے تو بے اختیار رو پڑا، اور کہنے لگا، کہ حضرت میں نے آپکو اجازت دی، جو آپ کا جی چاہے، مجھ سے لے جایا کریں، چنانچہ میں اس سے ہر روز ڈیڑھ روٹی لے آیا کرتا تھا،

جب مجھے روزانہ روٹی لاتے ایک مدت گزر گئی، تو ایک دن مجھے یہ معاملہ بہت ناگوار گذرا، کہ کھائے تو جاتا ہوں، مگر ابھی تک ادا کچھ بھی نہ کر سکا، اتنا خیال آتا تھا کہ ناگاہ ایک ہاتف نے آواز دی، کہ اے عبدالقادر افلاں دکان پر جا، اور جو کچھ وہاں نظر پڑے، اٹھا کر اس بنری فروش کو دیدے، جب میں اس دکان پر آیا، تو وہاں ایک پارہ زر پڑا دیکھا، میں نے اٹھا کر بنری فروش کو دیدیا،

سوال سے اجتناب

شیخ ابو محمد عبداللہ جبانی کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا، کہ اہل بغداد کی ایک جماعت علم فقہ میں مشغول تھی، جب غلہ کے دن آتے، تو یہ لوگ بعقوبانام ایک گاؤں میں انانج مانگنے چلے جاتے، اور وہاں سے کچھ غلہ وصول کر لاتے،

ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے کہا، کہ آؤ، تم بھی ہمارے ساتھ چلو، چونکہ میں اس وقت کم بن تھا، اس لئے میں بھی ان کے ہمراہ ہو گیا، اس وقت بعقوبانام ایک نہایت ہی متقی پیر بنیگار اور متدین شخص تھا، جسے شریف بعقوبی کے نام سے پکارتے تھے، میں اس کی زیارت کے لئے گیا، اس نے مجھے اثنائے گفتگو میں کہا، کہ طالبان

لے یہ واقعہ بھی ظاہر الجواہر میں موجود ہے ۱۲ منہ رحم

حق کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے،

پھر اُس نے خصوصیت کے ساتھ مجھے سوال کرنے سے منع کیا، پھر اس کے بعد
 نہ میں کسی جگہ گیا، اور نہ ہی میں نے کسی سے سوال کیا،

علاوہ ازیں شیخ ابو عبد اللہ نجار کا بیان ہے کہ
 مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ

مصائب اور برداشت

علیہ نے فرمایا، کہ مجھ پر بڑی بڑی ناقابل برداشت سختیاں گزرا کرتی تھیں، اگر وہ

سختیاں پہاڑ پر گزرتیں، تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا،

صَبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ أَنَّهَا

صَبَّتْ عَلَيَّ الْآيَاتُ مِثْرًا لَيْلِيًّا

جب مصائب تکالیف، سختیاں اور صعوبتیں چاروں طرف سے مجھے احاطہ

کرتی تیں، تو میں تنگ آ کر زمین پر لیٹ جاتا، اور بار بار یہ آیت کتریمہ پڑھتا،

فَاتَّ مَعَ الْعُسْرِ يُبْرًا، اِنَّ

مَعَ الْعُسْرِ يُبْرًا، تنگی کے ساتھ آسانی ہے،

پھر میں زمین سے سر اٹھاتا، تو میری سب کی سب کلفتیں دور ہو جاتیں،

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے، کہ جب میں طالب علمی کے زمانہ میں مشائخ

و اساتذہ سے علم فقہ پڑھا کرتا تھا، تو سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا، اور بغداد

میں نہ رہا کرتا تھا، صرف جنگلوں، بیابانوں کے ویران اور خراب مقامات میں! دن ہو

پارات، آندھی ہو یا جھکڑ، موسلا دھارینہ ہو یا اولوں کی بارش، اپنی زندگی بسر کیا

کرتا تھا، اُس وقت میں کمر پر ایک چھوٹا سا عمامہ باندھتا، اور صوف کا چپہ پہنا کرتا

تھا، برہنہ پا کانٹوں اور پتھر ملی زمینوں پر گھومتا رہتا تھا، اکا ہو، ساگ، اور دیگر

لے کذا فی قلاند الجواب ۱۲ منہ رحم

ترکاریوں کی کونپلیں جو مجھے دریائے دجلہ کے کنارے بلجایا کرتی تھیں، کھالیا کرتا تھا، الغرض کوئی نصیبت مجھ پر ایسی نہ گذرتی تھی جس کو میں نبھانہ دیتا تھا،

تکمیل علم | باوجود ان جانکاہ مصائب اور تکالیف کے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علاوہ دیگر علوم کے علم قرأت، علم

تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، علم لغت، علم ادب، علم نحو، علم عروض، علم مناظرہ، علم تاریخ، علم انساب، علم فرائض وغیرہ علوم میں خصوصیت کے ساتھ وہ شہرت اور ناموری حاصل کی، کہ علمائے بغداد کیا بلکہ علمائے زمانہ سے بعفت لے گئے، ان علوم کی سند تکمیل اپنے ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۶ ہجری میں حاصل کی،

علم طریقت

آثار ولایت | بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے آثار تقدس و بزرگی، علامات

اتحاد و پرہیزگاری نمایاں اور انوار معرفت و ولایت تاباں تھے جو بڑے زور سے اس امر کی شہادت دیتے تھے، کہ یہ ہلال عنقریب اقطاب عالم پر بدر ہو کر چمکے گا،

چنانچہ آپ اپنے عین عالم شباب کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ جب میں پہلی دفعہ حج بیت اللہ کو گیا، اس وقت میں عین عالم شباب میں تھا، جب میں منارہ ام القرون کے قریب پہنچا، تو یہاں پر شیخ عدی بن مسافر سے میری ملاقات

لے ملاحظہ ہو، انکارا بلور ۱۲ منہ ۱۱۰۰ء یہ منارہ مگر معظمہ کے راستہ میں واقع ہے، سلطان جلال الدولہ ملک شاد بن الب ارسلان (متوفی ۱۲۸۵ء) ایک سال بطور ستائیت حاجیوں کے ساتھ نکلا، واپس آتے ہوئے اس نے شکار کے واسطے ایک حلقہ بنایا، اور بہت سے جانور شکار کئے، پھر ان کے سینگوں اور کھروں سے ایک منارہ بنایا، جو منارہ القرون، یعنی سینگوں کا منارہ کے نام سے مشہور ہوا، امام یاقوت حموی لکھتے ہیں، کہ یہ منارہ اب تک

ہوئی آپ بھی اس وقت عین عالم شباب میں تھے، آپ نے مجھ سے پوچھا، کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا، کہ قلمہ جا رہا ہوں، پھر آپ نے پوچھا، کیا میرا اور آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے، میں نے کہا، کیوں نہیں، ہزار مرتبہ،

غرض ہم دونوں چل پڑے، اثنائے راہ میں ہمیں ایک برقعہ پوش انجیف البدن نو عمر حبشیہ لڑکی ملی، یہ لڑکی میرے بالمقابل کھڑی ہو گئی، اور میرے چہرہ کی طرف یترنگاہ سے دیکھ کر کہنے لگی، کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا، کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں، پھر کہنے لگی، کہ آپ نے آج مجھے بہت تھکایا ہے، میں نے کہا، وہ کس طرح؟ بولی ابھی میں بلا وجہ شبہ میں تھی، مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی کی، اور آپ پر اپنا وہ فضل و کرم عطا کیا جو زمانہ حال میں کسی پر نہیں کیا، اس لئے بے اختیار ہو کر میرے دل نے چاہا، کہ میں آپ سے ملاقات کروں، پھر اس نے کہا، کہ میرا ارادہ ہے، کہ آج دن بھر میں آپ دونوں صاحبوں کے ہمراہ رہوں، اور آپ ہی کے ساتھ روٹا افطار کروں، میں نے کہا، ہر آنکھوں پر،

اس کے بعد وہ وادی کے ایک طرف چلنے لگی، اور ہم دونوں دوسری طرف جب مغرب کا وقت آیا، اور افطار کا وقت ہو چکا، تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اُترا، جس میں روٹیں، سرکہ اور کچھ ترکاری تھی، یہ دیکھ کر اس حبشیہ نے کہا،

بقیہ حبشیہ صفحہ ۵۵ موجود ہے کذافی معجم البلدان ان ۱۲، منہج ۳۵، آپ طائفہ حدویہ کے شیخ ہیں دمشق کے مغرب میں قریہ بیت نار کے اندر تولد ہوئے، بغداد میں حضرت غوثیت مآب، شیخ حماد دباس اور شیخ عقیل بنی وغیرہ اولیاء اللہ کی صحبت سے شرف ہوئے، اور پھر کوہ ہکاد میں گوشہ نشین ہو گئے، اور وہیں نوے سال کی عمر میں ۵۵۴ھ ہجری میں وصال فرمایا، دیکھو

طائفہ صفحہ ۵۵ و بہرہ صفحہ ۱۲ منہج ۳۵

الحمد لله الذي نكر مني وآلم
 ضيفني انه لذلك اهلا
 في كل ليلة ينزل علي غيظا
 داليلة سنة الراما لاضيا
 اللہ کا ہزار ہا شکر ہے کہ اس نے میری
 اور میرے بہانوں کی عزت کی، کیونکہ ہم
 رات میرے لئے دو روٹیاں اُترا کرتی
 تھیں، آج چھ اُتریں۔

پھر ہم تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں، اس کے بعد پانی کے کوزے اترے، ان میں
 سے ہم نے پانی پیا، یہ پانی حلاوت اور لذت میں دنیا کے پانی سے مشابہ نہ تھا،
 پھر وہ ہمیشہ ہم سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مسافت طے کرنے کے بعد مکہ
 معظمہ پہنچ گئے،

ایک روز ہم طواف کر رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ نے افاضہ انوار سے شیخ عدی پر
 احسان کیا، شیخ عدی پر غشی طاری ہو گئی، اور وہ ایسے بے ہوش ہوئے، کہ دیکھنے
 والا خیال کرتا تھا، کہ ان کا انتقال ہو گیا، اس وقت پھر میں نے اس لڑکی کو ان کے
 سر ہانے کھڑے دیکھا، یہ ان کو الٹا پلٹ کر کہنے لگی، کہ ”تمہیں وہی زندہ کریگا، جس
 نے تمہیں مار ڈالا ہے، پاک ہے وہ ذات کہ عادت اشیا، اس کے جلالی نور کی تجلی
 کے آگے بجز اس کے برقرار رکھنے کے قائم نہیں رہ سکتیں، اور کائنات اس کی صفات
 کے ظہور کے آگے بجز اس کی تائید کے برقرار نہیں رہ سکتی، بلکہ اس کے جلال کے انوار اور
 اس کی تقدیس کی شعاؤں نے عقلمندوں کی آنکھیں چند ہیادی ہیں،“

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مجھ پر الطاف و کرم کی نظر کی، اور باطن میں میں نے
 دیکھا، کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے، کہ اے عبدالقادر! ظاہری تجرید چھوڑ دے اور
 تفرید توجید اور تجرید تفرید اختیار کر، ہم عنقریب تجھے اپنی نشانیوں سے
 عجائبات دکھائیں گے، تو اپنی مراد کو ہماری مراد سے خلط ملط نہ کر، تاکہ تو ہمارے سامنے
 ثابت قدم رہے، تو وجود میں ہمارے سوا کسی کا نصرف نہ ہونے دے، تاکہ تو ہمیشہ ہمارے

مشاہدہ میں رہے، اور لوگوں کو نفع پہنچانے کیلئے ایک جگہ بیٹھ جا، کیونکہ ہمارے ہرت سے بندے ہیں، جن کو ہم تیری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے،

اس وقت اس جشیہ نے مجھ سے کہا، کہ اے جوان میں نہیں جاتی، کہ آج تیرا کیا رتبہ ہے، تجھ پر ایک نورانی خیمہ لگا ہوا ہے، اور آسمان تک فرشتوں نے تجھے گھیرا ہوا ہے، اور اولیاء اللہ کی نگاہیں اپنے اپنے مقاصد پر تیری طرف لگی ہوئی ہیں اور منتہی ہیں، کہ تجھ سے انکو فیوض و برکات پہنچیں،

یہ کہہ کر وہ چلی گئی، پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا،

یہ واقعات بتلاتے ہیں، کہ اوائل ربیع الثانی سے آپ علم طریقت میں قدم رکھتے تھے اب علم شریعت سے فارغ ہونے کے بعد آپ باقاعدہ علم طریقت کی طرف ہمہ تن مشغول ہو گئے،

حصول علم شریعت کی وجہ علم شریعت بھی آپ نے صرف اس لئے نہیں حاصل کیا تھا، کہ یہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے، بلکہ اس لئے بھی کہ یہ نفوسِ مرضیہ کیلئے شفا ہے، اتقواء اور پرہیزگاری کا

میدان اور ستقیم راستہ ہے، تقویٰ و طہارت کی ایک قوی حجت اور واضح دلیل ہے، صلحاء اور نیک لوگوں کا مایہ فخر و ناز ہے، علم طریقت کے عروج اور ترقی کا باعث اور سبب ہے،

علم طریقت علم طریقت آپ نے زیادہ تر حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس سے حاصل کیا،

حضرت شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے بڑے مشائخ سے تھے، علوم و حقائق میں علمائے راجین میں سے ایک عالم تھے، مریوں کی تعلیم و تربیت میں ان سے بڑھ کر بغداد میں کوئی شیخ نہ تھا، بغداد کے اکثر مشائخ و صوفیاء انہی کے فیض یافتہ تھے، آپ ملکِ شام میں دمشق سے ایک میل کے فاصلہ پر جبہ نام گاؤں میں پیدا ہوئے تھے، بغداد کے محلہ نظریہ

باقی صفحہ

شیخ عبد اللہ جہانی کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ بغداد میں کثرتِ فتنہ و فساد کی وجہ سے میں نے قصد کیا، کہ میں یہاں سے چلا جاؤں، چنانچہ قرآن شریف بغل میں دبا میں بابِ حلبہ کی طرف چلا، تاکہ جنگل کی طرف نکل جاؤں، اچانک ہاتفِ غیبی نے مجھے آواز دی، کہ کہاں جاتے ہو، اور زور سے ایک دھکا دیا، جس سے میں گر پڑا، پھر اُس نے کہا، نوٹ جاؤ تمہارا ذریعہ سے خلق کو نفع پہنچے گا، میں نے کہا، مجھے خلق سے کیا سروکار، میں تو اپنے دین کی حفاظت کرنے کیلئے جاتا ہوں، اس نے کہا، نہیں تم یہیں رہو، تمہارا دین سلا رہے گا،

اس کے بعد مجھ پر چند ایسے حالات وارد ہوئے، جن میں کچھ التباس تھا، میں نے ان کے لئے خدائے تعالیٰ سے آرزو کی، اے مولا! مجھے کوئی ایسا بند ملائے جو ازالہ التباس کر دے،

جب دوسرا دن ہوا، تو میں مظفریہ میں سے گزرا، ایک شخص نے دروازہ کھول کر مجھ سے کہا، کہ کیوں عبد القادر تم نے خدائے تعالیٰ سے کل کیا مانگا تھا، یہ سن کر میں خاموش رہا، اور کچھ نہ بول سکا، پھر اس شخص نے سخت غضبناک ہو کر اس زور سے دروازہ بند کیا، کہ اطراف دروازہ سے گرد و غبار اڑ کر میرے چہرہ پر پڑی، میں پریشانی کے عالم میں واپس آیا، جب کچھ دُور نکل گیا، تو مجھے رات کا سوال یاد آ گیا اور خیال گذرا، کہ ضرور بالضرور یہ شخص عمالین یا اولیاء اللہ سے ہے، اس لئے میں اُس دروازہ کو ڈھونڈنے کے لئے لوٹا، مگر باوجود تلاش کے نہ پایا، مجھے سخت

زقبتہ مانیہ سلسلہ) میں رہا کرتے تھے، انکو روزِ ما کا شہرہ فردنت کیا کہتے تھے، اسی واسطے آپکو وہاں کہتے ہیں، آپ کے شہر پر میرا کبھی نہ بیجا کرتی تھی، ۱۰۰۰ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا، ۱۱۰۰ ہجری میں شونیز یہاں دفن ہوئے

ملاحظہ ہو یہ مطبوعہ معر دست ۱۲۱۲ھ

پھر مدت کے بعد میں نے انہیں پہچانا، اور انکی خدمت میں آمد و رفت کرتا رہا ان سے اپنے اشکال حل کرنے، علم طریقت حاصل کیا، یہ بزرگ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ تھے،

مجاہدات و ریاضات

طریقت میں قدم رکھتے ہی جب آپ کو مجاہدہ اور ریاضت کی طرف بے حد رغبت پیدا ہوئی، تو مراتب قرب و خلوت نشینی میں آپ اتنے بڑھے، کہ آپ نے آبادی کو چھوڑ کر بیابانوں میں معموروں کو چھوڑ کر ویرانوں میں رہنا شروع کر دیا،

پچیس سال تک عراق کے بیابانوں میں سیاحت

شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریری کا بیان ہے، کہ مجہد سے ایک دفعہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، کہ

میں پچیس سال تک تنہا عراق کے بیابانوں، ویرانوں اور خراب مقامات میں پھرتا رہا، نہ میں لوگوں کو جانتا تھا، اور نہ ہی لوگ مجھے پہچانتے تھے، البتہ اس وقت میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے جنکو میں علم طریقت اور وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا،

جب میں پہلے پہل عراق میں داخل ہوا، تو حضرت خضر علیہ السلام نے میرا ساتھ دیا، مگر میں ان کو پہچان نہیں سکتا تھا، سب سے قبل آپ نے مجہد سے ہم دریا کہ میں ہرگز آپکی مخالفت نہ کرونگا، اس کے بعد مجہد سے فرمایا، کہ میرے آنے تک یہیں ٹھہرو، میں حسب و عہد تین سال تک متواتر اسی جگہ بیٹھا رہا، جہاں آپ مجھے

ٹھیرنے کا حکم دے گئے تھے۔

اس عرصہ میں دنیا اور اُس کی خواہشات مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھیں، مگر اللہ تعالیٰ مجھے انکی طرف التفات کرنے سے بچا لیتا تھا، شیاطین مختلف بیہانک ڈراونی شکلوں اور صورتوں میں میرے پاس آتے، اور مجھ سے لڑتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب رکھتا تھا، میرا نفس متشکل ہو کر اپنی خواہش کے لئے کبھی تو مجھ سے عاجزی کرتا، اور کبھی میرے ساتھ لڑائی کرتا، مگر ایز و متعال نے مجھے اسپر غلبہ دیتا، ابتدا میں میرا نفس اگر مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار کرتا، تو اُس پر ہمیشہ قائم رہتا، مدت دراز تک میں شہروں کے بخر، ویران، غیر آباد اور خراب مقامات میں پھرتا، اور نفس کو طرح طرح کی ریاضتوں مجاہدوں اور مشقتوں میں ڈالتا رہتا، چنانچہ ایک سال سنہری یاگری پڑی چیز کھاتا، اور پانی نہ پیتا، اور ایک سال پانی پیتا، اور سنہری یاگری پڑی کوئی چیز نہ کھاتا، اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا، اور نہ سوتا،

ایک رات شدت سردی کی وجہ سے میں ایوان کسری میں جا سو یا، وہاں مجھے احتلام ہو گیا، میں اُسی وقت اٹھا، اور دریائے دجلہ کے کنارے پر جا کر غسل کیا، پھر سو گیا، پھر احتلام ہو گیا، پھر غسل کیا، اسی طرح چالیس بار احتلام ہوا، اور چالیس مرتبہ میں نے غسل کیا، پھر میں نیند آ جانے کے خوف سے ایوان کے اوپر چڑھ گیا، برسوں تک میں بغداد کے محلہ کرخ کے ویران وغیر آباد مکانوں میں بھی رہا ہوں اس آسمان میں سوائے کوندلوں کے میں کچھ نہ کھاتا تھا، ہر سال کے شروع میں ایک

لے کوندل ایک بونی کا نام ہے، جو پانی میں بکثرت اُگتی ہے، یہ پیاز کے پتوں کی طرح گول گھرانے سے بڑی اور ٹھوس ہوتی ہے، اسے عربی میں بردی اور فارسی میں لُح کہتے ہیں، منتخب میں اس کی تعریف یوں لکھی ہے، کہ ہادی بالغ گیا بیست کا از شاخ و برگ آن بود یا با نند، و آنرا بفارسی لُح گویند الخ یہ ملک مالوہ اور مصر میں بکثرت ہوتی ہے چونکہ اسکے پتلے حصے میں کسی قدر شھاس ہوتی ہے، اس لئے دیہات کے بچے اسے لگے کی طرح چوستے ہیں ۱۲ مندرج

شخص مجھے صوف کا جوتہ لا کر دیتا، جسے میں پہن لیتا،

میں نے ایک ہزار تک علوم و فنون محض اس لئے حاصل کئے، کہ دنیا کے جھگڑوں اور مخصوصوں سے نجات حاصل کروں، اور حقیقی راحت میسر ہو،

لوگ مجھے مجنون بتاتے، میں جنگلوں اور سیلابوں میں نکل جاتا، برہنہ جسم کانٹوں پر بٹاتا، شور و غوغا کرتا، تمام بدن سے خون جاری ہو جاتا، لوگ مجھے شفا خانے میں لے جاتے، مگر میری حالت اور بھی ابتر ہو جاتی،

مریض عشق پر رحمت خدا کی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

یہاں تک کہ مجھ میں اور مردہ میں کوئی تمیز نہ رہتی، لوگ کفن لے آتے، اور غسل کو بلوا کر مجھے نہلانے کے لئے تختہ پر رکھ دیتے، مگر معالیمی حالت درست ہو جاتی

شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بغدادی معروف بہ ابن الیقینی کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر

شب بیداری

جیلانی سے سنا، آپ فرماتے تھے، کہ میں چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا، اور پندرہ سال ساری ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک فی شب ایک قرآن شریف ختم کرتا رہا،

چنانچہ ایک رات میں ایک میٹری پر چڑھ رہا تھا، کہ میرے نفس نے کہا، کاش! تو ایک کھڑی سو جائے، پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد اشک عبادت کرے، جوہی یہ خطرہ میرے دل میں آیا، میں وہیں ٹھہر گیا، اور ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا، اور قرآن شریف شروع کیا، یہاں تک کہ اسی حالت میں ختم کر دیا،

نفس کشی | شیخ ابوالعباس ہی کا بیان ہے، کہ میں نے آپ سے سنا، آپ

۱۲ مندرج

فرماتے تھے، کہ میں بُرجِ عجمی میں گیارہ برس رہا، میں نے اس میں خدا سے عہد کیا، کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ نہ دیکر مجھے کھانا نہ کھلایا جائیگا، اس وقت تک میں کھانا نہ کھاؤنگا، اور جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائیگا، تب تک نہ پیوں گا، چنانچہ ستوا تر چالیس روز تک نہ میں نے کچھ کھایا نہ پیا، اس کے بعد ایک شخص کھانا لایا، اور میرے آگے رکھ کر چلا گیا، بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے ہی کو تھا، کہ میں نے کہا، واللہ! میں ہرگز اس عہد کو نہ توڑؤنگا، یہ خیال کرتے ہی میں نے اپنے باطن سے ایک چلانے والے کی آواز سنی، کہ اے بھوک! اے بھوک! میں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی،

اسی اثناء میں شیخ ابو سعید مخرمی رحمۃ اللہ علیہ بچہ گزے، انہوں نے جو چلانے کی آواز سنی، تو میرے پاس آ کر کہا، کہ عبدالقادر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا؟ یہ نفس کا قلق و اضطراب ہے، روح تو اپنے سولے کے خیال میں مشغول حالت سکون و قرار میں ہے، آپ مجھے اپنے گھرے گئے، اور کھانا کھلانے لگے، یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا،

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک خاص حالت

سے سنا، اپنے فرمایا، کہ ابتدائے سیاحت میں مجھ پر بہت سے احوال طاری ہوتے تھے، میں ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جانا، اور اکثر اوقات بے ہوشی کے عالم میں دوڑا کرتا تھا، جب وہ حالت مجھ سے اٹھ جاتی، تو میں اپنے آپ کو ایک دُور دراز مقام میں پاتا،

۱۔ اس برج کا نام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے طویل قیام کی وجہ سے برجِ عجمی ہو گیا تھا،
 ۲۔ لفظ برج سے مراد ۱۲ سندھ ہے، ۳۔ جہ و قلم ۱۲، سندھ ۲۔

چنانچہ ایک دفعہ بغداد کے ویرانے میں یہی حالت مجھ پر طاری ہوئی، میں قریباً ایک گھنٹہ بے ہوشی کے عالم میں پھرتا رہا، پھر وہ حالت مجھ سے دور ہو گئی، کیا دیکھتا ہوں، کہ میں بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر بلا ڈسٹریس کھڑا ہوں، میں اپنی اسی حالت پر غور کرتا تھا کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا، کہ تم شیخ عبدالقادر ہو کر اپنی اس حالت پر تعجب کر رہے رہو،

وجدانہ کیفیت | اسی طرح شیخ ابو محمد عبداللہ جیلانی کہتے ہیں، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان

کیا، کہ ایک رات مجھ پر ایک خاص وجدانہ کیفیت طاری ہوئی، اس وقت بیباختہ میں نے زور کے ساتھ ایک چیخ ماری، جس سے ڈکیتی لوگ گھبرائے، ماہوں نے جانا، کہ شاید پولیس آن پہنچی، یہ لوگ نکلے، اور میرے پاس آئے، مجھے زمین پر بے ہوش پڑا دیکھ کر کہنے لگے، کہ یہ تو عبدالقادر مجنون ہے، اس بھلے آدمی نے ہمیں ڈرا دیا،

شیاطین کے ساتھ جنگ اور حیرت انگیز غلبہ | شیخ عثمان صیرفی کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، آپ نے فرمایا، کہ

میں رات دن بھر، ویران اور خراب مقامات میں رہا کرتا تھا، بغداد کی طرف بالکل نہیں آتا تھا، شیاطین میرے پاس مسلح ہو کر ہدایت ناک صورتوں میں صف بصف آتے، پھر ایک پھینکتے، اور مجھ سے لڑا کرتے تھے، مگر میں اپنے دل وہ ہمت، استقلال، شجاعت، اوالعزمی اور ثابت قدمی پاتا، جو بیان سے باہر ہے اور بات غیبی کو یہ کہتے ہوئے سنا، کہ اے عبدالقادر! اٹھو، میدان

میں نکل کر ان کا مقابلہ کرو، ہم تمہاری مدد کریں گے، اور تم کو ثابت
قدم رکھیں گے،

پھر جب میں اُنکے مقابلہ کے لئے اُٹھا، تو وہ سب کے سب رنوجکڑ ہو جاتے
گاہے گاہے ان میں سے صرف ایک شیطان کھڑا رہتا، اور مجھے طرح طرح سے
ڈرا کر کہتا، کہ یہاں سے چلے جاؤ، میں جرأت کر کے اُس کے منہ پر ایک طمانچہ مارتا
تو وہ اُنٹے پاؤں بھاگ جاتا، پھر میں لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھتا
تو وہ جل کر خاک بھسم ہو جاتا،

ایک دفعہ میرے پاس ایک بد شکل، بھونڈی صورت، کریم منظر، بد بودار شخص
آیا، اور کہنے لگا، کہ میں ابلیس ہوں، مجھے اور میرے گروہ کو اپنے عاجز کر دیا ہے،
اس لئے میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں، میں نے کہا، جا یہاں سے دور
ہو جا، مجھے تجھ پر اطمینان نہیں ہے، میرا یہ کہنا تھا، کہ غیب سے کسی نے اس زور
سے ایک ہاتھ اس کے دماغ پر مارا، کہ یہ زمین میں دھنس گیا، اس کے بعد میرے
پاس پھر دوبارہ آیا، اور آگ کے شعلوں سے میرے ساتھ لڑنے لگا، اچانک بزنہ
گھوڑے پر سوار ایک شخص نے آن کر مجھے ایک تلوار دینی، جس کے دیکھتے ہی
ابلیس اُنٹے پاؤں بھاگ گیا،

تیسری دفعہ میں نے اس کو پھر دیکھا، اُس وقت یہ مجھ سے دُور بیٹھا گریہ
وزاری میں مشغول، سر پر خاک ڈال رہا تھا، اور حسرت بھرا سانس لیکر کہہ رہا تھا
کہ لے عبد القادر! اب میں تجھ سے بالکل مایوس و نا اُمید ہو چکا ہوں، میں نے
کہا، اے ملعون! دُور ہو جا، میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا ہوں، تیرے یہ الفاظ بھی تیری

لے گھوڑوں کی ایک ایسی ہی قسم ہے، جس کو بزنہ کہتے ہیں، اس قسم کے گھوڑے سفید رنگ مگر کسی قدر

بسنی مائیں یا سیاہی مال ہوتے ہیں، یہاں یہی مراد ہے، ۱۲۱ نمبر ۲ -

شیطنیت اور نکاری پر دلالت کرتے ہیں، پھر اُس نے میرے گرد اگر دہبت سے جال بچھا دیئے ہیں نے کہا، یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا، کہ یہ دنیاوی وسوس کے وہ جال ہیں، جن سے ہم تم جیسے لوگوں کا تھکا رکھا کرتے ہیں، تب میں نے ایک سال تک اُن کے بارہ میں توجہ کی، یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے،

پھر اُس نے بہت سے اسباب مجھ پر ظاہر کئے، جو چاروں طرف سے مجھے احاطہ کئے ہوئے تھے، میں نے پوچھا، کہ یہ اسباب کیسے ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ یہ خلق کے اسباب ہیں، جو تم سے ملے ہوئے ہیں، میں سال بھر تک ان کی طرف متوجہ رہا، یہاں تک کہ یہ اسباب مجھ سے بالکل منقطع ہو گئے،

اس کے بعد مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا، تو میں نے اپنے قلب کو بہت سے علائق سے ٹوٹ دیکھا، میں نے دریافت کیا، کہ یہ علائق کیا ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا، کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں، پھر ایک سال تک میں انکی طرف توجہ کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ سب علائق منقطع ہو کر میرے دل کو اُن سے خلاصی ہوئی،

اس کے بعد مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا، میں نے دیکھا، کہ ابھی اس کے امراض باقی ہیں، اس کی خواہشات زندہ ہیں، اس کا شیطان سرکش ہے، میں نے سال بھر تک اس کی طرف توجہ کی، یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے، اس کی خواہشات مردہ ہو گئیں، اس کا شیطان مسلمان ہو گیا، اور تمام لعنہ اللہ کے لئے ہو گئے، میں اپنی ہستی سے جدا ہو گیا، مگر پھر بھی اپنے مقصود کو نہیں پہنچا،

پھر میں توکل کے دروازہ پر آیا، تاکہ مقصد حاصل ہو، عقدہ حل ہو، مطلب

پورا ہو، لیکن کیا دیکھتا ہوں، کہ توکل کے دروازہ پر بہت بڑا نجوم ہے، میں اس نجوم کو پھاڑ کر نکل گیا،

پھر میں شکر کے دروازہ پر آیا، مجھے اس دروازے پر بھی ایک بڑا نجوم ملا، میں اس کو بھی پھاڑ کر اندر چلا گیا،

اس کے بعد میں غنا کے دروازہ پر آیا، یہاں بھی بہت بڑا نجوم ملا، جسے میں پیرتا پھاڑتا ہوا اندر چلا گیا،

پھر میں مشاہدہ کے دروازہ پر آیا، یہاں بھی نجوم کو پھاڑ کر اندر داخل ہو گیا

پھر میں فقر کے دروازہ پر آیا، تو اس کو میں نے خالی پایا، میں اس میں داخل ہوا،

جب اندر گیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا، وہ سب

کی سب یہاں موجود ہیں، یہاں مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانہ کی فتوحات

میسر ہوئی، روحانی عزت، حقیقی غنا اور سچی آزادی ملی، یہاں آکر میں نے اپنی

زیست کو بٹا دیا، اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا، جس سے میری ہستی میں ایک دوسری

حالت پیدا ہو گئی،

آپ کا شیطان کے

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ضیاء الدین
ابو نصر مونسے رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ
میں نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ

عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے، کہ ایک دفعہ میں

دوران سیاحت میں کسی ایسے جنگل کی طرف نکلا، جہاں آب و دانہ کا نام و نشان

تک نہ تھا، مجھے کئی روز تک پانی نہ ملا، جس سے پیاس کا از حد غلبہ ہوا، اچانک

میرے سر پر ایک بدلی کا ٹکڑا آیا، اس سے کچھ بوندیں بھپڑیں، میں ان سے

سیراب ہو گیا ،

پھر میں نے ایک نمود دیکھا ، جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا ، اس میں سے ایک صورت نمودار ہوئی ، جس نے مجھے یوں پکارا ، اے عبدالقادر ! میں تیرا پروردگار ہوں ، میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دی ہیں ، میں نے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اُسے دھتکارا تو اُس کی روشنی معدوم ہو گئی ، اور وہ صورت دہوئیں کے شبیہ دکھائی دینے لگی ، پھر اُس صورت سے یہ آواز سنی ، کہ اے عبدالقادر ! تم نے بحکم الہی اپنے علم سے میرے کبرے نجات پائی ، ورنہ میں اپنے اس کبرے ستر صاحب طرقت ولیوں کو گمراہ کر چکا ہوں ، میں نے کہا ، بیشک میرے مولا کا فضل و کرم میرے شامل حال ہے ،

شیخ ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ، کہ آپ سے دریافت کیا گیا ، کہ اپنے کبرے طرح جان لیا ، کہ وہ شیطان ہے ؟ آپ نے فرمایا ، کہ اُس کے اس قول سے ، کہ اے عبدالقادر ! میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دیں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا کسی کو بھی حکم نہیں دیتا ،

بیعت

غرض جب آپ نے عبادات ، ریاضات اور مجاہدات شاقہ کے بعد پورا پورا تزکیہ نفس حاصل کر لیا ، تو حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخرمی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی ، اور اُن کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے ،

شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا ، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ، کہ جو لقمہ

نفوس خرقہ

ان کے ماتھے سے میرے شکم میں جاتا تھا، وہ میرے باطن میں ایک نور بھردیتا تھا، پھر انہوں نے آپ کو خرقة و لایت عطا کیا، اور فرمایا، کہ اے عبدالقادر! یہ وہ خرقة ہے، جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تھا، اور ان سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ملا تھا، اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا ہے،

اس خرقة کے پہنتے ہی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اور بھی برکات و تجلیات الہیہ نے ظہور کیا،

شیخ ابوسعید موصوف الصدر لکھتے ہیں، کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو اور انہوں نے مجھ کو خرقة پہنایا،

شیوخ طریقت

شجرہ بیعت یعنی

یہ تلامذہ شیخ طریقت حضرت ابوسعید مبارک مخزومیؒ اور ان کے شیخ ابواسمن علی بن محمد قرشیؒ، ان کے شیخ ابوالفرج طرطوسیؒ، ان کے ابوالفضل عبدالواحد تمیمیؒ، ان کے شیخ ابوبکر شبلیؒ، ان کے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ، ان کے شیخ بصری سقلیؒ، ان کے شیخ معروف کرخیؒ، ان کے شیخ داؤد طائیؒ، ان کے شیخ حبیب عجمیؒ، ان کے شیخ حسن بصریؒ، ان کے حضرت علی ہر تفسی کرم اللہ وجہہ اور ان کے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

لے ملاحظہ ہو قلم الجواہر ۱۲ منہ رح

وعظ

اور

تدریس و افتاء

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، طبعاً مخلوق متوحش، ویرانہ پسند، احتلاط سے دل برداشتہ، زاویہ خمول و گوشہ گنہامی کے شائق اور اپنی عاشقانہ و مستانہ وار متوکلمانہ گزراں کے شیدائے تھے، مگر چونکہ قطبیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا تھا، کہ جھٹکے ہوؤں کو راہ بتلائیں، مبتلائے معصیت مُردہ دہوں کو طاعتِ حق جل و علا کی حیات بخشیں، بیمارانِ قلب کا علاج کریں، پابند و ابر ہو س و طمع لوگوں کو ربانی، رحمانی اور اللہ والا بنا کر اپنے سولا کے سامنے پیش کریں، اور اپنے ارشادات و فیوضات سے مختلف الطبائع اشخاص کے قلوب کی ظلمتوں کو نور سے تبدیل کر دیں اس لئے آپ کو مخلوق میں رہنے کی سخت ترین صعوبت میں مبتلا کیا گیا، اور تقدیر کے ہاتھوں نے سر پر دہ خمول سے باہر نکال کر ارشاد و تربیت خلق کے لئے بغداد کے محلہ باب الازج کے مدرسہ میں لا بٹھایا،

اس وقت بغداد میں خلفائے عباسیہ کا دور دورہ تھا، اہل زمانہ دنیا طلبی میں منہمک، امراء حکومت میں بدست اور نشہ امارت میں سرشار تھے، معتزلہ اور مبتدعین کا رنگ جُدا تھا، طالب دینا علمائے اپنی اور دوسروں کی سنی جدا حراب کر رکھی تھی، جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ

یہ مدرسہ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض کیا تھا، جیسا کہ

قلائد الجواہر میں لکھا ہے، ۱۰۱ منہ ۲

اور آزاد پھیر رکھا تھا،

چنانچہ اس سے متاثر ہو کر آپ نے علاوہ تدریس و افتاء کے وعظ و نصیحت، اعلائے کلمۃ الحق، اصلاح خلق، اشاعت اسلام اور تجدید دین کا بیڑا اٹھایا،

ابھی اس کا عزم کیا ہی تھا، کہ ۱۶ شوال ۱۲ھ ہجری
یہ شنبہ کے روز آپ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وسلمہ کو خواب میں دیکھا، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ
روپائے صادقہ
اور وعظ کی ابتداء

والسلام نے فرمایا، اے عبد القادر! تم اللہ کی مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ و نصیحت اور نیند و مواعظت کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے عرض کیا، کہ حضور! میں ایک عجمی شخص ہوں، فصحاء عرب کے سامنے کس طرح زبان کھولوں، سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنا منہ کھولو، آپ نے منہ کھولا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات بار لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا، اور فرمایا، جاؤ! تم وعظ و نصیحت کرو، اور مکت و مواعظت حسنہ سے لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ،

چنانچہ ظہر کی نماز پڑھ کر آپ بیٹھے، تو خلقت آپ کے گرد اگر جمع ہو گئی، آپ کچھ مرعوب سے ہو گئے، اس اثنا میں آپ نے شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجلس میں اپنے آگے کھڑا دیکھا، حضرت علیؑ نے فرمایا، اے عبد القادر! وعظ کیوں نہیں کرتے، آپ نے کہا، ابا جان! میں گھبرا گیا ہوں، حضرت علیؑ نے فرمایا، اپنا منہ کھولو، آپ نے کھولا، حضرت علیؑ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا، آپ نے عرض کیا، پورے سات مرتبہ کیوں نہیں ڈالتے؟ شیر خدا نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا

۱۰ ملاحظہ ہو، بیہ مطبوعہ مصر ص ۲۶ و ملاذ و ترمیم المناظر ۱۲ منہ ۲۰ گے مراد بغداد ہے ۱۲ منہ ۲۰

اس کے بعد حضرت علیؑ سے پوشید ہو گئے، اور پھر آپ کا غواہوں نے فکر دل کے دیا
میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے اور ساحل سینہ پر لالا کر ڈالنے
لگا، اور ترجمان زبان کا دلال آپر یونی دینے لگا، لوگ آکر طاعت و عبادت کی گراہیاہ
اور بے بہا قیمتیں گزاران کر انہیں خریدتے، خدا کے گھروں کو ذکر الہی سے آباد کرتے
اور زبان حال یہ شعر پڑھتے،

عَلَى مِثْلِ نَيْلِ يَقْتُلُ الْمَرْءَ نَفْسَهُ
وَلِحُلُولِهِ مَرُّ الْمُنَايَا وَانْعِدَابُ

ہجوم خلق | تھوڑے عرصہ بعد اطراف و اکناف بعد اد میں آپ کی بہت
شہرت ہو گئی، آپ کی مجلس و عظیم میں اس کثرت سے لوگ
آنے لگے، کہ مدرسہ کی جگہ ان کے لئے کافی نہ ہوتی، اور تنگی کی وجہ سے لوگ
مدرسہ کے باہر سڑک پر بیٹھ جاتے،

توسیع مدرسہ | ہجوم کی کثرت کی وجہ سے امرائے شہر نے قرب و جوار
کے مکانات کو شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا، الغرض
۱۲۵ھ ہجری میں یہ مدرسہ ایک عالی شان عمارت کی صورت میں بنکر تیار ہو گیا،
آپ نے نہایت جدوجہد کے ساتھ وعظ و تدریس اور افتاء کا
تدریس | کام شروع کر دیا، دور دراز ممالک کے لوگ آپ سے علوم
شرعیہ و طریقت کے حصول کے لئے جوق در جوق آنے شروع ہو گئے، تقویٰ
ہی عرصہ میں علماء و صلحاء کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس تیار ہو گئی، آپ سے
علوم حاصل کر کے بہت سے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے، اور تمام

۱۲۵ھ (ترجمہ) یعنی نیل جیسے معشوق پر انسان اپنی جان قربان کر دیتا ہے، اور اس کی ساری نعمتیں
حلاوت سے بدل کر شیریں ہو جاتی ہیں - ۱۲ مندرجہ

عراق میں آپ کے مرید اور تلامذہ کثیر تعداد میں پھیل گئے،

یوں تو آپ کے لائق تلامذہ و پیما تلامذہ تھے جنہوں
آپ کے اکابر تلامذہ نے آپ سے باقاعدہ علوم شریعت و طریقت کی

تحصیل کی تھی، لیکن یہاں صرف ان چند مشاہیر کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے
 ہیں، جنکو علم و فضل کی وجہ سے قبولیت عامہ نصیب ہوئی، اور عوام الناس کو ان
 سے دینی فوائد پہنچے۔

(۱) محمد بن احمد بن بختیار (۲) ابو محمد عبد اللہ بن ابو الحسن الجبالی (۳)

فرزند عباس المصری (۴) عبد النعم بن علی الحرانی (۵) ابراہیم الحداد

الیمینی (۶) عبد اللہ الاسد الیمینی (۷) عطیف بن زیاد الیمینی (۸) عمر

بن احمد الیمین الجری (۹) مدافع بن احمد (۱۰) ابراہیم بن ایشارة العدنی

(۱۱) عمر بن مسعود البزاز (۱۲) استاہ میر محمد الجیلانی (۱۳) عبد اللہ بطاحی

نزہل بعلبک (۱۴) کئی بن ابو عثمان السعدی (۱۵) ابنائے عبد الرحمن

وصلح ابو عثمان السعدی (۱۶) عبد اللہ بن الحسین بن العکبری (۱۷)

ابو القاسم بن ابوبکر احمد (۱۸) احمد (۱۹) عتیق بن ابوالقاسم (۲۰) عبدالعزیز

بن ابونصر الجنائدی (۲۱) محمد بن ابوالکارم الحجۃ البیعقوبی (۲۲) عبدالملک

بن دیال (۲۳) ابوالاحمد الفضیلہ (۲۴) عبد الرحمن بن نجم الخزرجی (۲۵)

یحییٰ التکرینی (۲۶) بلال بن امیہ العدنی (۲۷) یوسف بن مظفر

العاقلوی (۲۸) احمد بن اسمعیل حمزہ (۲۹) عبد اللہ بن المنصوری

سدذتہ ابوبکر یقینی (۳۰) عثمان الیاسری (۳۱) محمد الواعظ الجیمافارح

(۳۲) تاج الدین بن بطر (۳۳) عمر بن المدائنی (۳۴) عبد الرحمن

۱۲ تلامذہ الجواہر میں ان کے اسمائے گرامی درج ہیں ۱۲ مندرج

بن تفاق (۳۵) محمد النحال (۳۶) عبدالعزیز بن کلف (۳۷) عبدالکترم
 بن محمد المصیری (۳۸) عبداللہ بن محمد بن الولید (۳۹) عبدالمحسن
 بن دؤیرہ (۴۰) محمد بن ابوالحسین (۴۱) ذلف الحمیری (۴۲) احمد
 بن الیدقی (۴۳) محمد بن احمد المؤمن (۴۴) یوسف ہبہ اللہ مشقی
 (۴۵) احمد بن مطیع (۴۶) علی بن النقیس المامونی (۴۷) محمد بن اللیث
 الضریح (۴۸) شریف احمد بن منصور (۴۹) علی بن ابوبکر بن ادیس
 (۵۰) محمد بن نصرہ (۵۱) عبداللطیف محمد الحرانی وغیرہم رحمہ اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین

آپ کی عالمگیر شہرت

کچھ عرصہ بعد آپ کی شہرت وسیع اور عالمگیر ہو گئی
 آپ کی عظمت و محبوبیت مخلوق کے قلوب میں

رچ گئی اور دراز سے کٹھن اور جانکاہ منزلیں طے کر کے لوگ آپ سے فیوض
 و برکات حاصل کرنے، اور آپ کی مجلس و عظیم شامل ہونے کے لئے آتے

گرم بے مصر کا بازار تیرے کوچے میں

آتے جاتے ہیں خریدار تیرے کوچے میں

لوگوں کے ہجوم کثیر کی وجہ سے باوجود توسیع عمارت کے مدرسہ میں گنجائش نہ

رہی، لہذا آپ کی مجلس و عظیم کیلئے شہر کے باہر عید گاہ مقرر ہوئی،

کہتے ہیں، کہ حاضرین مجلس کی تعداد بالعموم ستر ہزار سے

حاضرین مجلس

زائد ہوا کرتی تھی، جن میں اکابر مشائخ عراق، علمائے
 کرام و مقتیان عظام کے علاوہ ملائکہ جن اور رجال غیب وغیرہ بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے

ملاحظہ ہو بیچہ الاسرار ص ۹۲ منہ رحمہ جیسا کہ شیخ ابو سعید قیلوی کی روایت سے جو عراق کے مشہور صاحب خوارق
 و کرامات شیخ ہیں، ظاہر ہے، اپنے مجلس و عظیم میں خود اپنی ہن آنگھوں سے جنات، ملائکہ، ارواح انبیاء، رجال غیب
 (بقیہ صفحہ)

اکابر شلخ اور علماء کے متعلق شیخ ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا، علمائے کرام اور شلخ
عظام میں حضرات ذیل بالعموم موجود ہوا کرتے تھے،

۱) شیخ فقیہہ ابو الفتح (۲) شیخ ابو محمد محمود (۳) امام ابو حفص عمر (۴) شیخ
ابو محمد الحسن الفارسی (۵) شیخ عبد اللہ بن احمد الخشاب (۶) امام ابو عمرو
عثمان الملقب بشافعی زمانہ (۷) شیخ بن الیکزانی (۸) شیخ فقیہ رسلان
عبد اللہ بن شعبان (۹) شیخ محمد بن قائد الاوانی (۱۰) شیخ عبد اللہ بن
سنان الردینی (۱۱) شیخ حسن بن عبد اللہ رافع الانصاری (۱۲) شیخ طلحہ
(۱۳) شیخ احمد بن سعد (۱۴) شیخ محمد بن ازہر الصیرنی (۱۵) شیخ یحییٰ بن البرکہ
محفوظ الیقینی (۱۶) شیخ علی بن احمد بن وہب الدرہی (۱۷) قاضی القضاة
عبد الملک بن عیسیٰ (۱۸) شیخ عثمان (۱۹) شیخ عبد الرحمن بن عثمان (۲۰)
شیخ عبد اللہ بن نصر بن حمزہ ابکری (۲۱) شیخ عبد الجبب بن ابوالفضل
القفصی (۲۲) شیخ علی بن ابوظاہر الانصاری (۲۳) شیخ عبد الغنی بن
عبد الواحد المقدس الحافظ (۲۴) امام موفق الدین عبد اللہ بن احمد
بن قدامتہ المقدسی الحنبلی (۲۵) شیخ ابراہیم بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی

آپ کی مجلس وعظ میں دور دراز مقامات سے جال الغیب
رجال الغیب بکثرت آیا کرتے تھے،

چنانچہ حافظ ابو زرعہ طاہر بن محمد بن طاہر المقدس الداری کا بیان ہے، کہ میں
ایک وقت حضرت غوثیت تاب کی مجلس غیب میں حاضر تھا، اُس وقت آپ فرما رہے
تھے، کہ میرا کلام رجال غیب سے ہوتا ہے، جو کہ قاف کے درہ سے میری مجلس

(لفیہ حاشیہ ص ۷۲) اور حضرت حضرت علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ ملاحظہ ہو لہجہ ۱۲ منہ؟

میں آتے ہیں، اور جن کے قدم ہو میں اور دل حضرت القدس میں ہوتے ہیں، اپنے پروردگار کا انہیں اس درجہ استیقا ہوتا ہے، کہ آتش شوق سے انکی ٹوپیاں انکے سروں پر چل جاتی ہیں، آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالرزاقؒ بھی اسی مجلس میں موجود تھے، اپنے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا، اور تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے، اتنے میں آپ کے سر پر ٹوپی چلنے لگی، اپنے وہ ٹوپی پھاڑ ڈالی، اسی آثناء میں اپنے تخت سے اتر کر اُسے بچھا دیا، اور فرمایا کہ عبدالرزاقؒ تمہارے قلب میں بھی وہ آگ شعلہ زن ہے،

حافظہ ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں میں نے آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالرزاقؒ سے اس وقت کا حال دریافت کیا، تو آپ نے بیان کیا، کہ میں نے جب اوپر نظر اٹھا کر دیکھا، تو مجھے ہوا میں رجال غیب کی صفیں کی صفیں نظر آئیں، تمام اُنق اُن سے بھرا ہوا تھا، یہ لوگ سر جھکائے نہایت خاموشی سے آپ کا کلام سن رہے تھے، بعض ان میں سے نتج اُٹھتے، اور بعض ہوا میں دوڑنے لگتے، بعض زمین پر گر جاتے، اور بعض لرزرتے رہتے، میں نے غور سے دیکھا، تو انکے لباس میں آگ لگی ہوئی تھی،

کیفیت سامعین | آپ کا وعظ جو ربانی فتوحات، یزدانی الہامات اور سجانی ارشادات و ہدایات کا بحر ذخار ہوتا

تھا، جسوقت جوش میں آتا، تو سامعین کیا امراء اور کیا فقراء، کیا علماء اور کیا صلحاء، کیا فضحاء اور کیا جہلاء، کیا ضعفاء اور کیا اقویاء، کیا مشلح اور کیا مریدین، کیا عوام اور کیا خواص سب کے سب پیاب ہو جاتے، جب حکمت و دانش کے برنسیان کی موسلا دھار بارش برسی شروع ہوتی، تو کسی پر وجد طاری ہوتا، اور کسی پر گریہ و بکا، کوئی محو حیرت و استغراقی کیفیت میں ششدر بیٹھا رہ جاتا، اور کوئی مضطرب

وبے اختیار ہو کر کپڑے پھاڑتا اور چیخا چلاتا، کسی کے قلب پر ایسی ناقابل ضبط چوڑھنگتی، جس سے اس کا جگر شوق ہو جاتا، اور وہ شمشیرِ محبت کا گھاٹل ہو کر شہادتِ نقاٰ محبوب کا شربت پی لیتا، اور موت کی نیند سو جاتا،
وعظ کے ختم ہونے پر جب حاضرین منتشر ہوتے، تو پتہ چلتا کہ آج اتنے شہدائے عشق اور مے معرفت کے متوانوں کے جنازے اٹھانے کی نوبت آئی ہے،

مردہ کوئی کشتہ کوئی بسمل کوئی زخمی

کوچہ بھی نمونہ ہے ترا روزِ جزا کا

شان وعظ آپ کے وعظ کی شان جلیانہ اور جلال کا رنگ لئے ہوئے تھی، آپ بلا رورعبایت کھڑے اور صاف الفاظ میں نصیحت فرمایا کرتے تھے، اعلائے کلمۃ الحق میں بے باک تھے، خیر الضمیر اور آزاد گوئی تھے، خاص مرید کو کبھی آپ خطاب فرماتے، تو "یا غلام" کے عنوان سے پکارتے، مجمع کو مخاطب بناتے، تو "یا قوم" کہہ کر وعظ فرمایا کرتے تھے، وعظ کے وقت آپ کے منہ سے موتی جھڑتے تھے، آپ کا کلام رشتہ ڈریا سلک گوہر تھا، جو سلسل دریا کی طرح رواں چلا جاتا تھا، آپ کے کلام میں ذرا سہمت تھی،

جب آپ کرسی پر رونق افروز ہوتے، تو آپ کی ہیبت سے کوئی شخص نہ لعاب دہن پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا، نہ کلام کرتا، اور نہ اٹھکر وسط مجلس میں جانا یہ آپ کی کرامت تھی، کہ آپ کی مجلس میں دور و نزدیک بیٹھنے والے آپ کی آواز کیساں سنتے تھے، نیز آپ اہل مجلس کے خطرات قلبی کے موافق کلام

لدیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عاجزادہ حضرت شیخ ابو عبد اللہ عبد الوہاب کی روایت کا ہے کہ آپ کی ہر مجلس میں دو چار آدمی ضرور مر جایا کرتے تھے، دیکھو بیچ بچو ہر صوفی ۱۲ منہ رح

فرماتے تھے ،

چنانچہ علامہ ابوالحسن سعد الخیر انصاری اندلسی کا بیان ہے ، کہ میں ۵۲۹ ہجری میں سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا میں اخیر کی صفوں میں تھا ، آپ نے ہر پر تقریر فرما رہے تھے ، میں نے دل میں کہا ، کہ کاش آپ معرفت پر تقریر فرمادیں ، پس آپ نے زہد کو چھوڑ کر معرفت پر وہ تقریر فرمائی ، جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی ، پھر میرے دل میں آیا ، کاش آپ شوق پر تقریر فرمادیں ، پس آپ نے معرفت کو چھوڑ کر شوق پر وہ تقریر فرمائی ، جو کبھی مجھے سننے میں نہیں آئی تھی ، پھر میرے دل میں خیال آیا ، کاش آپ علم فنا و بقا پر تقریر فرمادیں ، پس آپ نے شوق کو چھوڑ کر فنا و بقا پر وہ تقریر کی ، جو میرے کانوں نے آج تک نہیں سنی تھی ، پھر میرے دل میں آیا ، کہ کاش آپ علم غیب و حضور پر تقریر فرمادیں ، پس آپ نے فنا و بقا کو چھوڑ کر علم غیب و حضور پر ایسی تقریر کی جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی ، پھر آپ نے فرمایا ، ابوالحسن ایسے تجھے کافی ہے ، یہ سن کر مجھ سے آپے میں نہ رہا گیا ، میں نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے ، ایک وجدانہ کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی ، اور میں نے چیخا چلانا اور دھاڑیں مارنا شروع کر دیا ،

آپ کا خطبہ و عطا

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں ، کہ میرے والد ماجد و عطا سے قبل خطبہ یوں شروع کیا کرتے تھے ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے ، پھر فرماتے ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، پھر آپ خاموش ہو جاتے ، پھر فرماتے ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پھر آپ خاموش

۱۲ منہ ۲

ہوجاتے پھر فراتے ،

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں اس
کی تمام مخلوقات ، اُس کے عرش اُس کے
کلمات ، اُس کے متہلب علم سب کے برابر
اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے ، وہ
ظاہر و باطن مغز تمام چیزوں کا جاننے والا
ہے ، نہایت مہربان اور رحیم ہے ، ہر چیز کا
مالک اور پاک و بے عیب ہے ، سب سے
غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے
میں شہادت دیتا ہوں ، کہ اُس کے سوا
کوئی معبود نہیں ، وہ اکیلا ہے ، ملک بھی اسی
کا ہے ، اور تمام تعریفیں بھی اسی کو زیادہ
وہی سب کو زندہ کرتا ہے ، اور وہی مارتا ہے
اور وہ خود مابداً بااد زندہ رہیگا ، اُسے کبھی
بھی موت نہیں ، ہر طرح کی بھلائی اسی کے
قبضہ قدرت میں ہے ، اور وہ ہر بات پر
قادر ہے ، نہ اُس کا کوئی ہمسر ہے ، اور نہ ہی
کوئی شریک ، نہ اس کا کوئی وزیر ہے اور نہ ہی
کوئی معاون و مددگار ، ایک اکیلا تنہا
اور پاک و بے نیاز ہے ، نہ وہ کسی سے
اور نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا ، کوئی اُسکی

عَدَدَ خَلْقِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ
وَرِضًا نَفْسِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ
وَمُنْتَهَى عَلَيْهِ وَجَمِيعَ مَا شَاءَ
وَخَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ عَالِمِ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ
الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ وَأَشْهَدُ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَلْقُ يُحْيِي وَيُمِيتُ
وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَلَا
يَدُلُّهُ وَلَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا
وَزِيرٌ وَلَا عَوْنٌ وَظَهْرًا
الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الْقَرُّ الْقَمَلُ
الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَ
لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدًا
لَيْسَ بِجِسْمٍ فَيَسْمَنُ وَلَا جَوْهَرٍ
فَيُفْسَدُ وَلَا عَرَضٍ فَيَسْكُونُ
مُنْتَقِصًا هُنَالِكَ دَلَاوَزِيرٌ
لَهُ وَلَا مُشَارِكٌ جَلَّ أَنْ

برابری کا نہیں، نہ وہ جسم ہے، کہ کم و بیش ہو سکے، اور نہ جوہر ہے، کہ جس میں آئے اور نہ وہ عرض ہے، کہ نقصان قبول کر سکے، وہ اس بات سے بھی بالاتر ہے، کہ اُس کی بنائی ہوئی چیزوں سے اُسے تشبیہ یا اُس کے اختراعات میں سے کسی کے ساتھ بھی اُسے نسبت دیکھائے، بلکہ اُس جیسی کوئی بھی شے نہیں، اوہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے، میں اس امر کی بھی شہادت دیتا ہوں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اُس کے رسول، اُس کے حبیب، اُس کے خلیل اور اُس کی کل مخلوقات میں بہترین مخلوق ہیں، اُس نے آپ کو (دنیا میں) ہدایت کامل اور دین حق دیکر بھیجا، تاکہ تمام ادیان پر اُس کو غالب کر دے، گو مشرکین اس بات کو پسند نہ کریں، اے اللہ تو راضی ہو، اور نبی تمہیں نازل کر، اپیر جو کہ اُوپے نچے گھرنے کے اور بڑے پرتلوں والے تھے، حق جینکا موید تھا، جنگی کینیت عتیق تھی، جو کہ خلیفہ مہربان تھے، جنگی اصل بہت پاک تھی، جنکا نام

تَشْبَهُ بِمَا صَنَعَهُ أَوْ يُضَافَ
لِمَا اخْتَرَعَهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ
حَبِيبُهُ وَخَلِيلُهُ وَصَفِيُّهُ
وَخَيْرُهُ وَخَيْرَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ
أَرْسَلَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ
لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ اللَّهُمَّ
ارْحُضْ عَنِ الرَّفِيعِ الْعِمَادِ الطُّورِ
النَّجَادِ الْمُؤَيَّدِ بِالتَّحْقِيقِ الْمَلَكِيِّ
بِالتَّحْقِيقِ الْبَلْغِيَّةِ الشَّقِيقِ
الْمُسْتَخْرَجِ مِنْ أَطْهَرِ أَصْلِ
عَرَبِيٍّ الَّذِي اسْمُهُ بِاسْمِهِ
مَقْرُونٌ وَجِسْمُهُ مَعَ جِسْمِهِ
مَدْفُونٌ أَلِيمًا إِلَى بَكْرِيٍّ
الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَعَنِ الْقَصِيرِ الْأَمَلِ الْكَثِيرِ
الْعَمَلِ الَّذِي لَا خَامِرَهُ وَجَلَّ
وَلَا عَارِضَهُ ذَلِكَ وَوَلَادَ أَخْلَهُ

سرور کائنات کے نام پاک کے ساتھ مقرون اور جنکا جسم حضور کے جسم اطہر کے ہم پیلو مدفون ہے یعنی امام عادل امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور انپر جو کوتاہ حرم اور کثیر العمل تھے جنہیں کہ نہ کسی کا خوف لاحق ہوتا تھا نہ لغزش ان سے سرزد ہوتی، اور نہ راہ حق میں وہ کسی طرح تھک سکتے تھے، حق جنگی تازیہ پر تھا، جنہیں فیصلے و تصفیہ کرنا بہام ہو چکا تھا، جو راہ حق پر تھے، وہ کہ جنکا حکم کئی مرتبہ وحی اور آیات قرآنی کے موافق اترتا یعنی امام عادل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور ان پر جو کہ اسلامی لشکر کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے، جو کہ عشرہ مبشرہ سے تھے، جنہوں نے کہ ایمان کی جڑ کو مضبوط کر دیا، جنہوں نے لشکر پھیلانا کفار کی سرکشی مٹادی، جنہوں نے کہ بجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے اور کلام ربانی کو اس کی تلاوت سے مزین کیا، جو کہ افضل الشہداء اور اکرم السفراء ہیں، جنگی شرم و جیا کا یہ حال تھا، کہ اُسے

مَلِكٌ مُؤَيَّدٌ بِالصَّوَابِ
 الْمُهَيَّبُ الْفَضْلُ الْخَطَابِ
 حَيْثُ فِي الْحَرْبِ لِلذَّيِّ دَانِ
 حُكْمُهُ نَقَضَ الْكِتَابِ الْاِيَامِ
 اِلَى حَفِصِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
 رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
 جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَعَاثِرِ الْعُسْرَةِ
 مَنْ شَيْدَ الْاِيْمَانَ وَدَتَلَ
 الْقُرْآنَ دَشَّتْ الْقُرْمَانَ
 وَضَعَضَعَ الطُّغْيَانَ مُزَيْنِ
 الْحَرْبِ بِاِمَاعَتِهِ وَالْقُرْآنِ
 بِتِلَاوَتِهِ اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ
 وَالْاَكْرَمِ السُّعْدَاءِ الْمُسْتَحْيِ مِنْهُ
 مَلِكُكَ الرَّحْمَنِ ذِي النُّوْرِينِ
 اِلَى عُمَرَ وَعُثْمَانَ ابْنِ عَفَانَ
 رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَنِ الْبَطْلِ
 الْبُهْلُولِ وَزَوْجِ الْبَتُولِ
 وَابْنِ عَمْرِ الرَّسُولِ وَسَيْفِ
 اللهِ لِلْسُّلُولِ قَانِعِ الْاَبَابِ
 دَهَائِمِ الْاٰخِرِ اِيْمَامِ الْبَدِيْنِ
 وَعَالِيْمِهِ وَقَاضِي الشَّرْعِ

فرشتے بھی جیا کرتے تھے، جنکا لقب نورین تھا یعنی امیر المؤمنین حضرت ابو بکر عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اُن پر جو کہ خیر خدایا زوج بتول اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے بھائی تھے، جو کہ گویا باری تعالیٰ کی نکلی ہوئی تلوار تھے جنہوں نے دروازہ خیبر کو اکھاڑ پھینکا تھا، جو دشمن کے شکروں کو ٹنکست فاش دیا کرتے تھے، جو کہ دین کے امام و عالم اور نماز کا پورا حق ادا کر نیوالے شرع کے قاضی و حاکم تھے، جو کہ اپنی روح پر فتوح کو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرتے تھے، یعنی منظر العجائب امام عادل امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لوہے بسطین الشہیدین الامام الحسن والحسین اور آپ کے علم بزرگ حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور کل مہاجرین و انصار پر اور اُن پر بھی جو کہ قیامت تک اُن کی پیروی کرتے رہیں، اے پروردگار! امام اور اُمّت، حاکم اور محکوم دونوں کو صلاحیت

وَحَاكِمِهِ وَالْمُتَّصِدِّي فِي
الصَّلَاةِ بِخَاتَمِهِ مُفِدِي
رَسُولِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمُظْهِرِ
الْعَجَائِبِ الْأَمَامِ أَبِي الْحُسَيْنِ
عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ السَّبْطِيِّ
الشَّهِيدِ بْنِ الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ
وَعَنِ الْعَمِينَ الشَّرِيفَيْنِ الْحَمِيرِيِّ
وَالْعَبَّاسِ دَعْنِ الْأَنْصَارِ وَ
الْمُهَاجِرِينَ وَعَنِ التَّابِعِينَ
لَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ يَا اللَّهُمَّ أَصْلِحْ
الْأَمَامَ وَالْأُمَّةَ وَالرَّعِيَّةَ وَالرِّعِيَّةَ
وَالْفُيُوءَ تَلُوهُمْ فِي الْخَيْرِ
وَارْفَعْ شَرَّ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ
اللَّهُمَّ وَأَنْتَ الْعَالِمُ بِسِرِّ أَرْوَاحِنَا
فَاصْلِحْهَا وَأَنْتَ الْعَالِمُ
بِعُيُونِنَا فَاسْتُرْهَا وَأَنْتَ الْعَالِمُ
بِحَوَائِجِنَا فَاقْضِهَا لَا تَرَا نَا
حَيْثُ نَهَيْتَنَا وَلَا تَفْقُدْنَا
حَيْثُ أَمَرْتَنَا وَأَعِزَّنَا بِالطَّلَعَةِ
وَلَا تَبِئْنَا بِالْمَعْصِيَةِ وَاسْغَلْنَا

بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاقْطَعْ
 عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَقْطَعُنَا عَنْكَ
 وَالْهِمْنَا ذِكْرَكَ وَشُكْرَكَ وَ
 وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ
 لَمْ يَكُنْ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ
 إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 اللَّهُمَّ لَا تَجْنُبْنَا فِي عَقْلِيَّةٍ
 وَلَا تَأْخُذْنَا عَلَى غَيْرَةِ رَبِّنَا
 وَلَا تَوَاجِدْنَا إِنْ تَسِينَا أَوْ
 أَخْطَانَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
 عَلَيْنَا إِصْرًا لَمْ أَحْمَلْتَهُ
 عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا
 وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
 بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا
 وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا
 فَانصُرْنَا عَلَى الْبَاقِيْنَ
 الْكُفْرِيَّيْنَ -

نصیب کر، ان کے دلوں میں ایک دوسرے
 کی محبت ڈال، انہیں نیکی کی توفیق دے
 اور ایک دوسرے کے شر سے انہیں محفوظ رکھ
 اے مولا! تو ہمارے مخفی رازوں سے
 مطلع ہے، تو انکی اصلاح کر، تجھے ہمارے
 گناہوں کی خبر ہے، تو انہیں معاف کر،
 تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے، انہیں
 چھپا، تو ہماری ضروری باتوں کو جانتا ہے
 انکو پورا کر، جن باتوں سے تو نے ہمیں منع
 کیا انکے کرنے کا ہمیں موقع نہ دے، اور
 ہمیں توفیق دے، کہ ہم تیرے احکام کے
 پابند رہیں، ہمیں اپنی طاعت و عبادت کی
 عزت نصیب کر، اور گناہوں کی ذلت
 میں ہمیں نہ ڈال، اپنے ماسواے سے
 ہمیں اپنی طرف کھینچ لے، جو تجھ سے
 ہمیں دور کرے، اُسے ہم سے دور کرے
 ہمیں اپنے ذکر کرنے کا طریقہ سکھلا اور
 صبر و شکر کی توفیق دے، اور اطاعت اور

عبادت کرنے میں ہمیں خلوص و یقین نصیب کر، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو کچھ
 کہ وہ چاہتا ہے، وہی ہوتا ہے، اور جو نہیں چاہتا، وہ نہیں ہوتا، کسی کو کچھ طاقت
 و قوت نہیں اگر اسی کی اعانت سے جو کہ عظمت و بزرگی والا ہے، اُسے پروردگار

ہماری زندگی غفلت کی زندگی نہ کر، اور نہ ہمارے دہوکا میں پڑ جانے سے تو ہم سے مواخذہ کر، اے پروردگار ہم بھول جائیں، یا قصداً ہم سے کوئی خطا ہو جائے، تو ہم سے تو درگزر فرما، اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال، جتنا کہ تو نے اگلی امتوں پر ڈالا تھا۔ اے مولا! جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو، اس میں تو ہمیں مجبور نہ کر، ہم سے تو نرمی فرما اور ہمارے گناہوں کو تو بخشدے، اور اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھ، تو ہی ہمارا مالک و حقیقی مددگار ہے، تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد کر،

تقریر رکھنے کیلئے ہر مجلس
میں چار سو دو واٹیں ہوتا
 آپ کی مجلس و عطا میں دو شخص بغیر
 الحان کے بلند آواز سے قرآن شریف
 پڑھا کرتے تھے، اور شریف ابو الفتح

ہاشمیؒ بھی آپ کی مجلس کے قاری تھے،

مجلس میں آپ کی تقریر قلمبند کرنے کے لئے چار سو دو واٹیں ہوا کرتی تھیں
 اکثر آپ اپنی مجلس میں تخت پر سے اٹھ کر لوگوں کے سروں پر کئی قدم ہوا میں چل کر
 جاتے، اور پھر اپنے تخت پر واپس آجاتے،

مجلس و عطا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
 ایک روز حضور غوثیت مآبؒ
 کی مجلس میں دس ہزار کے
 قریب آدمی جمع تھے، شیخ

علی بن ابی نصر البستیؒ بھی آپ کے سامنے بیٹھے تھے، کہ یکایک انکو نیندا آگئی حضرت
 غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو فرمایا، کہ خاموش ہو جاؤ، یہ فرمانا ہی تھا کہ
 لوگ ایسے خاموش ہوئے کہ سوائے سانسوں کے اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی
 تھی، پھر حضور غوثیت مآبؒ ممبر سے اترے، اور شیخ علی بن ابی نصر کے رو برو ادب

سے کھڑے ہو گئے، اور بغور اُن کی طرف دیکھنے لگے، کچھ دیر کے بعد شیخ علی حجاگ اُٹھے، حضرت غوث پاکؒ نے اُن سے دریافت کیا، کہ کیا آپ نے اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے؟ شیخ نے جواب دیا، ہاں! آپ نے فرمایا، میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے لئے ہی کھڑا ہوا تھا، پھر حضرت غوث پاکؒ نے پوچھا، کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو کوئی وصیت بھی فرمائی، شیخ علی نے جواب دیا، کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہنے کی،

آپ کا فتوا دینا

شیخ عبدالرزاقؒ، شیخ عبدالوہابؒ اور ابوالقاسم عمر بزاز کا بیان ہے، کہ عراق کے سوادیکر بلاد سے بھی حضور غوثیت مآبؒ کے پاس فتوے آیا کرتے تھے، ہم نے نہیں دیکھا، کہ کوئی استفتاء آپ کے پاس ایک رات رہتا ہوتا کہ آپ اسکا مطالعہ فرمائیں، یا اُس میں غور و فکر کریں، بلکہ استفتاء کو پڑھتے ہی اُسی وقت اُس کے ذیل میں جواب تحریر فرما دیا کرتے تھے،

آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتوے دیا کرتے تھے، آپ کے فتاویٰ علمائے عراق پر پیش کئے جاتے تھے، وہ اُن کی صحت پر اتنا تعجب نہ کرتے تھے، جتنا کہ آپ کے جواب کی سرعت پر،

امام ابوعلی نجم الدین کہتے ہیں، کہ اپنے وقت میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عراق کے اندر فتاویٰ سے میں مزح الخلاق تھے،

امام موفق الدین بن قدامہ بیان کرتے ہیں، کہ ہم ۵۶۱ھ ہجری میں بغداد کے اندر آئے، اُس وقت شیخ محی الدین عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل اور حال و اقدار میں سب سے بڑے ہوئے تھے، طالب علموں کو آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کی حاجت نہ تھی، کیونکہ آپ جامع علم و فضل تھے،

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک مرتبہ بلا و عجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیا، اس سے قبل یہ فتوے علمائے عراق پر پیش ہو چکا تھا، مگر کسی نے بھی اس کا ثانی جواب نہیں دیا تھا،

اس کی صورت یہ تھی، کہ حضرات علماء اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے طلاق ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی، کہ وہ ایک ایسی عبادت کرے گا، جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے منفرد ہوگا، پس وہ شخص کونسی عبادت کرے، بینوا توجروا،

جب آپ کی خدمت میں یہ استفتاء پیش ہوا، تو آپ نے فوراً اُس پر تحریر فرمادیا، کہ وہ شخص مکہ معظمہ میں چلا جائے، اطواف اس کے لئے خالی کرادیا جائے اور وہ ایک ہفتہ اکیلا طواف کرے، چنانچہ یہ جواب ملتے ہی مستفتی اسی روز مکہ معظمہ روانہ ہو گیا،

مدت وعظ و تدریس و افتاء | آپ کے صاحبزادہ حضرت ابو عبد اللہ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میرے

والد بزرگوار ہفتہ میں تین مرتبہ وعظ فرمایا کرتے تھے، جمعہ کی صبح اور سہ شنبہ کی شام کو بدسہ میں اور یکشنبہ کی صبح کو خانقاہ میں،

آپ نے کل چالیس سال لوگوں کو وعظ فرمایا، جس کی ابتدا ۵۲۱ھ ہجری اور انتہا ۵۶۱ھ ہجری سے، اور تیسٹیس ۳۳ سال ۵۲۵ھ ہجری سے لیکر ۵۶۱ھ ہجری تک آپ نے

درس و تدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیا،

شیخ عمر کی جاتی فرماتے ہیں، کہ آپکی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی، کہ
اثر وعظ جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں، یا قطاع
 الطریق، رہزن، چور، قاتل، فاسق، فاجر، ملحد، زندق، بیدین اور بد اعتقاد لوگ
 آپ کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتے ہوں،

ایک دفعہ ایک راہب جسکا نام سنان تھا، آپکی مجلس میں آیا، اور آپکے دست
 مبارک پر اسلام سے مشرف ہوا، اس نے عام مجمع میں کھڑے ہو کر بیان کیا، کہ میں
 یمن کا رہنے والا شخص ہوں، میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا، میں نے مصمم
 ارادہ کر لیا، کہ جو شخص اہل یمن میں سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار، متدین، متشرف اور
 افضل ہوگا، میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا، میں اسی تکریب تھا، کہ مجھے نیندا
 گئی، میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا، اے
 سنان! تم بغداد جاؤ، اور شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر
 اسلام قبول کرو، کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام
 لوگوں سے افضل ہے،

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں، کہ اسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ
 عیسائی آپ کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے، ان عیسائیوں نے بیان
 کیا، کہ ہم لوگ نصارے عرب ہیں، ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے، مگر متردد تھے، کہ کس
 کے ہاتھ پر ایمان لائیں، اسی اثنا میں ہاتھ نے پکار کر کہا، کہ تم لوگ بغداد میں
 جاؤ، اور شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو،
 کیونکہ اس وقت جسقدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جا چکا،
 اسقدر ایمان تمہارے قلوب میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں،

پانچ ہزار یہود و نصاریٰ کا قبول اسلام
اور ایک لاکھ فستاق و فجار کی توبہ

شیخ عبدالقادر جیلانی
بیان کرتے ہیں، کہ
حضرت غوث اعظم

رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا،
اور ایک لاکھ سے زائد فستاق و فجار، قطائع الطریق اور بد اعتقاد لوگ تائب
ہوئے۔

سینکڑوں مجرم جمعے میں محرم درگاہ حق
رام کر ڈالا ہزاروں زمرہ کفار کو

آپ کا استغنا اور اعلیٰ کلمۃ الحق
آپ اعلیٰ کلمۃ الحق میں
بے باک تھے، امیر ہویا عزیز

بادشاہ ہویا فقیر، سب کو نصیحت کی بات بلا خوف و خطر صاف اور کھری سنا دیتے تھے
امرا کے آگے دست سوال دراز کرنے، انکو حاجت روائی کیلئے کہتے، انکی
چوکھٹ پر چین اتجاہم کرنے اور انکی آستان بوسی کو عین معصیت اور گناہ سمجھتے تھے
چنانچہ ابو عبداللہ محمد بن خضر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں، کہ میرا والد تیرہ سال
تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، انکا بیان ہے، کہ اس
عرصہ میں میں نے دیکھا، کہ نہ تو آپ کا رنجہ نکلا، اور نہ ہی کسی بدم، نہ کسی آپ کے
جسم پر کتھی بیٹھی، اور نہ ہی کسی آپ امراء و روساء کی تعظیم کے لئے اٹھے، نہ کسی
آپ سلاطین کے دروازوں پر گئے، اور نہ ہی کسی ان کے فرش فروش پر بیٹھے،
بلکہ ان باتوں کو آپ اپنے لئے عذاب اور بلائے ناگہانی سمجھتے تھے، بسا اوقات امراء
وزوہد اور وزراء و سلاطین آپ کے در دولت پر آتے، اور آپ بیٹھے ہوتے، تو انکو

جاتے اور اپنے گھر میں داخل ہو جاتے، جب یہ لوگ بیٹھ جاتے تو اس کے بعد آپ اندر سے تشریف لاتے، یہ آپ اس لئے کرتے، تاکہ آپ کو انکی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہونا پڑے۔ جب آپ ان لوگوں کے پاس آتے، تو ان سے سخت کلامی سے نہیں آتے، انکو پسند و موافقت کرتے، وہ لوگ آپ کے ہاتھ چومتے اور نہایت تواضع اور عجز و انکساری سے آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کر کے بیٹھ جاتے،

اگر آپ خلیفہ کو نامہ وغیرہ دیکھتے تو اسے مندرجہ ذیل الفاظ میں تخریر کیا کرتے کہ "عبدالقادر تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے، یا تم پر اس کا حکم نافذ اور اس کی اطاعت واجب ہے، وہ تمہارا پیشوا اور تم پر محبت ہے۔"

جب خلیفہ کے پاس یہ نامہ پہنچتا، تو وہ اسے چومتا اور انکھوں سے لگانا اور کہتا، کہ بیشک شیخ بالکل صحیح درست بجا اور پر حق فرماتے ہیں،

ابراہیم الداری نے بیان کیا ہے، کہ آپ جمعہ کے روز جامع مسجد آپکی ہیبت کو تشریف لیجاتے، تو لوگ سڑکوں پر آپ سے دعا کرتے، یا آپکی برکت سے دعا مانگنے کیلئے کھڑے رہتے، جب آپ گذرتے، تو لوگ آپکی ہیبت سے کانپنے لگتے،

ایک روز جامع مسجد میں آپکو چھینک آئی، لوگوں نے آپکی چھینک کا جواب دیتے ہوئے "يَرْحَمُكَ اللهُ وَيَرْحَمُكَ" کہا، تو لوگوں کی آواز سے تمام مسجد گونج اٹھی، حتیٰ کہ مسجد میں جس جگہ خلیفہ المستنجد باقی بیٹھا کرتا تھا، وہاں تک اس کی آواز پہنچی، خلیفہ نے حیرانی و استعجاب سے پوچھا، کہ یہ کیسی آواز ہے؟ لوگوں نے کہا، کہ حضور غوثیت مآب کو چھینک آئی ہے، یہ سنکر خلیفہ پر خوف طاری ہو گیا،

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے احترام کا اندازہ ذیل کی چند آپکا احترام مثالوں سے لگایا جا سکتا ہے،

(۱۱) حضرت شیخ علی بن ابی نصر البیتنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے بغداد گیا، وہاں میں نے آپ کو اپنے مدرسہ کی چھت پر صلوٰۃ الصبح پڑھتے پایا، اچانک خلا میں جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا، تو مجھے رجال غیب کی چالیس صفیں دکھائی دیں، جن میں سے ہر ایک صف میں قریباً ستر ستر شخص تھے، ہر ایک شخص کھڑا تھا، میں نے ان سے کہا، کہ تم کیوں نہیں بہا ہوں نے کہا، کہ جب تک قطب وقت نماز سے قلع ہو کر ہمیں اجازت نہ دیں گے، ہم ہرگز نہ بیٹھیں گے، کیونکہ وہ ہمارے سردار ہیں، ان کا قدم ہماری گردنوں پر ہے،

جب اپنے سلام پھیرا، تو سب نے بڑھ کر آپ کو سلام کیا، اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا (۱۲) شیخ علی بن ابی نصر البیتنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کبار کے ساتھ زریران سے حضور غوثیت مآب کی زیارت کو آیا کرتے تھے، جب وہ بغداد کے قریب پہنچتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے، کہ دریائے دجلہ میں غسل کر لو، اور بعض دفعہ خود بھی ان کے ساتھ غسل کرتے، پھر ان سے فرماتے، کہ اپنے دلوں کو صاف کرو، اور خطرات کو روکو، کیونکہ ہم سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کو ہیں،

جب آپ بغداد میں داخل ہوتے، تو لوگ آپ سے ملتے، اور آپ کی طرف بھاگ کر آتے، مگر آپ ان سے فرماتے، کہ شیخ عبدالقادر کی طرف بھاگو، جب آپ حضور غوثیت مآب کے مدرسہ کے دروازہ پر پہنچتے، تو اپنا پاپوش اتار دیتے، اور توقف فرماتے، جب حضور آپ کو پکارتے، تو آپ خدمت میں حاضر ہوتے،

(۱۳) حضرت شیخ ابو حفص عمر بن شیخ عبدالرحمن طفسوخی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد زبیر گوار ایک دفعہ جمعہ کی دن گھر سے نکلے، تاکہ خچر پر سوار ہو کر

نماز جمعہ کیلئے جائیں، آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا، پھر نکال لیا، اور کچھ دیر زمین پر کھڑے رہے، پھر سوار ہو کر جامع مسجد کو تشریف لیگے،

جب نماز ہو چکی، تو میں نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا، آپ نے فرمایا، کہ اُس وقت بغداد میں حضور غوثیت مآب چاہتے تھے، کہ خچر پر سوار ہو کر جامع مسجد کو جائیں میں نے بمقتضائے ادب نہ چاہا، آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل زمانہ پر مقدم کیا ہے،

(۴) شیخ ابو عمر و عثمان صریضی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ شیخ بقا بن بطو، شیخ علی بن ابی نصر البیتی اور شیخ ابو سعد قیلوی حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں جب آتے، تو اس کے دروازہ میں جھاڑو دیتے، اور چھڑکاؤ کیا کرتے تھے، اور شیخ علیہ الرحمۃ کے پاس بغیر اجازت نہ جایا کرتے تھے، جب حاضر خدمت ہوتے، تو شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے، کہ بیٹھ جاؤ، وہ عرض کرتے کیا ہمارے لئے امان ہے؟ شیخ فرماتے، کہ ہاں تمہارے لئے امان ہے، پس وہ ادب سے بیٹھ جاتے اسی طرح شیخ ابو عمر و مذکور بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اکثر مشائخ عراق کو دیکھا، کہ جب وہ حضور غوث پاک کے مدرسہ یا خانقاہ کے پاس پہنچتے، تو آستانہ مبارک کو بوسہ دیتے،

آپ کا لقب محی الدین ہونے کی وجہ

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا، کہ حضور کا لقب محی الدین کس طرح ہوا، اس کے جواب میں حضرت نے اپنا ایک مکاشفہ بیان کیا، کہ ایک روز میں بیروبیاحت کیلئے بغداد سے باہر گیا ہوا تھا، جب واپس آیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ راستہ میں ایک شخص بیمار، زندگی سے لاچار، خستہ و خراب حال میرے سامنے

اکھڑا ہوا، اور ضعف و ناپاقتی کے سبب زمین پر گر پڑا، اور عرض کرنے لگا، کہ اے میرے سردار! میری دستگیری کر، اور میرے حال پر رحم فرما، اپنے دم مسیحا نفس سے مجھ پر پھونک، تاکہ میری حالت درست ہو جائے، میں نے اُس پر دم کیا، دم کرنا ہی تھا، کہ وہ پھول کی مانند تروتازہ ہو گیا، اُس کی لاغری کا فور ہو گئی، اور جسم میں فزہی اور توانائی آ گئی،

اس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا، کہ اے عبدالقادر! مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا، نہیں! وہ بولا، میں تیرے نا حضرت محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں، ضعف کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اب مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ سے زندہ کیا ہے، تو محی الدین ہے، تو مردہ دین کو زندہ کرنے اور اس میں نئی زندگی ڈالنے والا ہے، تو دین کا مجدد و اعظم اور اسلام کا مصلح اکبر ہے،

میں اس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا، راستے میں ایک شخص برہنہ پا بھاگتا ہوا میرے پاس آیا، اور باواز بلند بولا، سیدی محی الدین بعد ازاں میں مسجد میں آیا، اور دو گانہ ادا کیا، میرا سلام پھیرنا ہی تھا، کہ خلقت مجھ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑی، اور کانوں کو گنگ کر دینے والی فلک پاش آواز سے محی الدین محی الدین پکار لے لگی، اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا، حقیقت یہی ہے، کہ حضور غوثیت مآب نے دین اسلام اور رسول پاک کی وہ مجیر العقول خدمات سر انجام دیں، جنکو دیکھ کر آج حلقہ گوشان اسلام محو تیرت اور انگشت بندال ہیں،

آپ کی تجدید دین، آپ کی صحبت کا اثر، ارشاد و تربیت، اشاعت اسلام، اچھے دین اور تعلیم و تلقین وغیرہ زبردست کارناموں سے یہ بات شمس نصف النہار کی طرح

واضح ہوتی ہے، کہ آپ کا یہ کشف بالکل صحیح اور مکاشفہ الہیہ تھا،

آپ کے منکرین

آپ کے ہم عصر علماء و مشائخ کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملتا، جو مدت العمر آپ کے فضائل سے منکر رہا ہو، ان علماء کی جماعت میں سے بعض ایسے تھے، جنہوں نے ابتداء میں آپ کی مخالفت کی، معاندت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا، لیکن بعد میں تائب ہو کر انہوں نے آپ سے معافی مانگی، اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے،

امام ابو الفرج عبدالرحمن معروف بہ ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے

علامہ ابن جوزی کا رجوع

جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا، علم حدیث، علم تاریخ اور علم ادب میں آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں، چنانچہ موضوعات، تلبیس، تلبیس، منتظم فی تاریخ الامم، تلخیص فہوم الاثرۃ فی التاریخ والیسرة اور لفظ المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خلیکان کا قول ہے، کہ ابن جوزی کی تصنیفات اعاطہ و اندازہ خیال سے باہر ہیں

بعض مورخین کا قول ہے، کہ ابن جوزی نے انتقال کی وقت وصیت فرمائی تھی، کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے، ان کا تراشہ میرے حجر سے میں نے مرنے کے بعد جھکو نہلاؤں، تو غسل کیلئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا، پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ پھینچ رہا،

علامہ ابن جوزی ۵۹۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے، اور ۶۵۹ھ ہجری میں بغداد کے اندر اپنے انتقال فرمایا، اور باب الحرف میں مدفون ہوئے،

علامہ موصوف حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معصرتھے، اہل ظاہر کو چونکہ بوجہ نا فہمی یا غلط فہمی کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش کرتی ہے، اسلئے علامہ ابن جوزیؒ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اسرار کو خلاف ظاہر شریعت جان کر انکار کرتے اور طعن و تشنیع میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے، بسا اوقات تو آپ کے حق میں سخت وسست اور دل شکن الفاظ بھی کہ جایا کرتے تھے،

علامہ ابن جوزیؒ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآب تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ و صوفیہ کی نسبت بھی وہ کٹر سختی اور دشمنی سے کام لیا کرتے تھے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو باعتبار فلسفہ تصوف دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں، ان کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے، اور جنکا جواب کئی اہل معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے، جن میں سے ایک کتاب "قواعد الطريقة فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ" سید احمد زونی کی تصنیف سے ہے،

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل کا ذکر اپنے رسالہ مدح البحرین میں کیا ہے، علاوہ ازیں عبد اللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے،

الغرض علامہ ابن جوزیؒ عرصہ تک حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منحرف رہے، لیکن آخر میں انکو معلوم ہو گیا، کہ وہ غلطی پر ہیں، اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہر و باطنی فضائل و کمالات کا اقرار کیا چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں، کہ حرم شریف میں ایک سال میری نظر سے گذرا، جس میں لکھا تھا، کہ بعض

علماء و مشائخ عصر ابن جوزی کو حضور غوثیت مآب کی خدمت میں لے گئے اور طلبہ عفو کی، آپ نے معاف کر دیا،

علامہ ابن جوزی کے رجوع کا واقعہ قلائد الجواہر اور زیجہ الاسرار میں یوں مذکور ہے کہ ایک دفعہ حافظ ابو العباس احمد علامہ ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوثیت مآب کی مجلس میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مشغول تھے، قادی نے ایک آیت پڑھی، اور آپ نے اس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے، گیارہ وجوہات تک حافظ ابو العباس ہر وجہ پر ابن جوزی سے دریافت کرتے گئے، کہ کیا یہ وجہ آپ کو معلوم ہے؟ اور آپ اثبات میں جواب دیتے گئے،

اس کے بعد اپنے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں، اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے گئے، اور حافظ ابو العباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نفی میں جواب دیتے رہے، کہ مجھے اسکا علم نہیں، آخر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وسعت علم پر نہایت متعجب ہو کر بے اختیار کہنے لگے، کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهُ اس کے بعد اپنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، یہ دیکھ کر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا

ایک اہم بحث

حضور غوثیت مآب کا فرمان

قَدَّمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ

روایت اور رواۃ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ فرمان کثرت کے

ساتھ آپ کے معصرا کا بر مشائخ سے مروی ہے، چنانچہ شیخ محمود بن احمد الکردی الحمیدی الجیلانی البغدادی نے ۶۲۰ ہجری میں بغداد کے اندر شیخ محمد بن علی السبکی نے ۶۲۱ ہجری میں اور فقیہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ کے اندر، شیخ ابو محمد عبداللہ البغدادی اور شیخ ابو بکر عبداللہ بن نصر التیمی البکری نے ۶۶۴ ہجری میں اور حافظ ابو العزیز المغیث بن حرب البغدادی الحنبلی نے ۵۷۳ ہجری میں بغداد کے اندر بیان کیا، کہ ایک دفعہ ہم آپکی ایک مجلس وعظ میں جو محلہ حلبہ کے اندر آپکے مہمان خانہ میں منعقد ہوئی تھی، حاضر تھے، اس مجلس میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ دوران وعظ میں فرمایا تھا:

قَدِمْتُ هَذَا عَلَى رَقِيبَةٍ كُلِّهَا لِلَّهِ مِيرَابِهِ قَدَمِ هِرَوِيٍّ اشَدَّ كِيًّا كَرْدَانِ پَرِيسِ

یہ سنکر شیخ علی بن ابی نصر البیتی اٹھے، اور

مشائخ کا سر تسلیم خم کرنا منبر کے پاس جا کر آپ کا قدم اپنی گردن پر

رکھ لیا، اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں خم کر دیں، اس مجلس میں عراق کے قریباً تمام مشائخ موجود تھے، جن میں سے بعض کے

اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

- (۱) شیخ علی بن ابی نصر البیتی (۲) شیخ بقابن بطو (۳) شیخ ابوسعید قیلوی (۴) شیخ موسیٰ بن مابین (۵) شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی (۶) شیخ ابوالکرم (۷) شیخ ابوالعباس احمد بن علی جوینی صصری (۸) شیخ ماجد الکردی (۹) شیخ ابوجکیم بن نہروانی (۱۰) شیخ عثمان القرشی (۱۱) شیخ مکارم الاکبر (۱۲) شیخ مطر الباذرانی (۱۳) شیخ جاگیر (۱۴) شیخ

سے پہلے مطبوعہ مصر ۱۲۰۵ھ میں ان سب حضرات کے اسمائے گرامی بیوہ الاسرار و قلائد الجواہر میں مذکور

میں ۱۲۰۵ھ میں

خلیفہ بن موسیٰ الاکبر (۱۵) شیخ صدقہ بن محمد بغدادی (۱۶) شیخ یحییٰ
 المرعش (۱۷) شیخ ضیاء الدین ابراہیم الجونی (۱۸) شیخ ابو عبد اللہ
 محمد القزوی (۱۹) شیخ ابو عمر عثمان البطاحی (۲۰) شیخ قنیب
 البان موصلی (۲۱) شیخ ابو العباس احمد الیمانی (۲۲) شیخ ابو العباس
 احمد القزوی (۲۳) شیخ داؤد (۲۴) شیخ ابو عبد اللہ محمد الخالص
 (۲۵) شیخ عثمان بن احمد العزاقی الشوکی (۲۶) شیخ سلطان المزین
 (۲۷) شیخ ابو بکر الشیبانی (۲۸) شیخ ابو العباس احمد بن الاستاذ (۲۹) شیخ
 ابو محمد احمد بن عیسیٰ معروف بالکوسجی (۳۰) شیخ مبارک بن علی الجمیلی
 (۳۱) شیخ ابو البرکات ابن سعدان عراقی (۳۲) شیخ عبد القادر بن
 حسن البغدادی (۳۳) شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر خرمی عطارد (۳۴)
 شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی المعالی (۳۵) شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود
 بزار (۳۶) شیخ شہاب الدین عمر السہروردی (۳۷) شیخ محمود بن
 عثمان نعال (۳۸) شیخ ابو حفص عمر بن ابی نصر الغزالی (۳۹) شیخ
 ابو محمد حسن الفارسی (۴۰) شیخ ابو محمد علی بن ادیس البیعقوبی (۴۱)
 شیخ ابو حفص عمر الکیسانی (۴۲) شیخ ابو بکر المزین (۴۳) شیخ جمیل
 صاحب الخطوۃ والزرعہ (۴۴) شیخ عثمان الصریفینی (۴۵) شیخ
 ابو الحسن الجوسقی (۴۶) شیخ ابو محمد الحری (۴۷) قاضی ابو یعلیٰ الغزالی
 وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ان سب حضرات مشائخ کرام نے بھی اس وقت اپنی اپنی گردنیں جھکادی تھیں

لہ یہ شیخ ابو العباس احمد القزوی کے شاگرد تھے، یہ ناز پنجگانہ مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے، ملاحظہ ہو قلائد ۱۲

منہ رحمہ بیان کیا جاتا ہے، کہ یہ رجال الغیب بیارہ سے تھے، ملاحظہ ہو قلائد ۱۲ منہ رحمہ

حاضر الوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اولیاء کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت گردنیں جھکا دی تھیں، چنانچہ شیخ احمد بن رفاعی نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ میں شیخ عبدالرحمن طفسونجی نے طفسونج میں، شیخ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بصری بصرہ میں، شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران میں، شیخ سوید بخاری نے بخارا میں، شیخ املان دمشقی نے دمشق میں، شیخ ابو بدین نے مغرب میں، شیخ عبدالرحیم قنادی نے قنادی میں، اور شیخ علی بن مسافر نے باس میں اسی تاریخ کو اسی وقت روحانی قوت اور مکاشفات سے معلوم کر کے اپنی اپنی گردنیں خم کر دی تھیں،

غرض تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات میں حضور غوثیت مآب کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکائیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے، حرین شریفین میں سترہ نے، عراق میں ساٹھ نے، عجم میں چالیس نے، شام میں تیس نے، مصر میں بیس نے، مغرب میں ستائیس نے، یمن میں تیس نے، حبشہ میں گیارہ نے، اسد یا جوج ماجوج میں سات نے، کوہ قاف میں نینتالیس نے، وادی سمراندیپ میں سات نے، اور جزائر بحر محیط میں چوبیس نے

اولیاء وقت اور رجال الغیب

کا آپ کو مبارک باد دینا

عَلَى رُبَّةٍ كُلِّ وَبِئِ اللّٰهِ فَرَمَا، تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہو امیں اڑتی ہوئی نظر آئی، یہ جماعت آپ کی طرف آرہی تھی، حضرت خضر علیہ السلام

لہ صیبا کہ بیہ مطبوعہ مصر ص ۱۲۵ پر لکھا ہے، ۱۲ مندرج ۱۲ حران موصل شام کے راستہ رقم سبوح فرمایا فرات پر واقع ہے، تین دن کی مسافت پر ہے، جیسا کہ بحکم البلدان میں لکھا ہے، ۱۲ مندرج ۱۲ بخارا ایک مشہور شہر ہے جو موصل سے تین دن کی راہ پر ہے، کذافی بحکم البلدان ۱۲ مندرج ۱۲ دیکھو بیہ ص ۱۲ مندرج

نے انکو آپ کی خدمت میں حاضر ہونیکا حکم دیا تھا، جب آپ یہ فرما چکے، تو تمام اولیائے کرام نے آپکو مبارکباد دی، اس کے بعد ویسائے کرام کی طرف سے آپکو یہ خطاب سنایا،

يَا مَلِكَ الزَّمَانِ وَيَا إِمَامَ الْمَكَانِ
يَا قَائِمًا يَا مِيرَ الرَّحْمَنِ وَيَا دَارِثًا
كِتَابِ اللَّهِ وَنَائِبَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَا مَنْ
لِلسَّمَاءِ وَالْأَرْضِ بِمَا نَدَّكَ يَا
مَنْ أَهْلُ وَقْتِهِ كُلُّهُمْ عَائِلَتُهُ
يَا مَنْ يُنَزِّلُ الْقَطْرَ بِدَعْوَتِهِ
وَيُدْرِي الضَّرْعَ بِبُرْكَاتِهِ وَلَا
يُخْضِرُونَ عِنْدَهُ إِلَّا الْمَنِكَةَ
رُؤُوسَهُمْ وَتَقِفُ الْعَيْبَةُ بَيْنَ
يَدَيْهِ أَرْبَعِينَ صَفًّا كُلَّ صَفٍّ
سَبْعُونَ رَجُلًا وَكُتِبَ فِي كَفِّهِ
إِنَّهُ أَخَذَ مِنَ اللَّهِ مَوْثِقًا أَنْ
لَا يَمْكُرُ بِهِ وَكَانَتْ الْمَلَكَةُ
تَمِثِي حَوَالِيهِ وَعُمُرُهُ عَشْرُ
سِنِينَ وَتُبَشِّرُهُ بِالْوَلَايَةِ

اے بادشاہ، اے امام وقت، اے قائم باہر
الہی، اے وارث کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اے
وہ شخص کہ آسمان وزمین گویا اسکا دسترخوان
ہے، اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل و
عیال، اے وہ شخص جس کی دعا سے
پانی برستا ہے، جس کی برکت سے تھنوں
میں دودھ اترتا ہے، جس کے روپرو اولیاء
سرخچکائے ہوئے ہیں، جس کے پاس
رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں
جن کی ہر ایک صف میں ستر ستر مرد ہیں،
جس کی پھیلی میں لکھا ہوا ہے، کہ میں نے
خدا سے پھد لیا ہے، کہ وہ میرے
ساتھ مکروہ کریگا، اور جس کی دس سالہ عمر میں
ملاکہ اسکے ارد گرد پھرتے تھے، اور اسکی
ولایت کی خبر دیتے تھے،

تاج غوثیت اور ابدال کا اعتراف | شیخ مطر کا بیان ہے، کہ مجھ
سے شیخ محمد الحامس اور شیخ

احمد العربی کے رو برو شیخ مکارمؒ نے فرمایا، کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں، کہ جس روز حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قدحی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا تھا، اُس روز رُوئے زمین کے تمام اولیاء نے معاینہ کیا، کہ قطیبت کا علم آپ کے سامنے گاڑا گیا، اور غوثیت کا تاج جو شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا، آپ کے سر پر رکھا گیا ہے،

یہ دیکھ کر دسوں ابدالوں نے آپ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیئے تھے شیخ مطرؒ کہتے ہیں، کہ میں نے شیخ مکارمؒ سے پوچھا، کہ وہ دس ابدال کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، کہ وہ دس ابدال یہ ہیں :-

- (۱) شیخ بقابن بطوؒ (۲) شیخ ابو سعید اقیلویؒ (۳) شیخ علی بن سبتیؒ (۴)
- شیخ عدی بن مسافرؒ (۵) شیخ موسیٰ الزردیؒ (۶) شیخ احمد بن رفاعیؒ
- (۷) شیخ عبد الرحمن الطفسونجیؒ (۸) شیخ ابو محمد عبد البصریؒ (۹) شیخ
- حیات بن قیس الحضلیؒ (۱۰) شیخ ابو مدین المغربیؒ

کیا آپ کا یہ فرمان بامر الہی تھا؟

حضور غوثیتؒ آپ کے اس فرمان کے متعلق آپ کے بہت سے ہم عصر اکابر مشائخ سے بکثرت روایات منقول ہیں، کہ آپ کا یہ فرمان بامر الہی تھا،

پہلی روایت | چنانچہ شیخ عدی بن ابی البرکات صخر بن صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر سے پوچھا، کہ کیا آپ کو معلوم ہے، کہ اس سے قبل حضرت غوث الاعظم کے

سوا کسی اور نے بھی یوں کہا ہے کہ ”میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر رکھے
 اپنے فرمایا نہیں، میں نے پوچھا، اس کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، اس
 سے محض مقامِ فردیت مراد ہے، میں نے کہا، کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا
 ”ہاں“ مگر بجز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم
 نہیں ہوا، پھر میں نے عرض کیا، کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے
 فرمایا، بے شک آپ کو امر ہوا تھا، اور امر ہی کی وجہ سے اولیاء اللہ نے گردنیں خم کر
 دی تھیں، ادیکھو! ملائکہ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو توبہ ہی سجدہ کیا تھا، جبکہ
 باری تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا،

دوسری روایت | اسی طرح شیخ ابراہیم الاغرب بن الشیخ ابی الحسن علی
 الرضا علی البطارکی بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد ماجد

نے میرے ماموں سیدی شیخ احمد الرضا علی سے پوچھا، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
 رحمۃ اللہ علیہ نے جو قَدیمی ہدیہ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اللہ کہا ہے، تو کیا آپ اس
 کے کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا، بیشک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے

تیسری روایت | شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن محمد العسقلانی علیہ
 الرحمۃ سے آپ کے اس قول قَدیمی ہدیہ عَلٰی

رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اللہ کے معنی پوچھے گئے، تو شیخ موصوف نے فرمایا، کہ اس سے
 آپ کی کرامات کا بکثرت ظاہر ہونا مراد ہے، کہ جن کا بجز ناحق پسند شخص کے اور کوئی
 انکار نہیں کر سکتا،

چوتھی روایت | اسی طرح شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت
 کیا گیا، کہ کیا حضور غوثیت مآب نے یہ بات بامراہی

کہی تھی، کہ میرا یہ قدم برونی اللہ کی گردن پر ہے، تو آپ نے فرمایا، کیوں نہیں، بیشک انہوں نے حکم الہی کہی تھی،

حضرت شیخ ابوالحسن ابراہیم بن شیخ عارف ابوالحسن رفاعی
بطائنی مشہور بہ اغرب بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد

پانچویں روایت

نے شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا، کہ کیا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہ میرا قدم برونی اللہ کی گردن پر ہے، حکم الہی کہی تھی، انہوں نے کہا بیشک آپ نے باہر الہی کہی تھی،

اسی طرح شیخ علی بن ولایتی اور شیخ حیات بن قیس حرانی سے روایات مروی ہیں، جو بڑے زور سے اس امر پر دال ہیں، کہ آپ کا یہ فرمان باہر الہی تھا،

اس قول کا صحیح مفہوم

مذکورہ روایات کے بعد یہ بات تو بالکل پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قدیمی حدیث: **عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ نَبِيٍّ اَللّٰهُ** باہر الہی فرمایا تھا، کیونکہ جلیل القدر عارفان حقیقت اور عظیم المنزلت اکابر مشائخ اسکو تسلیم کرتے ہیں، اب بحث طلب امر یہ ہے، کہ آپ کے اس ارشاد کے صحیح معنی کیا ہیں؟ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر حلقہ گوشان آپ کے حق میں بہت غلو کرتے اور محبت میں افراط سے کام لیتے ہیں، یہ لوگ اولیائے متقدمین و متاخرین کو اس حکم میں داخل کرتے ہیں، جو خلاف صواب ہے،

بلکہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے، اولیائے متقدمین کے حق میں کیسے جائز ہو سکتا ہے جن میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی شامل ہیں

لے جسکی بیوی نہ ہو یا لوگوں سے بہت دور رہتا ہو، جیسا کہ صرح میں لکھا ہے ۱۲ منہ ۷

جنکی فضیلت احادیث سے تمام اولیاء اللہ پر ثابت ہے، اور اولیائے متاخرین میں بھی کیے جائز ہو سکتا ہے، جنہیں حضرت ہمدی علیہ السلام بھی شامل ہیں، جنکے آئیے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیکر اُنت کو اُنکے وجود کی خوشخبری دی ہے اور اُن کے حق میں خلیفۃ اللہ فرمایا ہے، اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم نبی ہیں، یہ صرف میرا ہی خیال نہیں، بلکہ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے بھی اس حکم کو صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کیا ہے،

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے شرح فتوح الغیب فارسی کے دیباچہ میں لکھا ہے، کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے، حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سہروردی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں، کہ

باید دانست کہ این حکم مخصوص	جاننا چاہیے، کہ یہ حکم صرف اسی وقت
باولیائے آن وقت است	کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے
اولیائے ما تقدم و ما تاخر ازین	اولیائے متقدمین و متاخرین اس
حکم خارج اند،	حکم سے خارج ہیں،
(مکتوب صد و نود و سیوم جلد اول)	

قدم کے معنی | اب رہ گئے قدم کے معنی، سو اس کے متعلق شیخ محمد بن یحییٰ التادنی الحنبلی مصنف قلائد الجواہر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنی مراد نہیں، بلکہ مجازی مراد ہیں، چنانچہ شان

لہ بعض نے یہ بھی لکھا ہے، کہ یہ سُکری حالت کے کلمات تھے، چنانچہ عوارف العارف میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی جو حضرت غوث اعظم کے محرموں اور مصاحبوں میں سے تھے، لکھتے ہیں، کہ یہ حالت سُکریہ کے کلمات تھے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مندرج

ادب بھی اسی امر کی مقتضی ہے،

قدم سے مجازاً طریقہ بھی مراد ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے،

فَلَا تَنْ عَلَى قَدَمِ حَمِيدٍ أَيْ

یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ

طریقۂ حمیداً

اب آپ کے اس قول قدیمی ہذا علی رقبۃ کل ذلی اللہ کے معنی واضح ہو گئے، کہ آپ کا طریقہ، آپ کے فتوحات اپنے وقت کے تمام اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ وارفع اور انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے،

شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام نے بھی آپ کے اس قول کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کر کے اسکا یہی معنی لکھا ہے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

آپ کے ازواج

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عوارف المعارف کے گیارہویں باب میں فرماتے ہیں، کہ حضور غوثیت ماب سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت! آپ نے نکاح کیوں کیا؟ تو آپ نے فرمایا، کہ بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا، لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم نکاح کرو،

نیز آپ سے منقول ہے، کہ آپ نے فرمایا، کہ مدت سے میں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر اس وجہ سے مجھے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، کہ میرے اوقات میں کدورت پیدا ہو جائے گی، عرصہ تک میں اپنے اس ارادہ سے باز رہا، مگر کہاں تک؟

كُلُّ امْرٍ مَرَّهٍ بِاَوْقَاتِهَا بِرَكَامِ كَا اِيكٍ وَتَمَّتْ مَقْرَرَةٌ بِوَجْهٍ

جب یہ وقت آیا، تو خدایتعالیٰ نے مجھے چار ازواج عنایت کیں، جن میں سے
ہر ایک مجھ سے کامل محبت رکھتی تھی،

آپ کی بیبیاں بھی آپ کے روحانی فیوضات و کمالات سے فیض یاب تھیں
چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے متعلق
بیان کرتے ہیں، کہ جب میری والدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں، تو وہاں شمع
کی طرح سے روشنی ہو جاتی تھی، ایک دفعہ ایسے موقع پر میرے والد ماجد بھی آئے
جب اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی، تو وہ روشنی معدوم ہو گئی، آپ نے اُن سے
فرمایا، کہ یہ روشنی شیطان کی تھی، اس لئے میں نے اُسے معدوم کر دیا، اور اب میں
اسے روشنی رحمانی سے تبدیل کئے دیتا ہوں،

اس کے بعد جب میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں، تو وہ
روشنی چاند کی روشنی کی طرح معلوم ہوتی تھی،

وصال پر ملال

الغرض حضور غوثیت مآب نے اپنی عمر کے ابتدائی سترہ سال تو اپنے مولد و مسکن
میں گزارے، نو سال بغداد شریف کے اندر علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل
میں سر توڑ محنت کی، پچیس سال عراق کے جنگلوں، بیابانوں اور ویران مقامات
میں ریاضاتِ کاملہ اور مجاہداتِ شاقہ سے منازلِ سلوک طے کئے، اور پھر آپ چالیس
سال تک ارشاد و تلقین، اعلائے کلمۃ الحق، اور اصلاح خلق میں مصروف رہ کر
گمراہانِ بادیہ ضلالت کو ہدایت و حکمت کی راہ پر لائے،

لے قلائد الجواہر طاہرہ ج ۱۲ منہرج

جب آپکی عمر اکانوے برس کے قریب ہوئی، تو محبت ذات الہی نے کشش فرمائی۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے، کہ آفتابِ نوحیت اسی دن غروب ہوا، جس دن آفتابِ نبوت غروب ہوا تھا، سو مواریکادن حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر ملاں کادن تھا، اسی دن آپنے گیارہ ماہ ربیع الثانی ۱۱۵۵ ہجری کے اندر ۹۱ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا،

مشہور ہے، کہ وفات سے پیشتر ہی حضور نوحیت یاب کو اپنے ارتحال کا پتہ لگ گیا تھا، چنانچہ جب آپنے اپنے گھر والوں کو خبر دی، تو سننے ہی سب کے روٹے کھڑے ہو گئے، اجسام پر لرزہ طاری ہو گیا، ماہی بے آب کی طرح سب کے سب خاک پر لوٹے آہ و نالہ اور گریہ و زاری کرنے لگ گئے،

الغرض آپ کی طبیعت طویل ہو گئی، اور آغاز ماہ ربیع الآخر میں مرض نے طول کھینچا، آخر گیارہ ربیع الثانی کو وہ وقت قریب آ پہنچا، جبکہ حضرت کی روح مبارک عالم بالا کو پرواز کرنے کو تیار ہوئی،

دو شنبہ گیارہ ربیع الآخر کو حضرت عزرائیل علیہ السلام بشکل عراقی آپکی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو ایک لورانی مکتوب دکھلایا، جس میں لکھا تھا،

يَصِلُ هَذَا الْمَكْتُوبُ مِنْ
 الْمُسْتَبْرَأِ الْمَحْبُوبِ كُلِّ نَفْسٍ
 يَخْبِيهِ، بِرُفْسٍ كَوَمُوتِ كَاذَالِقَةِ كَحَمْنَا
 فَالِقَةُ الْمَوْتِ
 ضروری ہے،

۱۔ بعض نے آپکی تاریخ وفات ۹-۱۲-۱۱۵۵-۱۱۵۶ ربیع الثانی ہی کہی ہے، اگر یہ خلاف سوابق ہے، کیونکہ تو اتر کے ساتھی

گیارہ ربیع الثانی ثابت ہے، اور دوسرے بلاد اسلامیہ و غیر اسلامیہ میں آپ کے عیادت زندان اسی

تاریخ کو سالانہ ۶۴ شریف کا ختم دلاتے ہیں، داعی اعظم بالصواب علامہ رحمہ

وصال سے پیشتر حضرت نے تازہ غسل کیا، اور نماز عشا ادا کی اور دیز تک سہ سجدہ رہے، تمام گھر والوں اور اراکین مندوں کے لئے دعائیں اور کئی مرتبہ پڑھا،

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ رَحِمِ
 أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اللَّهُمَّ تَجَاوِزْ عَن أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اے خدا! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
 بخش دے، اے اللہ! امت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر رحم کر، اے مولا! امت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
 درگزر کر،

جب سجدہ سے سر اٹھایا، تو غیب سے ایک ندا آئی،
 يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
 ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً
 مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي رَفِ
 عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي
 اے نفس مطمئنہ، اپنے پروردگار کی طرف
 لوٹ چل، تو اس سے راضی ہے، اور وہ
 تجھ سے راضی ہے، پس میرے بندوں میں
 شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا

یہ سن کر حضور غوثیت مآب بستر پر دراز ہو گئے، اور سکرات الموت کے وقت یہ
 کلمات زبان مبارک سے نکالے،

إِسْتَعْنْتُ بِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ
 الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ
 سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ
 وَتَهَرَّأَ بِالْمَوْتِ كَالْإِلَهِ
 إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
 میں مدد لیتا ہوں، اُس رب العزت سے
 جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، جو
 زندہ ہے، نہ اُسے موت ہے، اور نہ خوف
 پاک ہے، وہ جو قدرت سے باعزت ہے
 جو بندوں پر موت ظاری کرنے میں قابض ہے

نہیں ہے، کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 اس کے رسول ہیں،

یہ کہتے ہی روح مبارک نے اعلیٰ علیین کی طرف توجہ فرمائی اور فعتہ آنکھوں
کی تیلی چڑھ گئی، ناک کا بانسا پھر گیا، پیشانی پر موت کا ٹھنڈا پسینہ آگیا، اور رخساروں
پر نور کی شعائیں پھیل گئیں، یہ

گشتگانِ خیر تسلیم را

ہرزماں از غیب جانے دیگر است

آہ! وہ شمع جس پر لاکھوں پروانے قدا ہو رہے اور اپنے
تن من کو نشان کر رہے تھے، آنا فانا گل ہو گئی، وہ چرخ
جس کی روشنی سے غریب مسلمانوں کا اندھیرا گھر منور تھا، یک
لخت بجھ گیا، وہ ماہتاب جس کی ضویا سبھی گشتگانِ راہ
کو خضر راہ کا کام دیتی تھی، فوراً بدلی کے نیچے آ کر چھپ
گیا، وہ آفتاب جس کی متور شعاعوں اور روشن کرنوں نے
اقطابِ عالم کو چمکار رکھا تھا، دیکھتے دیکھتے غروب ہو گیا، آہ!
صد آہ! یہ

چھپ گیا رُوئے جہاں سے ماہتابِ قادری

یعنی جنت کو سد مارے وہ جنابِ قادری

رُوئے عالم پر اندھیری چھا گئی، رات آ گئی

جب گیا مغرب میں روشن آفتابِ قادری

پیشم پر نم سے ہزاروں بے پڑے دریائے اشک

جوش زنِ دل پر ہوا، جب اضطرابِ قادری

اس سانحہ عظیمہ اور اس حادثہ کبریٰ کی اطلاعِ فعتہ باہر پہنچی اور ہوا کی طرح
بغداد کے گلی کوچوں میں گشت لگا گئی، خورد و کلاں منکر گھبرا گئے، کلیجے اچھلنے لگے،

ہاتھ کا پھینکے، نظروں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، اضطراب و بے کلی کی کوئی حد
باقی نہ رہی،

لوگ جوق در جوق سر اسیمہ و پریشان اردو تے پیٹتے، پیچھے پلالتے بھاگتے
ہوئے آستانہ مبارک پر پہنچے و تھوڑے ہی عرصہ میں ہزار نامخلوق خدا جمع ہو گئی،

تکفین و تدفین

وفات کے بعد اسی وقت خدام نے حضرت کو غسل دیا، اور لحد بھی کھودی گئی۔
قبر کنی کے بعد ماہتاب اسلام کو زیر زمین قبر شریف میں اتارا گیا، اور لحد پر نو
پچی اینٹیں پانکر اس کا منہ بند کر دیا گیا، اس کے بعد مٹی بھردی گئی، جس میں
تمام یاران طریقت اور حلقہ بگوشان شریک ہوئے،
تدفین کے بعد مختلف اصناف و دیار سے ہزار ما لوگ جو آپکی زیارت کیلئے
آئے، وفات کی خبر سنکر حسرت و یاس کے ساتھ یہ شعر بزبان حال پکارتے بے
نیل و مرام لوٹ گئے،

دور سے آئے تھے ساقی سُکے سینانے کو، ہم

بس ترستے ہی چلے افسوس پہانے کو، ہم

بغداد و جدید میں حضرت کا روضہ مبارک تا حال موجود ہے، جس کی زیارت

سے ہزار نامخلوق خدا فیض اٹھا رہی ہے

تاریخ وفات

حضرت کی تاریخ وفات تو مختلف شعراء نے قلمبند کی ہے، مگر خوف طولت

سے ایک پوری اکتفا کیا جاتا ہے، ایک فارسی شاعریوں لکھتا ہے۔

سلطانِ عصر شاہِ زمانِ قطبِ اولیاء

کامِ وفاتِ روزِ قیامتِ علامتے

تاریخِ سالِ وقتِ وفاتش چو خواستم

گفتا سر و شِ غیبِ وفاتش قیامتے

ایک عربی شاعر نے تو کہاں ہی کر دیا ہے، ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ

ولادت، تاریخِ وفات اور مقدارِ عمرِ کمالِ فصاحت سے قلمبند کر دی ہے وہ ہوا ہے

إِنَّ بَأْزَالَ اللَّهِ سُلْطَانُ الرِّجَالِ

جَاءَ بِي عِشْقِي دَمَاتٍ فِي كَمَالِ

(ترجمہ) بیشک اللہ کا باز مردوں کا سلطان ہے، وہ عشق میں آیا، اور

اُس نے کمال میں وفات پائی،

اس بیت میں کلمہ عشق کے اعداد چار سو شتر ہیں، جو آپ کی تاریخِ ولادت

ہے، اور کلمہ کمال کے عدد اکانوے ہیں، جو عمر شریف کی مقدار ہے، اور کلمہ

عشق کو کلمہ کمال کے ساتھ ملانے سے سو اکتھ اعداد نکلتے ہیں، جو آپ کی تاریخ

وفات ہے،

وصایا

چند آخری کلمات

حنورِ غوثیتِ آب نے دورانِ مرض میں اپنے صاحبزادوں کو بہت سی

وصیتیں فرمائی تھیں، جو فی الحقیقت سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل

مسلمانوں کے لئے حرز جاں اور حکمت کے جواہرات ہیں،
 ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان وعایا کا یہاں ذکر کیا جائے،
 آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب نے دورانِ غلالت میں آپ سے
 عرض کیا، کہ اے میرے قبذگاہ! اے میرے آقا! مجھے کوئی ایسی وصیت فرمائیے
 جس پر میں آپ کے وصال کے بعد عمل پیرا ہوں، تو آپ نے فرمایا،

عَلَيْكَ بِشَعْوَى اللَّهِ وَطَاعَتِهِ
 وَلَا تَخَفْ أَحَدًا وَلَا تَرْجُهُ
 وَكَلِّ الْحَوَائِجَ كُلَّهَا إِلَى اللَّهِ
 عَزَّ وَجَلَّ دَاظِلُهَا مِنْهُ وَ
 لَا تَبْتَغِ بِأَحَدٍ إِسْوَاءَ اللَّهِ عَزَّ وَ
 جَلَّ وَلَا تَعْتَمِدْ إِلَّا عَلَيْهِ سُبْحَانَهُ
 التَّوْحِيدُ، التَّوْحِيدُ، التَّوْحِيدُ
 وَجَمَاعُ الْكُلِّ التَّوْحِيدُ

اللہ کا تقویٰ اور اُس کی اطاعت کو لازم
 کر لے، نہ کسی سے خوف رکھ، اور نہ
 طمع، ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے
 حوالہ کر، اور اسی سے مانگ، حق تعالیٰ
 کے سوا نہ کسی پر بھروسہ رکھ اور نہ
 اعتماد، توحید، توحید،
 توحید، سب چیز کا مجسمہ توحید
 ہے،

اس کے بعد آپ نے فرمایا، کہ
 إِذَا صَحَّ الْقَلْبُ مَعَ اللَّهِ عَزَّ وَ
 جَلَّ لَا يَخْلُقُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا
 يَخْرُجُ مِنْهُ شَيْءٌ، أَنَا لَبُّ لَا
 قَسْرَ

جب قلب حق تعالیٰ کے ساتھ درست
 ہو جاتا ہے، تو نہ کوئی شے اُس سے خالی
 رہتی ہے، اور نہ کوئی چیز اُس سے باہر نکلتی
 ہے، میں مگر اس معجز ہوں پوست نہیں ہوں

نیز صاحبزادوں سے آپ نے فرمایا،
 أَبْعَدُ وَأَمِنْ حَوْلِي فَإِنَّا مَعَكُمْ
 بِالظَّاهِرِ وَمَعَ غَيْرِكُمْ

میرے ارد گرد سے دور ہٹ جاؤ، کہ میں
 بظاہر تمہارے ساتھ ہوں، اور باطن میں

بِالْبَاطِنِ، بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ بَعْدُ
مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
فَلَا تَقْيِسُونِي عَلَى أَحَدٍ
وَلَا تَقْيِسُوا أَحَدًا عَلَيَّ،

نیز آپ نے فرمایا، کہ

قَدْ حَضَرَ عِنْدِي غَيْرَكُمْ
فَأُوسِعُوا لَهُمُ رِزْقًا وَأَمَامَهُمْ
هَبْنَاهُمْ رَحْمَةً عَظِيمَةً وَهَذَا
وَلَا تُضَيِّقُوا عَلَيْهِمُ الْمَكَانَ

میرے پاس تمہارے سوا (فرشتے) آتے
ہیں، لہذا جگہ خالی کر دو، اور ان کیساتھ
بڑا ادب رہو، یہاں پر ان کے اور ارواح انبیاء
کا بڑا انبوه ہے، ان پر جگہ تنگ نہ کرو،

آپ کے ایک صاحبزادہ سے مروی ہے کہ وفات سے قبل کابل ایک دن اور
رات اکثر وہ آپ یہ فرماتے رہے،
وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ عَفْرَاءُ اللَّهِ لِي وَلَكُمْ وَ
رَبَّابِ اللَّهِ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ لَبِيمُ
اللَّهُ غَيْرُ مَوْدٍ عَيْنٍ
رہو، اور) رخصت نہ کئے جاؤ،

وفات سے کچھ وقت پیشتر آپ نے فرمایا کہ
میں کسی شے کی بھی پرواہ نہیں کرتا، نہ
فرشتہ کی نہ ملک الموت کی، لے ملک
الموت تم ہٹ جاؤ، ہمارے اور تمہارے
سوا اور ہی کوئی ہے، جو قبض روح کا
سِوَالِكِ

شکفل ہوگا،

آپ کے کسی صاحبزادہ نے آپ سے آپ کی طبیعت کا حال پوچھا تو آپ نے

فرمایا، کہ

لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ عَن شَيْءٍ أَنَا
هُوَ ذَا الْقَلْبِ فِي عِلْمِ اللَّهِ عَزَّ
وَجَلَّ

مجھ سے کوئی کچھ نہ پوچھے، میں وہی ہوں
کہ علم خداوندوی میں کروٹیں لے رہا
ہوں،

آپ کے صاحبزادگان عبدالرزاق اور موسیٰ روایت کرتے ہیں، کہ وفات سے قبل
آپ بار بار اٹھ اٹھاتے، اور یہ کلمات فرماتے،

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ تَوْبُوا وَادْخُلُوا فِي
الصَّافِيَةِ هُوَذَا أَحْسَنُ إِلَيْكُمْ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، توبہ
کرو، اور صف میں داخل ہو جاؤ میں
تہارے پاس آتا ہوں،

آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالجبار نے دریافت کیا، کہ حضور کے بدن کا کوئی عضو
درد کرتا ہے؟ فرمایا، دل کے سوا میرے سب اعضاء مجھے ستلتے ہیں، دل کو
مطلقاً کوئی درد نہیں، وہ اپنے سونے کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے،

اس کے بعد آپ کے عالم جاودانی کو رخصت ہونے کا وقت آگیا، اور اپنے

وہ کلمات پڑھے، جو اوپر معرض تحریر میں آچکے ہیں، یعنی

إِسْتَعْنَتْ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْيَوْمَ
الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُتُ
سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ
وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

میں مدد لیتا ہوں، اُس رب العزت سے
جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، جو
زندہ ہے، نہ اُسے موت ہے، اور نہ
خوف، پاک ہے، وہ جو قدرت سے با
عزت ہے، بند و پیر موت طاری کرنے

میں ظاہر ہے، نہیں ہے کوئی معبود، مگر اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اس کے رسول ہیں

آپ صاحبزادہ شیخ موسیٰؒ بیان کرتے ہیں، کہ جب آپ نے تعزز کا لفظ کہا، تو
آپ کی زبان اُس کو ٹھیک طور پر ادا نہ کر سکی، پس آپ بار بار اُس کو دہرتے رہے
یہاں تک کہ آپ نے باواز بلند اس کو صحیح طور پر ادا کر دیا، اس کے بعد تین بار
اللہ اللہ فرمایا، پھر آپ کی آواز پست ہو گئی، اور زبان مبارک تالو سے چمٹ گئی
معارف مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی، رضی اللہ عنہ وارضاه وجمع
بیننا و بینہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر،

مقدمہ

کرامات و خرق عادات

کرامات اولیاء اللہ کے اثبات میں ایک مقدمہ "سیرت امام ربانی" میں لکھ
چکا ہوں، یہاں بھی چند ایک باتیں لکھنا ضروری خیال کرتا ہوں،
اولیاء اللہ سے کرامات کا ظاہر ہونا، کتاب اللہ، احادیث صحیحہ، واقعات
صحابہ اور اجماع اہل سنت والجماعت سے ثابت ہے،

کتاب اللہ سے ثبوت | قرآن شریف کی بہت سی آیات سے کرامات
اولیاء کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے

انہیں سے چند ایک اجمالاً درج ذیل کی جاتی ہیں،

(۱) سورہ آل عمران میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، کہ

یہی جب کہی حضرت زکریا علیہ السلام
 حضرت مریم کے پاس عمدہ مکان میں تشریف
 لاتے، تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں
 پاتے، اور یوں فرماتے، کہ اے مریم! یہ
 ہُو مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

پیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں، وہ کہتیں، کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے،
 اہل تفسیر لکھتے ہیں، کہ حضرت مریم کے پاس گرمیوں کے میوے جاڑے میں
 اور جاڑے کے گرمیوں میں دیکھے جاتے تھے، اور حضرت مزیم نبی نہ تھیں، لہذا یہ
 آیت کرامات اولیاء اللہ کے منکرین پر قوی حجت ہے،

۱۲۱ دوسری جگہ سورۃ النمل میں حق سبحانہ تعالیٰ نے آصف کی کرامت کی خبر
 دی ہے، وہ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اس امر کی ضرورت
 محسوس ہوئی، کہ بلقیس کے تخت کو اس کے آدمیوں کے آنے سے قبل لا حاضر کیا
 جائے، اور مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی، کہ آصف کی عظمت و بزرگی اور
 شرافت و کرامت لوگوں پر ظاہر کرے، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل
 دربار کو مخاطب کر کے کہا، کہ

اَیُّكُمْ یَاتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ
 اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ

پاس بیٹھ کر آؤ، حاضر کرو

تو ایک قوی ہیکل جن نے جو ابا عرض کیا، کہ

اَنَا اَتُكِّ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ
 مِنْ مَّقَامِکَ

میں اُسکو آپکی خدمت میں قبل اس کے کہ
 آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں، حاضر کر دوں گا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا، کہ میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں، اس پر

آصف نے کہا، کہ

أَنَا أَيْتِكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ
إِلَيْكَ طَرْفُكَ
میں اس کو آپ کے پاس آپ کے چشم زدن
سے قبل لا سکتا ہوں،

اس بات سے نہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کچھ انکار کیا، اور نہ ہی آصف نے
اس کو محال سمجھا، لہذا یہ آصف کی کرامت تھی، معجزہ تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ آصف
پیغمبر نہ تھا، یہ بھی منکرین کرامت پر حجت ہے،

(۳) تیسری جگہ سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کا قصہ، کتے کا ان سے باتیں کرنا
ان کا تین سو نو برس تک غار میں سوتے رہنا، اور دائیں بائیں کروٹیں بدلنا وغیرہ بڑے
زور سے مذکور ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، کہ

وَنَقَلْنَاهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ
الشَّمَالِ وَكَلَّمَهُمْ بَاسِطٍ
ذُرِّيَعَتِهِ بِالْوَحْيِ
اور ہم ان کو کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں
طرف کروٹ دیدیتے تھے، اور ان کا کتا
دلیلیں پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا
اس کے اگلے رکوع میں ہے

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ
مِائَةٍ سِنِينَ وَارْتَدَّتْ
اور وہ لوگ غار میں تین سو نو برس تک
رہے،
یہ سب باتیں کرامات ہیں، اور منکرین پر حجت ہیں،

علاوہ ازیں احادیث سے تو بہت کثرت کے
ساتھ ثبوت ملتا ہے، چنانچہ ان میں سے

احادیث سے ثبوت

چند ایک درج ذیل ہیں،

(۱) حدیث میں یوں آیا ہے، کہ ایک روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین نے حضور رسالتاً علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض

کیا کہ یا رسول اللہ! پہلے لوگوں کے عجائبات میں سے کچھ بیان فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ تین آدمی جا رہے تھے، کہ اٹھائے راہ میں انہیں بارش نے آگھیرا بارش سے بچنے کی غرض سے وہ پہاڑ کے اندر ایک غار میں جا چھپے، اتنے میں ایک بڑا بھاری پتھر پہاڑ سے غار کے آگے گرا، جس سے غار کا منہ بالکل بند ہو گیا، انہوں نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو کہا، کہ بھائی! اپنے اپنے ان اعمال کا جو ریا سے بالکل پاک اور مترا ہوں، وسیلہ پکڑ کر خدائے تعالیٰ سے التجا کرو، کہ وہ اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹا دے،

چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا، کہ اے اللہ! میرے ماں اور باپ دونوں بہت بوڑھے اور ضعیف تھے، اور میرے ننھے ننھے بچے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا، تاکہ ان کا دودھ انہیں پلایا کروں، دن بھر بکریاں چرانے کے بعد میں شام کو ان کے پاس جاتا، دودھ دوہتا، پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا، پھر اپنے بچوں کو دیتا، اتفاقاً ایک دن میں بکریوں کو چرانے کے لئے دور لے گیا، جب گھر واپس آیا، تو شام ہو چکی تھی، میرے والدین سو رہے تھے، میں حسب معمول دودھ دہو کر ایک برتن میں ان کے پاس لایا، اور ان کے سر کے پاس کھڑا رہا، میں نے انکو بیدار کرنا پسند نہ کیا، باوجود اس امر کے کہ بچے میرے پاس کھڑے بھوک کے مارے روتے اور چلاتے تھے، لیکن میں نے اس بات کو بھی بڑا جانا، کہ اُن سے پہلے اپنی اولاد کو دودھ پلاؤں میں اسی حالت میں کھڑا رہا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پس اسے مولا! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضا کا طالب ہو کر کیا تھا، تو اس غار کے منہ سے پتھر کو اس قدر ہٹا دے، کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی اور پتھر کو اس قدر ہٹا دیا، کہ آسمان انہیں دکھائی دینے لگ گیا، اس کے بعد دوسرے شخص نے کہا، اے مولا! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی

میں اُس کی محبت میں از حد مبتلا تھا، میں نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کی خواہش کی، اور کسی شخص کو اُسے بلاسنے کی غرض سے بھیجا، لڑکی نے اس امر سے انکار کیا اور کہلا بھیجا، کہ اے کہدو، کہ پہلے تو دینار لائے، چنانچہ میں نے کسب و کار کر کے تو دینار جمع کئے، اور وہ اس کے پاس لے گیا، پس جب میں نیت فاسدہ سے اُس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا، تو اُس نے کہا، کہ اے خدا کے بندے اللہ سے ڈر، اور میری مہر امانت کو نہ کھول، چنانچہ میں ان الفاظ سے متاثر ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، اے رب العالمین! اگر تو جانتا ہے، کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضامندی کے حاصل کرنے کیلئے کیا تھا، تو اس غار کے منہ کو اور کشادہ فرما دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا،

اس کے بعد تیسرے نے کہا، کہ الہی میں نے ایک مزدور کو چاولوں کی ایک معین مقدار دینے کا وعدہ کر کے مزدوری پر لگایا تھا، جب وہ مزدور اپنا کام ختم کر چکا، تو اُس نے کہا، کہ مجھے میرا حق دیدو، میں نے اُس کا حق اُسے پیش کیا، مگر وہ چہوڑ کر چلا گیا، میں ہمیشہ ان چاولوں سے زراعت کرتا رہا، چنانچہ میں نے ان چاولوں کی آمدنی سے پیل خریدے، بعد اُنکے چرانے کے لئے آدمی بھی حاصل کئے، ایک مدت بعد وہ شخص میرے پاس آیا، اور کہنے لگا، خدا سے ڈر، اور مجھ پر ظلم نہ کر، مجھے میرا حق دیدے، میں نے کہا، جاوہ پیل اور ان کے چرانے والے ہیں، انہیں سے لے لے، یہ سب تیرا حق ہے، مزدور نے کہا، کہ خدا سے خوف کر، اور مجھ سے ہنسی نہ کر، میں نے جو ابدیہا، کہ میں ہرگز تمسخر نہیں کرتا، یہ سب پیل اور اُن کے چرانے والے تیرے ہی ہیں، چنانچہ وہ انہیں لیکر چلا گیا، پس اے خدا! اگر تیرے علم میں میں نے یہ کام تیری خوشنودی کا طالب ہو کر خالص تیرے ہی لئے کیا تھا، تو تو غار کے منہ کا باقی حصہ بھی کھول دے، چنانچہ اُس کی التجا کو بارگاہ خداوندی نے شرف قبولیت بخشا، اور غار کا منہ

کھل گیا، اور انہوں نے اس ناگہانی مصیبت سے نجات پائی، یہ واقعہ بھی خرق عادت
اور کرامت تھا، کیونکہ وہ تینوں آدمی نبی نہ تھے،

(۲) دوسری حدیث جریح راہب کی ہے، جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہیں، آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، کہ نبی اسرائیل میں
ایک راہب (درویش) تھا، جسکا نام جریح تھا، یہ شخص نہایت ہی متقی، پرہیزگار اور عابد
تھا، اس کی ماں پردہ نشین تھی، وہ ایک دن اپنے فرزند کے دیکھنے کو آئی، چونکہ اس وقت
وہ نماز میں مشغول تھا، اس لئے اُس نے اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا، وہ بوٹ گئی
دوسرے اور تیسرے دن بھی آئی، اور بے نیل و مرام واپس گئی، آخر ماں نے تنگدل
ہو کر کہا، کہ خدایا میرے بیٹے کو رسوا کر، اور میرے حق کے سبب اُس کو پکڑ، اُس زمانہ
میں ایک بد خو عورت تھی، اُس نے کہا، کہ میں جریح کو گمراہ کر دوں گی، چنانچہ اسی غرض
اُس کے حجرہ میں گئی، جریح نے ادھر توجہ نہ کی، پھر راستہ میں اُس نے ایک چرواہے
کے ساتھ صحبت کی، اور حاملہ ہو گئی، جب شہر میں آئی، اور کہنے لگی، کہ یہ جریح کا حمل
ہے، جب اُس نے بچہ جنا، لوگوں نے جریح کے عبادتخانہ کا قصد کیا، اور اُس کو پکڑ کر
بادشاہ کے پاس لائے، جریح نے کہا، اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ بچہ نے کہا، میری
ماں نے تم پر افتراء کیا ہے، میرا باپ تو چرواہا ہے،
یہ حدیث بھی منکرین کرامت پر قوی حجت ہے،

اسکے علاوہ واقعات صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہم اجمعین بڑے زور

واقعات صحابہؓ سے ثبوت

سے اس امر پر دال ہیں، کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے، چنانچہ چند
ایک ملاحظہ ہوں،

۱۔ کتب دلائل النبوة میں امام ستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب واقعات کو نقل کیا ہے ۱۲۱ سنہ ۶

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا، کہ بیٹا! اگر کسی دن عرب میں اختلاف پڑ جائے، تو پھر تم اس غار میں چلے جانا، جس میں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے، اور وہیں رہنا، بیشک تم کو صبح و شام وہیں رزق آیا کریگا،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے کہ تم کو صبح و شام وہیں رزق آیا کریگا، کرامات اولیاء اللہ کے برحق ہونیکا ثبوت ملتا ہے،

(۲) دوسرے امام ستغفری نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کیا تھا، کہ جب میں مرجاؤں، تو مجھکو اُس دروازہ کے سامنے لانا، جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے، پھر اُس کو کھٹکھٹانا، اگر وہ تمہارے لئے کھول دیا گیا، تو مجھکو وہاں دفن کرنا (ورنہ نہیں) حضرت جابر فرماتے ہیں، کہ ہم لوگ گئے، اور جاکر دروازہ کھٹکھٹایا، ہم نے کہا، یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونا چاہتے ہیں، معاذیہ کہتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا، ہمیں معلوم نہیں، کہ کس نے دروازہ کھولا، پھر ہم سے کسی نے یہ بھی کہا، کہ انکی عظمت و بزرگی کی وجہ سے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کر دو، یہ آواز تو بیشک ہم نے سنی، مگر اندر کوئی شخص دکھائی نہ دیا،

(۳) اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگہاں زور سے چلاؤٹھے یا ساریۃ الجبل! الجبل! اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو، پہاڑ کی طرف دیکھو، جو لوگ مسجد میں جمع تھے، اور خطبہ سن رہے تھے، متحیر ہو گئے، لیکن ساریہ نے جو صدنا کوس کے فاصلہ پر دشمنوں سے معرکہ داروگیر میں مشغول تھے، اس

نعرہ عمری کو سنا، چونک کر پیچھے کی طرف مڑے، اور پہاڑ پر نظر دوڑائی، جدھر سے دشمنوں کا ایک گروہ نکل پڑا تھا، اور حملہ کرنے ہی کو تھا، اگر ساریہ نے یہ آواز سن کر اپنے لشکر کے نصف حصہ کو ادھر متوجہ نہ کر دیا ہوتا، تو یقینی یہ نتیجہ ہوتا، کہ سب لوگ اُس میدان میں شہید ہو جاتے، اور ایک بھی جانبر نہ ہو سکتا،

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باطنی نظر تھی، کہ صدہا کو اس کا واقعہ دیکھ لیا، ایک روحانی قوت تھی، کہ اپنی آوازوں تک پہنچادی،

(۴) اسی طرح امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ کے اسناد سے ایک روایت یوں

ہے، کہ جب مصر فتح ہو گیا، تو اُس کے باشندے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے، اور عرض کیا، کہ اے ہمارے امیر! اس دریا سے نیل کی ایک عادت ہے، جب تک وہ پوری نہ ہو، یہ جاری نہیں ہوتا، آپ نے پوچھا، وہ کیا ہے، کہنے لگے، کہ جب اس مہینہ کی تیرہ تاریخ ہوتی ہے، تو ہم ایک کنواری لڑکی کی تلاش کرتے ہیں، اُس کے والدین کو راضی کر کے اُس کو عمدہ عمدہ لباس اور زیورات پہناتے ہیں، پھر اُس کو نیل میں ڈال دیتے ہیں، حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا، کہ اسلام ہرگز ایسے کاموں کو جائز نہیں رکھتا، بلکہ اسلام تو ان تمام بری رسوم کے ہٹانے کیلئے آیا ہے، پھر تین ماہ گزرنے کے بعد نیل کا پانی بالکل بند ہو گیا، لوگ تنگی کیوجہ سے جلا وطنی کے لئے تیار ہو گئے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ معاملہ دیکھا، تو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی، حضرت فاروق اعظمؓ نے انکو جواب میں لکھا، کہ تم نے بہت اچھا کیا، بیشک اسلام پہلی رسوم کو مٹا دیتا ہے، اور ایک پرچہ لکھ کر خط میں ڈال دیا، اور اُن کو لکھا، کہ میں نے تمکو ایک پرچہ لکھ کر بھیجا ہے، اُس کو دریا سے نیل میں ڈال دینا، جب وہ خط حضرت عمرو بن العاصؓ کو ملا، تو انہوں نے وہ پرچہ نکالا، اور کھول کر

دیکھا، تو اس میں یہ مضمون تھا، کہ یہ خط خدا کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف سے دریائے نیل کی طرف ہے، آنا بعد اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوا کرتا ہے، تو بیشک مت جاری ہو، اور اگر تجھ کو خدائے واحد القہار ہی جاری کرتا ہے، تو ہم خدائے واحد القہار سے درخواست کرتے ہیں، کہ وہ تجھے جاری کر دے۔

پھر وہ پیرچہ دریائے نیل میں ڈال دیا، لوگوں نے جلا وطنی کی تیاری کرنی تھی، اور نکلنے لگے تھے، کیونکہ ان کی تلام ضرورتیں اسی دریا پر موقوف تھیں، لیکن جب صبح ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ہی رات میں سواہ ہاتھ تک گہرا جاری کر دیا اور اس بڑی رسم کو وہاں سے ابدالآباد کیلئے یک قلم مٹا دیا،

(۵) اسی امام کی ایک اور روایت اس کے اپنے اسناد سے یوں ہے، کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص سے رجبہ کے بارہ میں ایک بات دریافت کی، تو اس نے دروغ گوئی سے کام لیکر سر اسر جھوٹ بتلایا، اپنے فرمایا، کہ تم نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے، اُس نے انکار کیا، تب اپنے فرمایا، کہ میں خدا سے دعاء مانگوں گا، کہ اگر تو جھوٹا ہے، تو تجھے اندھا کر دے، اُس نے کہا، ہاں، آپ دعاء مانگیں، پھر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس پر بددعا کی، تب وہ اندھا ہو گیا،

(۶) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں، کہ جب جنگ اُحد کی تیاری ہوئی، تو میرے والد نے ایک شب مجھ کو بلا کر کہا، کہ میں آج اپنا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن مشاقان کی فہرست میں دیکھ رہا ہوں، جو سب سے پہلے جام شہادت نوش کریں گے، بیٹا! میں سمجھتا ہوں، کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ مجھے اور کوئی عزیز نہیں ہے، بھپیر بہت سا قرضہ ہے، تم اس کو جلدی ادا کر دینا، اور اپنی بہنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی سب سے قبل اپنے جام شہادت

نوٹ فرمایا،

(۷) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ ایک شب حضرت اُسید بن حضیرؓ اور حضرت عباد بن بشرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ضروری امر کے متعلق دیر تک گفتگو کرتے رہے، حتیٰ کہ رات کا ایک بہت بڑا حصہ گزر گیا، جب وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ وسلم کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر آئے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ چاروں طرف رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، اندھنوں کے پاس ایک ایک لاشی تھی، ان میں سے ایک کی لاشی روشن ہو گئی، وہ دونوں سکی روشنی میں چلنے لگے، جب وہ دونوں اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے، تو دوسری لاشی بھی روشن ہو گئی، حتیٰ کہ اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔ اسی طرح صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور مشائخ طریقت سے اس قدر کرامات و خرق عادات کا ظہور ہوا ہے، جو تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا، کتاب اللہ، احادیث نبوی، واقعات صحابہؓ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معجزات، کرامات خارق عادات امور الہیہ میں سے ہیں،

منکرین خوارق

اب میں تصویر کا دوسرا رخ پلٹا ہوں، منکرین خوارق، معجزات و کرامات کو خلاف قانون قدرت قرار دیتے ہوئے ان کا معرض وقوع میں آنا نہ صرف

قبل اس کے کہ اس وجہ کے صحت و سقم پر اظہار خیالات کروں، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ معجزہ کی تعریف گوش گزار کروں،

معجزہ کی تعریف میں علماء کے الفاظ اور انکی تعبیریں

گونا گونا گوت ہیں، مگر میرے خیال میں مفاد سب کا ایک ہے، عام طور پر معجزہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے، کہ معجزہ وہ خارق عادت امر ہے، جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر تحدی کے ساتھ اُس کی تائید میں ظاہر ہو، اس کے علاوہ اور جو تعریفیں ہیں، وہ اسی کا جزو ہیں!

بہر حال کسی بات کے معجزہ ہونے کے لئے یہ ضروری ہے، کہ

(۱) مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو،

(۲) خلاف عادت ہو

(۳) اور تحدی کے طور پر ہو

چونکہ عام طور پر لوگ عادت اور قدرت میں فرق نہیں کیا کرتے، اس لئے اس فرق پر متنبہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے،

جو لوگ خدا کی ہستی کے قائل ہیں، وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں، کہ خدا قادر

مطلق ہے، تو جس طرح وہ اس بات پر قادر ہے، کہ ایک سبب کے واسطے سے ایک چیز پیدا کر دے، اسی طرح اس میں اس کی بھی قدرت ہے، کہ بدوں کسی سبب کے اُسے موجود کر دے، اور نہ اگر وہ اس کے پیدا کرنے میں سبب کا محتاج ہے، اور بدوں اس سبب کے پیدا کرنے سے عاجز ہے، تو وہ قادر مطلق نہیں ہے، جیسے

خدا ابر سے پانی برسایا کرتا ہے، مگر وہ اس بات پر بھی قادر ہے، کہ بدوں ابر کے پانی برسائے، اگر کوئی خدا کو قادر مطلق کہتے ہوئے بدوں ابر کے پانی برسائیے اس کو عاجز کہے، تو درحقیقت وہ اس کو قادر مطلق نہیں مانتا، پس لامحالہ خدا کو قادر مطلق کہنے والے کے لئے ضروری ہوگا، کہ وہ یہ بھی مانے کہ تو تہ سبب کے بغیر بھی وہ اشیاء کو پیدا کر سکتا ہے،

اب سنو! کہ خدا کا اسباب کے توسط سے یا بدوں تو تہ اسباب کے کسی شے کی ایجاد پر قادر ہونا اس کی قدرت ہے، اور اسباب کے توسط ہی سے پیدا کرنا اس کی عادت ہے،

اس کی مثال یوں سمجھو، جیسے ایک شخص پان کھا سکتا ہے یہ اس کی قدرت ہے، مگر نہیں کھاتا، یہ اس کی عادت ہے، کھانا اور نہ کھانا دونوں اس کے اختیار و قدرت میں ہیں، مگر نہ کھانا اس کی عادت ہے، اب یہ سن کر کہ وہ پان کھاتا ہے، کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا، چونکہ یہ کام اس کی قدرت سے باہر ہے، اس لئے غلط ہے، الغرض ہر عادت مقدور ہے، مگر ہر مقدور کا عادت ہونا ضروری نہیں،

اقسام عادت | اب عادت کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک عام ہوتی ہے اور دوسری خاص، جیسے ایک شخص اور تو کسی وقت پان نہیں کھاتا، (یہ اس کی عام عادت اور مستمر ہے) مگر کھانا کھانے کے بعد کھالیا کرتا ہے (یہ اس کی خاص عادت ہے) عادات عامہ سے قریباً ہر خاص و عام واقف ہوتا ہے، مگر عادات خاصہ سے صرف خواص اور حاضر باش لوگ ہی واقف ہوتے ہیں،

منکرین کی غلط فہمی | اب جو لوگ معجزہ کو خلاف قانون قدرت کہہ کر اسکا انکار کر دیتے ہیں، وہ اس اصولی

غلطی میں مبتلا ہیں، اور قدرت و عادت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ معجزہ کا انکار کرتے ہیں، معجزہ خلاف قدرت نہیں ہوتا، بلکہ خلاف عادت ہوا کرتا ہے، اور جو امور خلاف عادت ہوں، وہ بھی تحت القدرت داخل ہیں، خلاف قانون قدرت نہیں، جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے،

پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتشکدہ نمرود گلزار بن گیا، اور آگ نے آپ کو نہیں جلایا، تو یہ ایک خلاف عادت امر ہے، یہ کہہ کر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے، کیونکہ اس طرح خداوند تعالیٰ قادر مطلق نہیں رہتا،

میرے خیال میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عام عادت یہ ہے کہ اسباب سے مسببات پیدا کرتا ہے، وہاں اُس کی خاص عادت یہ بھی ہے، کہ جب اُسے اپنے مقررین کی تصدیق کرنی ہوتی ہے، تو ان کے ہاتھوں پر خلاف معمول وہ علامات اور نشانات ظاہر کرتا ہے، جن سے لوگ یہ یقین کر لیں، کہ بلا شک و شبہ یہ اُس کے مقررین ہیں،

یہ حقیقت ایک مثال سے بخوبی سمجھ آ جائے، کہ اگر کوئی شخص ایک جلیل القدر بادشاہ کی سلطنت کے کسی حصہ میں جا کر اُس کی رعایا کو جمع کر کے یہ کہے، کہ میرے پاس اس جلیل القدر بادشاہ کے کچھ پیغام ہیں، مجھ کو اُس نے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے، کہ میں تمہارے پاس اُس کے وہ پیغامات پہنچا دوں، میرے ہاتھ پہنچنے کی دلیل یہ ہے، کہ میں اگر بادشاہ سے یہ چاہوں، کہ اُس نے اپنی سلطنت میں جو نظام فرما رکھا ہے، اُس کے کسی صیغہ کے انتظام کو میری درخواست پر بدل دے تو بلاشبہ بادشاہ اپنی خاص عنایت کے باعث ایسا ہی کریگا، اور بادشاہ کے اس طرح

کرنے سے رعایا پر اُس کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی ،
اب آخر میں میں اتنا بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں ، کہ معجزہ ، کرامت اور
استدراج میں کیا فرق ہے ؟

علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر
کبیر میں لکھتے ہیں ، کہ جب کسی انسان کے
ہاتھ پر کوئی خرق عادت فعل ظاہر ہو ، تو وہ

**معجزہ ، کرامت اور
استدراج میں فرق**

دو حال سے خالی نہ ہوگا ، یا تو اُس کے ساتھ دعوے بھی ہوگا یا دعوے نہ ہوگا ، اگر
دعوے ہوگا ، تو اس کی کئی قسمیں ہیں ، یا تو اُس میں (۱) خدائی کا دعوے ہوگا (۲) یا نبوت
کا (۳) یا ولایت کا (۴) یا جادو وغیرہ کا ، یہ چار قسم ہوتے ،

قسم اول خدائی دعوے ہے ، سو اس قسم کے مدعی کے ہاتھ پر بدعارق عادات
کا بغیر کسی معارضہ کے ظاہر ہونا جائز ہے ، جیسے نقل کیا گیا ہے ، کہ فرعون خدائی کا مدعی
تھا ، اس کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہوتا تھا ، اور ایسے ہی دجال کے ہاتھ پر خوارق
کا ظاہر ہونا احادیث سے ثابت ہے ، چنانچہ ایسے مدعی کا دعوے اور اُس کی خلقت
ہی بتلاتی ہے ، کہ یہ سراسر جھوٹا ، کاذب اور درنگو ہے ، لہذا اس کے ہاتھ پر خرق
عادات کے ظہور سے اُس کی صداقت کا وہم تک بھی نہیں ہوتا ،

قسم دوم نبوت کا دعوے ہے ، اور یہ بھی دو قسم پر منقسم ہے ، کیونکہ یہ مدعی
یا تو سچا ہے ، یا جھوٹا ، اگر سچا ہے ، تو اُس کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ضروری ہے
لیکن جو مدعی جھوٹا ہے ، اس کے ہاتھ پر خوارق کا ظہور جائز نہیں ، اور ظہور کی تقدیر پر
اُس کا معارضہ ضروری ہے ،

تیسری قسم یہ ہے ، کہ ولی سے خرق عادت ظاہر ہو ، اگر ولی سچا ہے ، تو اُس
سے خرق عادت کا ظہور بالکل برحق ہے ،

چوتھی قسم یہ ہے، ادنیٰ جادو کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہو، سو یہ بھی جائز ہے، مگر مستزاد اس میں مخالف ہیں،

قسم اول کے اقسام ختم ہوئے، اب دوسری قسم کے اقسام سن لیجئے، دوسری قسم یہ ہے، کہ کسی انسان کے ہاتھ پر بدوں کسی دعوے کے خرق عادت ظاہر ہو، پھر یہ انسان یا تو خدائے تعالیٰ کے نزدیک صالح اور نیک بخت ہوگا، یا فاسق و فاجر، پہلی صورت تو وہی کرامت اولیاء ہے، جس کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں، دوسری صورت یعنی فاسق و فاجر کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہونا اسی کا نام استدراج ہے،

اب ان طویل ابحاث کے بعد میں اصل مقصود کی طرف رجوع کر کے حضور غوثیت آبے ایام حیات میں جو جو خرق عادت ظہور میں آئے، ان کو قلمبند کرتا ہوں، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

آپ کی کرامات

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات لاتعداد و بیشمار ہیں، چنانچہ شیخ علی بن ابی نصر الہیتمی نے ۵۶۲ ہجری میں فرمایا، کہ میں نے اپنے اہل زمانہ میں سے کسی کو حضور غوثیت آب سے بڑھ کر صاحب کرامات نہیں دیکھا، جب وقت کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا، اور کرامت کبھی آپ سے ظاہر ہوتی تھی، اور کبھی آپ میں ظاہر ہوتی تھی،

شیخ ابو عمر و عثمان صرغینی کا قول ہے، کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی

لہ وکے ملاحظہ ہو، ص ۲۵، ۱۲ مندرج

رحمة اللہ علیہ کی کرامتیں سلک مروارید کی مثل تھیں، جس میں یکے بعد دیگرے لگاتار موتی ہوں، اگر ہم میں سے ہر روز کوئی شخص کئی کرامتیں دیکھنی چاہتا، تو دیکھ لیتا، شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بیان کیا ہے، کہ جسقدر نواتر کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات منقول ہیں، اور کسی ولی کی نہیں،

امام نودی بستان العارفين میں تحریر فرماتے ہیں، کہ کسی ولی کی کرامتیں نقل ثقات اس کثرت سے ہم تک نہیں پہنچیں جس کثرت کے ساتھ کہ سیدنا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی کرامات پہنچی ہیں،

آپ کی اکثر کرامات ہجرت الاسرار میں مذکور ہیں، اور حقیقت میں ہجرت الاسرار ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں آپ کے مفصل جامع و مانع حالات ملتے ہیں، بعض لوگوں نے ہجرت الاسرار پر یہ اعتراض کیا ہے، کہ اس میں غلط باتیں درج ہیں، اور حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایسے مبالغے کئے گئے ہیں، جو شایان بارگاہ ربوبیت میں اس کا جواب علامہ کاتب چلیپو نے یوں دیا ہے، کہ

أُولَٰئِكَ مَا الْمُبَالِغَاتُ الَّتِي عِزَّتْ
إِلَيْهِ بِمَا لَا يَجُوزُ عَلَىٰ مِثْلِهِ
وَقَدْ تَبَعْنَاهَا فَلَمْ أَحَدٌ فِيهَا
نَقْلًا إِلَّا وَكُنْ فِيهِ مُتَابِعُونَ
وَعَالِبٌ مَا أَوْدَدَ فِيهَا نَعْلَهُ
الْبَاقِعِيُّ فِي أَسَى الْمَفَاخِرِ وَ

میں کہتا ہوں، ایسے مبالغات کون سے ہیں جو آپ کی طرف منسوب کر دئے گئے ہیں، اور انکا اطلاق آپ پر جائز نہیں، میں نے ہر چند جستجو کی، مگر مجھے ان میں کوئی نقل ایسی نہیں ملی، جس میں دوسروں نے صاحب ہجرت الاسرار کی متابعت نہ کی ہو، ان

کے نوات ہوقیات، جزو ثانی ص ۱۲ اور منہ ۲۷ سے ملاحظہ ہو، قلائد الجواہر مطبوعہ مصر
ص ۱۳۷ اور منہ ۲۷

حالات کا اکثر حصہ جس کو صاحبِ کتب الاسرار نے ذکر کیا ہے، وہی ہے، جسے امام یافعی نے اسنی للمفاخر انشر الحاسن اور روض الریاحین میں اور شمس الدین الزکی الحلبی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے، اور بڑی سے بڑی شے جو آپ سے منقول ہے، وہ یہ ہے، کہ اپنے مردوں مثلاً مرعی کو زندہ کر دیا، مجھے اپنی حیات کی قسم کہ اس قصہ کو علامہ امام تلج الدین بسکی نے نقل کیا ہے، اور یہ ابن الرفاعی وغیرہ سے بھی منقول ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اکلیسا کو دنیا اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے، اُسے وہ غیبی اجاہل، حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے، جس نے اپنی عمر مضامین کتب کے سمجھنے میں ضائع کی، اور تزکیہ نفس اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف توجہ کو چھوڑ کر اسی پر قیامت کی اور یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی، کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اپنے اولیاء کو تصرف سے کیا کچھ عطا فرمایا ہے، اس لئے سیدنا

رَبِّي نُشِرَ الْمُحَارِبِينَ وَرَوْضِ
الرِّيَاحِينَ وَشَمْسِ الدِّينِ الزُّكِّي
الْحَلْبِيِّ اَيْضًا فِي كِتَابِ الْاَشْرَافِ
وَاعْظَمُ شَيْءٌ نُقِلَ عَنْهُ اَنَّهُ اَحَى
الْمَوْتَى كَاَحْيَايَهُ الدَّجَاةَ وَ
لَعَمْرِي اَنَّ هَذِهِ الْقِصَّةَ
نُقِلَتْ تَاَجُ الدِّينِ السُّبْكِيِّ وَ
وُنُقِلَ اَيْضًا عَنْ ابْنِ الرِّفَاعِيِّ
وَعِوْدِهِ وَابْنِ بَغِيٍّ جَاهِلِ حَاسِدٍ
ضَمِعَ عُمُرَهُ فِي فَهْمِ مَا فِي
السُّطُورِ وَتَنَعَّ بِذَلِكَ عَنْ
تَرْكِيَةِ النَّفْسِ وَابْتِئَالِهَا
عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى اَنْ
يَفْهَمَ مَا يُعْطَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ
وَتَعَالَى اَوْلِيَائِهِ مِنَ النَّصْرِ
فِي الدُّنْيَا وَالاٰخِرَةِ وَبِهَذَا
قَالَ الْجَمِيْدُ التَّصْدِيقُ
بَطْرِيقَتِنَا وَايَةً اَنْتَهَى

(كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون)

(جزء اول ص ۲۰۴)

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت سے

روز آپ وعظ فرما رہے تھے، اور ہوا سخت چل رہی تھی، کہ ایک حسین معنی، چلاتی اڑتی ہوئی آپ کی مجلس پر سے گزری، جس سے حاضرین مجلس کی توجہ پر اگندہ ہو گئی، آپ نے فرمایا، اے ہوا! اس چیل کا سرا ڈا دے، یہ فرمانا تھا، کہ چیل کا دھڑ ایک طرف اور دوسری طرف گر پڑا، یہ دیکھ کر آپ تخت پر سے اترے، اور چیل کو ایک ہاتھ میں لیکر دوسرا ہاتھ اُس پر پھرا، اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا، وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ گئی، اور لوگ دیکھتے رہ گئے،

(۳) امانتِ فار | شیخ معمر جرادی بیان کرتے ہیں، کہ میں ایک وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا اُس وقت آپ بیٹھے ہوئے

کچھ لکھ رہے تھے، کہ اتنے میں چھت پر سے دو تین دفعہ کچھ مٹی گری، آپ اُسے جھاڑتے گئے، جب چوتھی دفعہ گری، تو آپ نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا، کہ ایک چوہا مٹی کھود کر گرا رہا ہے، آپ نے اُس سے فرمایا، کہ تو اپنا سر اڑا دے، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ اُس چوہے کا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف جا پڑا، اس کے بعد آپ اپنا لکھنا چھوڑ کر نہایت آبدیدہ ہوئے، میں نے عرض کیا، حضرت! آپ اس وقت کیوں آبدیدہ ہیں، آپ نے فرمایا، میں ڈرتا ہوں، کہ مبادی کسی مسلمان سے مجھے ایذا پہنچے، تو اس کا بھی یہی حال ہو، جو حال کہ اس چوہے کا ہوا،

(۴) امانتِ عقب | آپ کے رکابدار ابو العباس احمد بن محمد بن احمد القرشی البغدادی بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ سواری

پر جامع منصور شریف لے گئے، جب آپ وہاں سے واپس آئے، تو آپ نے اپنی چادر اتاری، اور اپنی پیشانی پر سے ایک پتھونکا لکر زمین پر ڈالا، جب یہ پتھونکا گئے

۱۰ حیوة المیوان جز اول ص ۱۲ منہ ۲۰ ملاحظہ ہو قلائد الجواہر ۱۲ منہ ۲۰

۱۰ قلائد الجواہر ۱۲ منہ ۲۰

لگا، تو اپنے اُس سے فرمایا، کہ

بامر الہی تو مرجا

موتی بیاذن اللہ

آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ وہ اسی وقت دم بخود ہو گیا، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ اس نے مجھے جامع منصور سے یہاں تک ساتھ دنعہ کاٹا تھا،

شیخ عمر بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ

(۵) امانت عصفور

ایک روز آپ وضو کر رہے تھے، کہ اسی اثناء میں

ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کی، یہ چڑیا اسی وقت گر کر مر گئی، جب آپ وضو کر چکے تو اپنے کپڑے کا اٹنا حصہ دہویا، اور اتار کر مجھے دیا، کہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کر دو، یہ اس کا بدلہ ہے،

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی موصلی بیان کرتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ

(۶) سلب امراض

اللہ علیہ کی خدمت میں قریباً تیرہ سال تک رہا، اس عرصہ میں میں نے آپ کے بہت سے خوارق دیکھے، منجملہ اُن کے ایک یہ واقعہ ہے، کہ جس مریض سے اطباء عاجز آجاتے، وہ آپ کی خدمت لایا جاتا، آپ اُس کے حق میں دعا فرماتے، اور اپنا دست مبارک اُس پر پھرتے، وہ اسی وقت آپ کے سامنے تندرست اُٹھ کھڑا ہوتا

ایک وقت کا ذکر ہے، کہ خلیفہ المستنجد باللہ کے اعزہ

(۷) مریض استسقاء

میں سے ایک استسقاء کا مریض آپ کے پاس لایا گیا، اُس کا شکم مرض استسقاء کی وجہ سے بہت ہی پھولا ہوا تھا، آپ نے اُس کے شکم پر اپنا دست مبارک پھیر دیا، اللہ کے حکم سے اس کا شکم بالکل ہموار ہو گیا، گویا اس کو کوئی بیماری ہی نہ تھی،

۱۔ کہذانی القلائد ۱۲ مندرج ۲۔ کہذانی بیحیدر قلائد ۱۲ مندرج ۳۔ کہذانی بیحیدر قلائد ۱۲ مندرج ۴۔ کہذانی بیحیدر قلائد ۱۲ مندرج

(۸) **مریض بخار** ایک دفعہ ابوالمعالی احمد البغدادی الحنبلیؒ آپ کی خدمت میں آئے، اور عرض کی، کہ میرے فرزند محمد کو سو اسال

سے بخار آتا ہے، اور کسی طرح رفع نہیں ہوتا، بلکہ زیادہ ہوتا جاتا ہے، آپ نے فرمایا، کہ تم اس کے کان میں جا کر کہو، کہ اے بخار تجھے عبدالقادر کہتا ہے، کہ میرے لڑکے کو چھوڑ کر (قریب) حلقہ میں چلا جا۔

آپ نے ایسا ہی کیا، سنا بخار رنو چکر ہو گیا، اور اہل حلقہ بخار میں مبتلا ہو گئے،

(۹) **مفلوج و مجذوم ما ذر زاونا پینا** شیخ ابوالحسن علی قسریؒ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ

میں اور شیخ علی بن ابی نصر البیتی حضور غوثیت مآب کی خدمت میں حاضر تھے، کہ ابو غالب فضل اللہ بن اسمعیل بغدادی تاجر حاضر ہوا، اور یوں عرض کرنے لگا، کہ حضور دعوت قبول کرنا مسنون ہے، میں آپکی دعوت کرتا ہوں، آپ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں، آپ نے کچھ عرصہ سر جھکائے رکھا، پھر اٹھایا، اور فرمایا، کہ ہاں قبول ہے، اس کے بعد آپ فخر پر سوار ہو کر ابو غالب کے مکان پر پہنچے، وہاں آگے ہی بغداد کے علماء و مشائخ جمع تھے، ابو غالب نے ایک دسترخوان پچھایا، جس پر قسم قسم کے میٹھے ترش اور نمکین کھانے چنے گئے، پھر دو شخصوں نے ایک بڑے سر بہر مشکے کو لا کر دسترخوان کے اخیر میں رکھ دیا،

حضور غوثیت مآب سر جھکائے بیٹھے تھے، آپکی عظمت و ہیبت اور ربوبیت کی وجہ سے حاضرین پر خاموشی و سکوت کا عالم طاری تھا، اتنے میں آپ نے شیخ علیؒ کو اشارہ کیا، کہ اس مشکے کو اٹھا کر میرے پاس لاؤ، انہوں نے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے انکو حکم دیا، کہ اسے کھولو، انہوں نے جو نہی کھولا، تو کیا دیکھتے ہیں

۱۲ مندرجہ ۱۲ دیکھو یہی صحت ۱۲ مندرجہ ۱۲

کہ اس میں ابو غالب کا ایک مغلوج اور مجذوم مادر زاد نابینا لڑکا ہے، اپنے اس لڑکے سے فرمایا، کہ تو اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہو، معال لڑکا مینا اور تندرست ہو کر دوڑنے لگا، یہ دیکھ کر حاضرین چار سو جہ حیرت میں پڑ گئے، چاروں طرف ایک غلغلہ اور شور برپا ہو گیا، آپ حاضرین کی بے خبری میں وہاں سے کھانا کھائے بغیر نکل آئے اسی طرح ایک دفعہ آپ کی مجلس میں روانض کی

(۱۰) مریض لڑکا

ایک جماعت دوسرے بھرے ہوئے ٹوکروں سے لائی، اور آپ سے آکر پوچھا، کہ ان ٹوکروں میں کیا ہے، پس آپ کرسی پر سے اترے اور ان میں سے ایک پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا، کہ اس میں ایک بیمار لڑکا ہے، پھر اپنے صاحبزادہ عبد الرزاق سے فرمایا، اسے کھولو، جب کھولا گیا، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ اُس میں فی الحقیقت ایک بیمار لڑکا ہے، اپنے اُس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کہ اٹھ کھڑا ہو، وہ اٹھ کر تندرست ہو کر دوڑنے لگا، پھر اپنے دوسرے ٹوکروں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، کہ اس میں ایک تندرست لڑکا ہے، اور اپنے صاحبزادہ کو حکم دیا، کہ اسے کھولو، جب انہوں نے کھولا، تو اس میں ایک تندرست لڑکا پایا، وہ اٹھ کر چلنے لگا، اپنے اُس کی پیشانی پکڑ کر فرمایا، کہ بیٹھ جا، وہ وہیں بیٹھ گیا، یہ دیکھ کر روانض نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی،

ابو سعد عبد اللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی کا

(۱۱) اخراج جن

بیان ہے، کہ سیری ایک باکرہ لڑکی فاطمہ نام ایک دفعہ میرے گھر کی چھت پر چڑھی، اور اسے کوئی چیز اٹھا کر لے گئی، اُس وقت اس لڑکی کی عمر سولہ سال کی تھی، میں حضور غوثیت تاب کیندست میں آیا، اور آپ سے یہ ساری سرگذشت کہ سنائی، اپنے فرمایا، کہ آج رات کرخ کے ویرانے میں پانچویں

ٹیلے کے پاس بیٹھ جانا، اور اپنے گرد زمین پر دائرہ کھینچ لینا، اور دائرہ کھینچتے وقت یوں کہنا، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نِيْتَةِ عَبْدِ الْقَادِرِ اَعَاذُ شَبِّ مِیْنِ جَنَاتِ كِے گروہ مختلف اشکال میں تیرے پاس سے گزریں گے، تو انہیں دیکھ کر خوف نہ کھانا، جب صبح ہوگی، تو ان کا بادشاہ ایک جماعت کی معیت میں تجھ پر گزرے گا، اور تیری حاجت دریافت کریگا، اس وقت بتلا دینا، کہ عبدالقادر نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے اور میری حاجت یہ ہے، پس میں چلا گیا، اور آپ کے حکم کی تعمیل کی، آپ کے ارشاد کے مطابق مہیب، خوفناک اور ڈراؤنی صورتیں مجھ پر سے گزرنے لگیں، مگر کوئی دائرہ کے قریب نہ آسکا، جنات گروہ و گروہ گزرتے گئے یہاں تک کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار آیا، اس کے آگے کئی جماعتیں تھیں، وہ دائرے کے مقابل ٹھیر گیا، اور مجھ سے پوچھنے لگا، کہ اے بندہ خدا تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا، حضور غوثیت مآب نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے، یہ سن کر وہ گھوڑے سے اُترا، اور زمین کو بوسہ دیکر دائرہ سے باہر بیٹھ گیا، اس کے ہمراہی بھی بیٹھ گئے، میں نے اپنی لڑکی کا قصہ کہ سنایا، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کہ جس نے یہ کام کیا ہے، اس کو میرے پاس لاؤ، کچھ دیر بعد ایک سرکش جن لایا گیا، جس کے ہمراہ وہ لڑکی تھی، اور بادشاہ کو بتلایا گیا، کہ یہ ملک چین کے سرکش جنوں میں سے ہے، بادشاہ نے اس سے لڑکی کے اٹھای جانے کی وجہ دریافت کی، اور اس نازیبا حرکت کا سبب پوچھا، اس نے کہا، کہ میرے عشق نے مجھے مجبور کیا تھا، بادشاہ نے اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا، اور لڑکی میرے حوالے کر دی، اسی طرح کا ایک اور قصہ ہے، کہ ایک شخص آپکی

(۱۲) مریضہ مرگی

خدمت میں آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ میں صفہان

نہ دیکھو، بچہ سنٹ ۱۲ منہ ۷

کا باشندہ ہوں، میری ایک عورت ہے، وہ اکثر مرضِ مرگی میں مبتلا رہتی ہے، انعوید گنڈے والے اُس سے عاجز آگئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ وادی سرندیپ کے خانس نام ایک سرکش جن کی شہرت ہے، جب تیری عورت کو مرگی آئے، تو اس کے کان میں کہدینا، کہ عبد القادر جو بغداد میں رہتا ہے، تجھے کہتا ہے، کہ پھر نہ آنا، اگر پھر آئیگا، تو ہلاک ہو جائیگا، وہ شخص چلا گیا، اور دس سال تک نہ آیا، پھر آیا، تو اس سے دریافت کیا گیا، اس نے کہا، کہ میں نے شیخ کے قول پر عمل کیا تھا، آج تک اُسے پھر مرگی نہیں ہوئی،

(۱۳) بیمار اونٹنی | ایک روز شیخ ابو حفص عمر بن صالح حدادی اپنی اونٹنی لیکر حاضر خدمت اقدس ہوئے، اور عرض کی، کہ میں حج کو جانا

چاہتا ہوں، اور یہ اونٹنی چلنے سے قاصر ہے، اس کے سوا اور میرے پاس ہے نہیں یہ سنکر اپنے اپنا پاؤں مبارک اس اونٹنی پر مارا اور اپنا دست مبارک اسکی پیشانی پر رکھا، شیخ ابو حفص کا بیان ہے، کہ پہلے وہ اونٹنی سب اونٹنیوں سے پیچھے رہا کرتی تھی، پھر چلنے میں سب سے سبقت لے جاتی،

(۱۴) بیمار کبوتری | ایک دن حضور غوثیت مآب شیخ ابو الحسن علی بن احمد بن وہب الازجی کی عبادت کیلئے تشریف

لے گئے، اپنے وٹاں ایک کبوتری اور ایک قمری دیکھی، شیخ ابو الحسن نے عرض کیا، کہ حضور! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی، اور یہ قمری نو ماہ سے نہیں بولتی، آپ نے کبوتری سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ بے کبوتری! اپنے مالک کو فائدہ پہنچا، اور قمری سے کہا، کہ تو اپنے خالق کی تسبیح کر، بس آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ قمری بولنے لگ گئی، حتیٰ کہ انبیانِ بغداد بسا اوقات اس کی آواز سننے کے لئے جمع ہوا کرتے اور کبوتری نے بھی انڈے دیئے، اور بچے نکالے، اور تادمِ مرگ ایسا ہی کرتی رہی،

لے بہت مشہور ۱۲ مرتبہ ۱۳۵۰ء تک یہ واقعہ چھ مرتبہ پر مذکور ہے، ۱۲۰ مرتبہ ۱۳۵۰ء

رکابدار تھے، ذکر کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا، میں نے آپ سے فاقہ کشی اور کثرت عیال کا شکوہ کیا، آپ نے ایک دیہ گہیوں نکال کر میٹھے اور فرمایا، کہ اسے کوآرہ میں ڈال کر منہ بند کر دینا، اور اس کے پہلو میں ایک سوراخ کر کے اس میں سے اناج نکال کر پیس لیا کرنا، شیخ ابو العباس کہتے ہیں، کہ ہم نے اس سے پانچ سال تک کھایا، پھر میری اہلیہ نے جو اسے کھولا، تو اتنے ہی گہیوں پائے، جو سات دن میں ختم ہو گئے، میں نے یہ ماجرا آپ سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا، کہ اگر تم اسے ویسا ہی رہنے دیتے، تو گہیوں عمر بھر ختم نہ ہوتے،

(۱۷) بارش کا حکم جانا | شیخ عمر کیہاتی اور عدی بن مسافر سے منقول ہے، کہ ایک دفعہ حضور غوثیت آب

وخط فرما رہے تھے، کہ یکا یک بارش شروع ہو گئی، اہل مجلس پر اگندہ اور منتشر ہونے شروع ہو گئے، آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر کہا، کہ ”میں تو جمع کرتا ہوں، اور تو پراگندہ کرتا ہے، مگر مجلس پر بارش بند ہو گئی، اور مدرسہ کے باہر بدستور ہوتی رہی،

(۱۸) طغیانی کا رکنا | اسی طرح ایک دفعہ دریائے دجلہ طغیانی پر آیا، اہالیان بغداد گھبرا اٹھے، انہیں خوف

دامتگیر ہوا، کہ کہیں بغداد غرق نہ ہو جائے، لہذا سب نے آن کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فریاد کی، آپ نے اپنا عصا لیا، دجلہ کے کنارہ پر تشریف

۱۷ دیکھو پہچ ۱۲ مندرج سے دیکھو بائیں یا چوبیس کے برابر ہوتا ہے، جو ہمارے اس کے میں یا اکیس سیر ہوتے ہیں، ۱۲ مندرج کے تو آ رہ ایک طرف بھی ہوتا ہے، جس میں گہیوں وغیرہ اناج بطور ذخیرہ رکھتے ہیں، دیکھو توں میں قرینا ہر ایک شخص کے گھر ہوتا ہے، ہمارے ملک میں، سکو کوٹھ کہتے ہیں

۱۲ مندرج سے دیکھو پہچ ۱۲ مندرج سے دیکھو پہچ ۱۲ مندرج سے دیکھو پہچ ۱۲ مندرج سے

میں اس وقت سیب کا موسم نہ تھا،

آپ نے ایک سیب ابو المنظر کو دیا، اور دوسرا خود رکھا، جب دونوں سیب پھاٹے گئے، تو آپ کا تو سفید خوشبودار اور معطر نکلا، مگر ابو المنظر کے سیب میں کیر نکلا، اس نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی، آپ نے فرمایا، کہ تیرے سیب کو ظالم کا ہاتھ لگا ہے، جس کی وجہ سے اس میں کیر پیدا ہو گیا ہے، اور میرے سیب کو کسی ولی اللہ کا ہاتھ لگا ہے، اس لئے یہ عمدہ نکلا، اور اس کی خوشبو مہک گئی،

احمد بن المبارک المرغانی بیان کرتے ہیں، کہ بھلائے ان (۲۱) خیر موت طلباء کے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ سے علم فقہ پڑھتے تھے، ایک عجمی شخص تھا، اس کا نام اُئی تھا، یہ شخص نہایت غنی اور کند ذہن تھا، باوجود محنت اور دقت کے ساتھ سمجھانے کے یہ شخص کوئی بات بھی نہیں سمجھ سکتا تھا، ایک روز یہ شخص آپ سے پڑھ رہا تھا، کہ آپ کی ملاقات کے لئے ابن سمنحل آئے، انہیں آپ کو اس شخص کے ساتھ بہت محنت کرتے ہوئے دیکھ کر نہایت تعجب ہوا، جب وہ شخص اپنے سبق سے فارغ ہو کر چلا گیا، تو انہوں نے آپ سے کہا، کہ مجھے آپ کو اس شخص کے ساتھ اس قدر محنت کرتے ہوئے دیکھ کر نہایت تعجب ہے، آپ تو اس کے ساتھ عدد درجہ مشقت اٹھاتے ہیں، آپ نے فرمایا، کہ اس کے ساتھ میری محنت و مشقت کے دن ایک ہفتہ سے کم رہ گئے ہیں، ہفتہ پورا نہ ہونے پائیگا، کہ یہ بیچارہ اس جہان کو خیر باد کہہ کر دار ابدی کی جانب کوچ کر جائیگا،

ابن سمنحل کہتے ہیں، کہ میں اس بات سے نہایت متعجب ہوا، اور ہفتہ کے دن شمار کرنے لگا، یہاں تک کہ ہفتہ کے آخری دن وہ شخص داعی اجل کو لبیک

ملہ ملاحظہ ہو قلابد الجواہر ۱۲ منہ رحم

کہ گیا،

(۲۲) آپ کا پانی پر چلنا | ہیل بن عبداللہ تھسری کا بیان ہے کہ

عرصہ تک غائب رہے، لوگ آپ کی تلاش میں نکلے، اچانک ایک شخص نے لوگوں کو اطلاع دی، کہ میں نے آپ کو درجہ کی طرف جاتے دیکھا ہے، یہ سن کر سب کے سب درجہ کی طرف گئے، جب دریا پر پہنچے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ آپ پانی پر سے لوگوں کی طرف چلے آ رہے ہیں، اور مچھلیاں بکثرت آن آکر آپ کو سلام اور دست بوسی کرتی جاتی ہیں، اس وقت نماز ظہر کا وقت ہو گیا تھا، اسی اثنا میں ایک بڑی بھاری جائے نماز دکھائی دی، جو تخت سلیمانی کی طرح ہو، اس میں معلق ہو کر بچھ گئی، یہ جائے نماز سبز رنگ کی تھی، اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں، پہلی سطر میں آلا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون اور دوسری میں سلام علیکم اهل البیت انہ حمید مجید لکھا ہوا تھا،

ہیل بن عبداللہ تھسری بیان کرتے ہیں، کہ جب یہ جائے نماز پہنچ چکی، تو ہم نے دیکھا، کہ بہت لوگ آئے، اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے، ان لوگوں کے چہروں سے بہادری اور شجاعت عیاں تھی، یہ لوگ سب کے سب سمرنگوں تھے، اور ان کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری تھے، ان کی خاموشی اور ان کے سکوت سے ایسے معلوم ہوتا تھا، کہ گویا قدرت نے انکو خاموش ہی پیدا کیا ہے، جب تکبیر کہی گئی، تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے، اس وقت آپ کے چہرہ سے عظمت اور ہیبت ٹپک رہی تھی، غرض اس جماعت نے اور اہل بیان بغداد نے جو آپ کی جستجو میں وہاں پہنچے ہوئے تھے، آپ کے پیچھے ظہر کی نماز ادا کی، نماز کے وقت سب

پر ایک وجدانہ کیفیت طاری تھی، گاہے گاہے آپ کے لبوں سے ہنرنگ کا
نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا تھا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے یہ دعا پڑھی

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ
حَبِيبِكَ وَخَيْرَتِكَ مِنْ
خَلْقِكَ إِنَّكَ لَا تَقْبِضُ
رُوحَ مُرِيدٍ أَوْ مُرِيدَةٍ
إِلَّا دَوَّابِي إِلَّا عَلَى تَوْبَةٍ

اے مولانا! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب
اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کا دسیا بنا کر دعا مانگتا ہوں
کہ تو میرے مریدوں کو اور میرے مریدوں
کے مریدوں کی کہ جو میری طرف منسوب

ہوں، روح قبض نہ کر، مگر توبہ پر۔

ہیں بن عبد اللہ تستری بیان کرتے ہیں، کہ ہم نے آپ کی دعا پر ملائکہ کے ایک
بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا، جب آپ دعا ختم کر چکے، تو پھر ہم نے یہ ندا سنی،
أُبَشِّرُ فُلَانِي قَدْ اسْتَجَبْتُ
لَكَ
تم خوش ہو جاؤ، میں نے تمہاری دعا
قبول کر لی،

شیخ ابوالفتحی محمد بن ازہر صیہرینی بیان کرتے ہیں کہ میں
(۲۳) نظر کشفی ایک سال تک اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا رہا، کہ وہ

مجھے رجال الغیب میں سے کسی بزرگ کی زیارت نصیب کرے، اچانک میں
نے ایک شب خواب میں دیکھا، کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
کے مزار شریف پر حاضر ہوں، اور ایک بزرگ بھی وہاں موجود ہیں، مجھے خیال
ہوا کہ یہ بزرگ رجال الغیب سے ہیں، اس کے بعد میں بیدار ہو گیا، بیدار
ہونے کے بعد میں نے چانا، کہ حالت بیداری میں ان کی زیارت کروں، چنانچہ
میں اس امید پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت

۱۵۔ یہ واقعہ قلائد الجواہر میں مذکور ہے ۱۲/ منہ ۲

کرنے آیا، جب مزار شریف پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں، کہ وہی بزرگ وہاں موجود ہیں جن کی میں نے گذشتہ شب خواب میں زیارت کی تھی، میں نے چاہا، کہ مزار شریف کی زیارت سے جلد فارغ ہو کر اس بزرگ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کروں، مگر وہ مجھ سے پہلے فارغ ہو کر واپس ہو گئے میں بھی سب کچھ چھوڑ کر ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا، یہاں تک کہ وہ دجلہ پر آئے، ان کے آتے ہی دجلہ کے دونوں کنارے اس قدر قریب ہو گئے، کہ وہ اپنا ایک قدم اس کنارہ پر اور دوسرا اس کنارہ پر رکھ کر دجلہ سے پار ہو گئے، میں نے، اس وقت انہیں قسم دلائی، کہ وہ ذرا ٹھیر کر مجھ سے کچھ ہم سخن ہوں، چنانچہ وہ ٹھیر کر میری طرف متوجہ ہوئے، میں نے ان سے دریافت کیا، کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اس سے میں سمجھا، کہ شاید یہ بزرگ حنفی المذہب میں اس کے بعد میں واپس ہونے لگا، تو مجھے خیال ہوا، کہ میں اب حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بھی یہ واقعہ بیان کروں، مگر خیال پیدا ہونے ہی سیدھا میں آپ کے عقبہ عالیہ پر گیا، جب آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر پہنچا، تو اپنے اندر سے ہی پکار کر مجھ سے فرمایا، کہ محمد بن ازہر! اس وقت مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر ان کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اور کوئی نہیں ہے،

اپ کے خادم ابوالرضی بیان کرتے ہیں، کہ ایک
(۲۴) روحانی اثر

روز آپ ایشار کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں اپنے ادب کی طرف نگاہ کی پھر خاموش ہو گئے، پھر اپنے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ نہیں، صرف سو دینار کے لئے کہتا ہوں، بہت سے لوگ آپ

کے پاس سو سو دینار لیکر آئے، آپ نے صرف ایک شخص سے لے لئے اور باقی لوگ واپس آگئے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ نے یہ سو دینار کس واسطے طلب فرمائے ہیں؟

ابوالرضی بیان کرتے ہیں، کہ اس کے بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا، کہ تم یہ مقبرہ ثونیزیہ پر لے جاؤ، وہاں ایک ضعیف العمر شخص بڑبٹا بجاتا ہوگا، اُسے یہ سو دینار دیکر میرے پاس لے آؤ،

میں حسب ارشاد مقبرہ ثونیزیہ پر گیا، وہاں پر ایک بوڑھا شخص بڑبٹا بجاتا تھا، میں نے السلام علیکم کہہ کر سو دینار اُسے دیدیئے، وہ یہ دیکھ کر بے ساختہ زور سے چلایا، اور بیہوش ہو کر گر گیا، جب وہ ہوش میں آیا، تو میں نے اُسے کہا کہ حضور غوثیت ماب تمہیں بلا رہے ہیں، یہ شخص بڑبٹا اپنے کندھے پر رکھ کر میرے ساتھ ہویا، جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے، تو آپ نے اُسے اپنے نزدیک منبر پر بلوا کر فرمایا، کہ تم اپنے قصہ کو بالتفصیل بیان کرو، اُس نے کہا کہ حضرت! میں اپنی صغر سنی میں بہت عمدہ گانا بجاتا تھا، لوگ بھی کہاں اشتیاق سے میرے گانے کو سنا کرتے تھے، جب میں بڑا ہو گیا، تو لوگوں کا میری طرف التفات بہت کم ہو گیا، اس لئے میں اپنے دل میں عہد کر کے شہر سے بالکل باہر نکل گیا، کہ اب آئندہ سے میں مردوں کے سوا اور کسی کو اپنا گانا نہ سناؤنگا، میں اس اثنا میں قبرستانوں میں پھرتا رہا، اچانک ایک دن ایک قبر میں سے ایک شخص نے اپنا سرنکا لکر مجھ سے کہا، کہ تم مردوں کو اپنا گانا کہاں تک سناؤگے، اب تم خدا کے ہو جاؤ، اور اُسے اپنا گانا سناؤ، اس کے بعد مجھے کچھ مینڈی آگئی، پھر میں نے اٹھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے،

لے بڑبٹا ساریا ساری کو بکتے ہیں ۱۲۱ مندرجہ

۱۴۴
يَا رَبِّ مَا لِي عُدَّةٌ يَوْمَ الْإِلْقَا
الْأَجْرِ جَا تَلْبِي وَنُطْقَ رِسَائِي

ابھی قیامت کی دن کے لئے میرے پاس کوئی سامان نہیں، بجز
اس کے کہ دل سے امید مغفرت اور زبان سے تیری حمد و ثنا کرتا ہوں

قَدْ أَمَكَ الرَّاجُونَ يُبْعُونَ الْمُتَى
وَأَجِبَتَانِ عُدَّتْ بِالْحُرْمَانِ

کل امید رکھنے والے تیری درگاہ میں فائز المرام ہوں گے، اگر میں محروم
رہ جاؤں، تو تیری بد قسمتی پر سخت انوس ہے،

إِنْ كَانَ لَا يَسْرُجُوكَ إِلَّا مُحْسِنٌ
فَمَنْ يَلُودُ وَيَسْتَجِيرُ الْجَائِي

اگر صرف نیک لوگ ہی تیری خواہش کیا کرتے، تو گناہگار لوگ
کس کے پاس جا کر پناہ لیتے،

مَشِيئِي شَفِيعٌ يَوْمَ عَرَفَى وَالْإِلْقَا
فَعَسَاكَ تُنْقِذُنِي مِنَ النَّيْرَانِي

میرا بڑھا پناہ قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا شفیع بنیگا، امید ہے، کہ
تو مجھے اُس پر نظر کر کے دوزخ سے بچا لے گا،

میں کھڑا ہوا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آکر مجھے یہ دینار
دیئے، اب میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں، پھر اُس
شخص نے اپنا بڑبڑ توڑ ڈالا، اور گانے بجانے سے تائب ہو گیا،

اس کے تائب ہونے پر باقی چالیس آدمیوں نے بھی جن کے دینار حضور
غوثیت تائبنے واپس کر دیئے تھے، اپنے اپنے سو دینار اسی کو دیدیئے، یہ

واقعہ دیکھ کر پانچ شخص جان بحق تسلیم ہوئے،

شیخ المشائخ زین العلماء بریح
الدین ابوالقاسم کا بیان ہے،

(۲۵) معیبات پر اطلاع

کہ ایک دفعہ ابو عمر و عثمان بن اسمعیل نے مجھے بغداد میں مسند امام احمد بن حنبل کا نسخہ خریدنے کیلئے بھیجا جب میں بغداد میں آیا تو میں نے لوگوں کو حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر فریفتہ پایا، میں نے دل میں کہا کہ اگر فی الحقیقت یہ شخص ایسا ہی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے، تو ضرور یہ مجھے میرے دل کی بات بتا دیگا،

پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں شیخ محی الدین کے پاس جاؤں، اور اُن سے سلام کہوں، تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں، بلکہ مجھ سے منہ پھیر لیں، اور اپنے خادم سے کہیں، کہ اس آئیوے شخص کی پیشانی کے داغ کے برابر چھو مارے گا ایک ٹکڑا اور شہد جو وزن میں پورے دو دانگ ہو، لے آؤ، جب خادم یہ دونوں اشیاء شیخ کے پاس لے آئے، تو پیشتر اس کے کہ میں اُن سے سوال کروں، وہ اپنی کلاہ مجھے پہنا دیں، اور میرے سلام کا جواب دیں، یہی جی میں ٹھان کر میں فوراً اٹھا، اور شیخ کے مدرسہ میں آیا، میں نے اُن کو مہراب میں بیٹھے پایا، انہوں نے میری طرف ایک نظر دیکھا، جس سے میں سمجھ گیا، کہ انہوں نے میرے مافی الضمیر کو دریافت کر لیا ہے، میں نے اُن سے سلام کیا، انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا، بلکہ مجھ سے اپنا منہ پھیر لیا، اور اپنے خادم سے کہا، کہ اس آئیوے شخص کی پیشانی کے داغ کے برابر چھو مارے گا ٹکڑا اور پورے دو دانگ شہد لے آؤ، واللہ شیخ نے وہی الفاظ دہرائے، جو میرے دل میں تھے،

لے دیکھو پوجہ ص ۶۹ منہ رح

جب خادم دونوں چیزیں لے آیا، تو شیخ نے اپنی کلاہ مجھے پہنادی اور میرے
 جواب دیا، اور مجھ سے فرمایا، کہ کیا تو یہی چاہتا تھا، یہ دیکھ کر میں نے آپکی
 خدمت میں قیام کیا، اور آپ سے علم پڑھا، اور حدیثیں سنیں،

(۲۶) محضی بات پر اطلاع

ابوالفرح ابن الہمامی بیان کرتے ہیں، کہ میں حضرت
 شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر ایسی باتیں سنا کرتا تھا، جن کا
 معرض وقوع میں آنا مجھے محال، ناممکن اور بعید از قیاس معلوم ہوتا، اس لئے
 میں ان باتوں کی تردید کیا کرتا تھا، مگر ساتھ ہی میں آپ سے ملنے کا شائق بھی
 رہتا تھا، ایک دن کا ذکر ہے، کہ مجھے باب الاذرج جانے کی ضرورت لاحق ہوئی
 جب میں وہاں سے واپس ہوا، تو آپ ہی کے مدرسہ کے قریب سے میرا گذر ہوا
 اُس وقت آپ کی مسجد میں نماز عصر کی تکبیر کئی جا رہی تھی، اس لئے مجھے بھی
 خیال ہوا، کہ میں بھی عصر کی نماز پڑھتا ہوا، آپ کو سلام کرتا چلوں، چنانچہ میں آپ کی
 مسجد میں گیا، جماعت کھڑی تھی، جا کر شامل ہو گیا، جماعت میں شامل ہوتے وقت
 مجھے یہ نہ معلوم تھا، کہ میں بے وضو ہوں،

جب آپ نماز پڑھ کر دعا سے فارغ ہوئے، تو آپ نے میری طرف التفات
 کر کے فرمایا، کہ فرزند من! اگر تم میرے پاس اپنا کام بیکر آتے، تو میں تمہارا کام
 پورا کر دیتا، مگر تمہیں نسیان بہت غالب ہے، تم نے اس وقت بھولے سے
 بے وضو نماز پڑھ لی ہے،

آپ کے یہ فرمانے سے میں حیران و انگشت بدندان رہ گیا، کہ آپ کو میرا
 محضی حال کیونکر معلوم ہو گیا، میں نے اُسی وقت آپ کی صحبت اختیار کی،

۱۲ تلامذہ ۱۲ مندرجہ ۱۲ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے ۱۲ مندرجہ

(۲۷) حالات مخفیہ کا اظہار

شیخ زین الدین ابو الحسن علی بن ابی طاہر بن نجابن عنانم الانصاری

الغنیۃ الحنبلی الواعظ نزیل مصر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور میرا ایک رفیق ہم دونوں حج کر کے بغداد آئے، ہمارے پاس اس وقت سوائے ایک چھری کے اور کچھ نہ تھا، ہم نے اسے فروخت کر کے چاول خرید کئے، اور پکا کر کھائے، مگر اس سے نہ تو ہم سیر ہوئے اور نہ ہی ہمیں لطف حاصل ہوا، اس کے بعد ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آئے، اپنے اپنا کلام قطع کر کے فرمایا، کہ حجاز سے چند فقراء و مساکین آئے ہیں ان کے پاس بجز ایک چھری کے اور کچھ نہ تھا، اس کو انہوں نے فروخت کر کے چاول لیکر پکائے، اور کھائے، مگر اس سے نہ تو وہ سیر ہوئے اور نہ اس میں انہیں کچھ فزا آیا،

ہمیں یہ سن کر نہایت تعجب ہوا، اس کے بعد اپنے دسترخوان پہنچوایا، میں نے اپنے رفیق سے آہستہ سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے، اس نے کہا کہ کشک کی، میں نے اپنے دل میں کہا، کہ مجھے تو شہد کی آستہا ہے، آپ نے اپنے خادم سے فوراً یہ دونوں چیزیں منگوائیں، اور ہماری طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ ان دونوں کے سامنے رکھ دو، خادم نے کشک میرے سامنے اور شہد میرے رفیق کے سامنے رکھ دیا، اپنے فرمایا یہ ٹھیک نہیں، اس کا عکس کرو، یہ سن کر میں بے اختیار چلا اٹھا، اور بے ساختہ دوڑ کر آپ کے پاس گیا، اپنے فرمایا، واعظ مصر! مر جبا مر جبا، میں نے عرض کیا، کہ حضرت آپ کیا فرماتے

۱۔ دیکھو جو ص ۱۲ مندرج کشک ایک قسم کا کھانا ہے، جو ہریسہ کی مانند ہوتا ہے، جسے گہوں یا جو کے آرد اور بکری کے دورھ سے تیار کیا جاتا ہے، کذا فی البران والسران ۱۲ مندرج

میں، میں تو اس لائق نہیں، مجھے تو سورہ فاتحہ پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے، آپ نے فرمایا، نہیں، نہیں، مجھ کو حکم ہوا ہے، کہ میں تم کو ایسا کہوں۔

ابوالحسن بیان کرتے ہیں، کہ پھر میں آپ سے تحصیل علوم میں مشغول ہو گیا، اور ایک سال میں ہی مجھے اتقدر روحانی فتوحات ہوئیں، جس قدر کہ اور کسی کو بیس سال میں بھی حاصل نہ ہو سکتی تھیں، اس کے بعد میں بغداد میں وعظ اکتارا، پھر میں نے آپ سے مصر واپس جانے کی اجازت لی، آپ نے مجھے اجازت دی، اور فرمایا کہ جب تم دمشق پہنچو گے، تو وہاں پر تمہیں ترکی فوج ملیگی، جو کہ مصر پر قبضہ کرنے کی غرض سے آئی ہوگی، تم ان سے کہنا، کہ تم اس سال اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے، اس لئے تم واپس ہو جاؤ، پھر آئندہ دوسرے سال تم کامیاب ہو سکو گے چنانچہ جب میں دمشق پہنچا، تو مجھے ترکی فوج ملی، جو کہ یہ کہ آپ نے ان کی نسبت مجھ سے فرمایا تھا، وہ میں نے ان سے کہ دیا، لیکن انہوں نے میرا کہنا نہ مانا، بعد ازاں جب میں مصر پہنچا، تو وہاں جا کر دیکھا، کہ خلیفہ مصر ان سے مقابلہ کی تیاری کر رہا ہے، میں نے اس سے کہا، کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے، وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے، بلکہ تمہارے ہی سرِ فتح کا ہر اہندھیگا، آخر کو ترکی سپاہ نے مصر پر حملہ کیا، اور ہزیمت پا کر واپس گئے، خلیفہ مصر نے میری بڑی عزت کی، اور مجھے اپنا مصاحب اور زار دار بنا لیا۔ دوسرے سال ترکی سپاہ نے پھر چڑھائی کی، اور اس دفعہ وہ مصر پر قابض ہو گئے، اور میری انہوں نے بھی عزت کی، غرضیکہ آپ کی صرف ایک بات میں مجھے دونوں سلطنتوں کی جانب سے ڈیڑھ لاکھ دینار وصول ہوئے،

خطیب ابوالبحر حامد الحزانی بیان کرتے ہیں
(۲۸) آئندہ واقعہ کی خبر کہ میں ایک دفعہ حضور غوثیت مآب کی

خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنی جائے نماز چھا کر آپ ہی کے نزدیک بیٹھ گیا، اپنے میری طرف دیکھ کر فرمایا، کہ تم امراء و سلاطین کی بساط پر بیٹھو گے، جب میں حق ان واپس آیا، تو سلطان نور الدین الشہید نے مجھے اپنے پاس رہنے پر مجبور کیا، اور مجھے اپنا صاحب بنا کر ناظم اوقاف کر دیا، اُس وقت مجھے آپ کا قول یاد آیا،

(۲۹) لڑکا تولد ہونے کی بشارت | ابو عبد اللہ محمد بن خضر
حسینی موصلی ذکر کرتے

ہیں، کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی، کہ ۶۶ھ ہجری میں یتیم خانہ بغداد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا، کہ اے خضر! تو موصل میں چلا جا، تیری پشت میں اولاد ہے، جو وہاں پیدا ہوگی، سب سے پہلے لڑکا تولد ہوگا، جس کا نام محمد ہوگا، جب وہ سات سال کا ہوگا، تو ایک بغدادی نابینا حافظ اس کو سات ماہ میں قرآن شریف حفظ کرادے گا، اور تیری عمر ۹۴ سال ایک ماہ سات دن ہوگی، اور تو اربل میں صحیح الحواس مرے گا،

ابو عبد اللہ کا بیان ہے، کہ میرے والد موصل میں سکونت پذیر ہوئے ہیں وہاں شروع صفر ۶۲۵ھ ہجری میں پیدا ہوا، جب میں سات سال کا ہوا، تو میرے والد نے مجھے قرآن شریف ازبر کرانے کے لئے ایک نابینا حافظ کے سپرد کیا میں نے سات ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا، میرے والد نے اس حافظ سے نام و سکونت دریافت کی، تو اس نے کہا، کہ میرا نام علی ہے، اور میرے شہر کا نام بغداد ہے، اُس وقت میرے والد کو حضور غوثیت مآب کا قول یاد آگیا،

میرے والد نے ۹ صفر ۶۲۵ھ ہجری کو اربل میں بچہ ۹۴ سال ایک ماہ سات روز وفات پائی، اور وقت وفات ہوش و حواس قائم تھے

لے دیکھو بیچہ ص ۶۹ ۱۲ سنہ ۱۲

(۳۰) روحانی قوت

شیخ ابو محمد مفرج بن نہبان کا بیان ہے، کہ جب حضرت شیخ عبد القادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ

علیہ کی عالمگیر شہرت ہو گئی، تو بغداد کے بڑے بڑے ایک سو فقہار آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے، ان سب کی رائے اس بات پر قرار پائی کہ انہیں سے ہر ایک شخص مختلف علوم و فنون میں جدا جدا مسئلہ پوچھا جائے، وہ تمام فقہار اس ارادہ سے آپ کی مجلس وعظ میں آئے،

ابو محمد بیان کرتے ہیں، کہ میں اس وقت آپ کی مجلس وعظ میں شریک تھا، جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے، تو آپ نے اپنا سر جھکایا، ماسر جھکاتے ہی آپ کے سینہ مبارک سے نور کی شعاع ظاہر ہوئی، جسکو کسی نے دیکھا، اور کسی نے نہیں یہ شعاع ان تمام فقہار کے سینوں پر سے گزری، جس کے سینہ پر گزرتی، وہ حیران و پریشان اور مضطرب و سبے قرار ہو جاتا،

اس کے بعد وہ سب کے سب بے ساختہ برہنہ سر ہو کر زور زور سے چلنے روکنے بیٹھنے اور بے خود ہو کر کپڑے چاک کرنے لگ گئے، تقوڑی دیر کے بعد تخت پر چڑھ کر سب نے اپنے سر آپ کے قدموں پر ڈال دیئے، مجلس میں ایک کھرام پھ گیا، چاروں طرف شور پیدا ہو گیا، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا بغداد اہل رہا ہے،

اس کے بعد اپنے ایک ایک کو اپنے سینے سے لگانا شروع کیا، جب سب کو آپ اپنے سینہ سے لگا چکے، تو ان میں سے ایک ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، کہ تمہارے سوال کا یہ جواب ہے اسی طرح سے اپنے ہر ایک کے سوال کا نام بیکرا اس کا جواب بیان فرمادیا، جب آپ کے سب سوالوں کے

اس لئے میں نے ارادہ کیا، کہ آپ کے سامنے سے اٹھ جاؤں، اور کتاب کو گھر میں رکھ آؤں،

اس نیت سے میں اٹھنے کو تھا، کہ حضرت غوث اعظم نے تعجب کی نگاہ سے میری طرف دیکھا، پس میں اٹھ نہ سکا، پھر آپ نے فرمایا، کہ مجھے اپنی کتاب دو، میں نے جو اسے کھولا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ فقط سفید کاغذ ہیں، جن پر ایک حرف تک بھی نہیں لکھا ہوا، میں نے وہ کتاب آپ کو دیدی، آپ نے ورق گردانی کے بعد فرمایا کہ یہ کتاب فضائل قرآن ہے، جو محمد بن ضریس کی تصنیف ہے، اور مجھے واپس کر دی، کیا دیکھتا ہوں، کہ فی الحقیقت فضائل قرآن ہے، جو ابن ضریس کی تصنیف ہے، اور نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہے، پھر آپ نے فرمایا، کہ جو بات دل میں ہو زبان سے بھی وہی کہا کرو، توبہ کرو، آگے سے کبھی ایسا نہ کرنا، کہ دل میں تو کچھ ہو، اور زبان پر کچھ، میں نے عرض کیا، کہ ہاں میں توبہ کرتا ہوں،

ابوالمظفر کا بیان ہے، کہ میں دہاں سے اٹھا، تو مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات جو مجھے یاد تھے، سب کے سب ایسے فراموش و نسیا منسیا ہو گئے، کہ گویا کبھی ذہن میں آئے ہی نہ تھے،

شیخ عبداللہ محمد بن ابی القنای
الحسینی بیان کرتے ہیں، کہ

(۳۳) چھت گرنے کی اطلاع
ماہ محرم الحرام ۵۵۹ ہجری کا واقعہ ہے، کہ ایک روز آپ کے مسافر خانہ میں آپ کی زیارت کے لئے قریباً تین سو اشخاص جمع تھے، اس وقت آپ بعجلت دولت خانہ سے نکلے، اور چار پار پیچ دفعہ باواز بلند سب کو پکار کر کہا، کہ دوڑ کر میرے پاس آ جاؤ، تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے، جب اس کے نیچے کوئی بھی نہیں رہا

۱۔ کشف الظنون میں ابن القریس لکھا ہے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲۱۲ھ تک دیکھو تلامذہ ۱۲۱۲ھ ۲۱

تو اس کی چھت گر پڑی، اور لوگ پناہ گئے، آپ نے فرمایا، کہ میں ابھی مکان میں تھا، تو اس وقت مجھ سے کہا گیا، کہ اس کی چھت گرنے والی ہے، مجھے خوف ہوا، کہ کوئی وٹ پٹے اس لئے میں نے تم سب کو جلدی سے اپنے پاس بلایا۔

(۳۴) **بشارتِ علم** ابو محمد الخشاب انحوی یہاں کرتے ہیں کہ میں بین عالم شباب میں علم نحو پڑھا کرتا تھا، سو وقت بسا

اوقات اکثر لوگوں سے حضرت شیخ عبدالقادر حیدرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و عادات، آپ کی فصاحت و بلاغت اور آپ کے مواعظِ حسنہ کی بحد تعریف و توصیف سنا کرتا تھا، اس لئے مجھے آپ کے مواعظ سننے کا اشتیاق مالا یطاق تھا، مگر مجھے

عدمِ فرصت کی وجہ سے اس کا موقع نہیں ملتا تھا، غرضیکہ میں ایک روز لوگوں کے ساتھ آپ کی مجلس و عظیم میں گیا، جاتے ہی حضور غوثیت مآب نے میری طرف التفات کر کے فرمایا، کہ اگر تم ہمارے پاس رہو، تو ہم نہیں دینیویہ کا زمانہ تباہ دینگے، چنانچہ میں نے اسی وقت سے آپ کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا اور ایک قلیل ہی عرصہ میں مجھے

وہ کچھ حاصل ہوا، جو اس عمر تک حاصل نہیں ہوا تھا، اور مسائلِ نحویہ و علومِ عقلیہ و نقلیہ جو مجھے اس عمر تک کسی سے بھی معلوم نہیں ہوئے تھے، اچھی طرح یاد ہو گئے،

(۳۵) **اثر توجہ** شیخ ابوالحسن علی بن ملاعب التواس بیان کرتے ہیں، کہ میں ایک روز ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ

اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا، یہ لوگ اپنی ایک مہم کی بابت آپ سے دعا کرنے جا رہے تھے، راستہ میں اور بھی بہت سے لوگ ان کے ہمراہ ہو گئے، ان لوگوں میں ایک لڑکا بھی ساتھ ہو گیا تھا، جو نہایت بد اخلاق تھا، اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا، اور

۱۔ دیکھو قلائد ۱۲، سنہ ۱۲۰۳ھ، علم نحو کے بڑے امام گزرے ہیں ۱۲، سنہ ۱۲۰۳ھ، یہ واقعہ

قلائد الجواہر میں مذکور ہے ۱۲، سنہ ۱۲۰۳ھ

بول و براز کے بعد استنجائی نہیں کیا کرتا تھا،

اتفاق سے اُس وقت آپ رستے ہی میں بل گئے، اُن لوگوں نے آپ سے اپنا مافی الضمیر بیان کیا، اور آپ سے اس کی نسبت دعا کے خواستگار ہوئے، اس کے بعد ہم آگے بڑھے، اور یکے بعد دیگرے سب نے آپ کی دست بوسی کی، جب اُس لڑکے نوبت آئی، اور اُس نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا، تو آپ نے اپنا دست مبارک آستین میں دبایا، اور اُس کی طرف ایک نظر دیکھا، معاد کیجئے ہی وہ لڑکا بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، جب ہوش میں آیا، تو ڈاڑھی اُس کے چہرہ پر نمودار تھی، پھر یہ اٹھا، اور آپ کے دست مبارک پر تائب ہوا، پھر آپ نے اُس سے مصافحہ کیا،

شیخ عبداللہ محمد بن ابی العنایمی الحسینی بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز کا ذکر ہے، کہ شیخ

(۳۶) سلب و اعطاء حال

ابوالحسن علی بن ابیہتی حضرت شیخ عبدالقادر حیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لائے، میں بھی اُس وقت آپ ہی کے ساتھ تھا، اُس وقت ہم نے آپ کے دولتخانہ کی دہلیز پر ایک نوجوان کو چیت پڑا دیکھا، یہ نوجوان شیخ ابوالحسن علی ابیہتی سے کہنے لگا، کہ حضرت آپ شیخ عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میری سفارش کیجئے، پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے، تو شیخ ابوالحسن علی ابیہتی کے کلام کرنے سے قبل ہی آپ نے اُن سے فرمایا، کہ میں نے یہ نوجوان آپ کو دیدیا شیخ موصوف باہر آئے، اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آیا، آپ نے باہر آکر اُس نوجوان کو اس بات کی اطلاع دی، کہ حضرت شیخ عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے بارہ میں میری سفارش منظور کر لی ہے، یہ نوجوان اس بات کی اطلاع پاتے ہی دہلیز سے نکلا، اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا،

پھر ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے، تو ہم نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ تھا، آپ نے فرمایا، کہ یہ نوجوان ہو امیں پرواز کرتا ہوا بغداد پر سے گذرا، اس نے اپنے دل میں خیال کیا، کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے، اس لئے میں نے اسکا حال سلب کر لیا تھا، اگر شیخ علیؒ اس کی سفارش نہ کرتے، تو میں اسے نہ چھوڑتا،

شیخ ابو الجیر محمد بن محفوظ نے بغداد کے اندر اپنے مکان واقع باب

(۳۷) قضائے حاجات

الازج میں بتاریخ ۳ رجب ۵۹۳ ہجری بیان کیا، کہ میں اور شیخ ابو السعود بن ابی بکر، شیخ محمد بن قائد اوانی، شیخ ابو محمد حسن فارسی، شیخ جمیل، شیخ ابو القاسم عمر بزار، شیخ ابو حفص عمر غزال، شیخ خلیل بن احمد صصری، شیخ ابو البرکات علی بطائی، شیخ ابو الفتوح نصر معروف ابن الحضری، شیخ ابو عبد اللہ محمد بن الوزیر عون الدین، شیخ ابو الفتوح عبد اللہ بن ہبۃ اللہ اور ابو القاسم علی بن محمد بن صاحب حضرت شیخ عبد القادر حبیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے فرمایا، جو جو کچھ مانگنا ہے، مانگو، شیخ ابو السعود نے کہا، میں ترک اختیار چاہتا ہوں، شیخ محمد بن قائد نے کہا، میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں، شیخ بزار نے کہا، میں خوف الہی چاہتا ہوں، شیخ فارسی نے کہا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک حال تھا، جسے میں کھو بیٹھا ہوں، میں چاہتا ہوں، وہ حال پھر وارد ہو جائے، شیخ جمیل نے کہا، میں حفظ وقت چاہتا ہوں، شیخ عمر غزال نے کہا، میں عمر کی زیادتی چاہتا ہوں، شیخ خلیل صصری نے کہا، میں چاہتا ہوں، کہ جب تک میں تمام قطبیت حاصل نہ کروں، مجھے موت نہ آئے، شیخ ابو البرکات نے کہا، کہ میں محبت الہی میں استغراق چاہتا ہوں،

شیخ ابو الفتوح بن الخضرى نے کہا، میں چاہتا ہوں، کہ مجھے قرآن و حدیث ازبر ہو جائے، میں نے عرض کیا، کہ میں معرفت چاہتا ہوں، جس کو اردو زبانہ اور موارد وغیر زبانہ میں تمیز کر سکوں، ابو عبد اللہ محمد بن الوزیر عون الدین نے کہا، میں نائب وزیر بنا چاہتا ہوں، ابو الفتوح بن بختہ اللہ نے کہا، میں خلیفہ کے گھر کا استاد بنا چاہتا ہوں، ابو القاسم بن الصاحب نے کہا، میں خلیفہ کی درباری چاہتا ہوں، الغرض سب کی حاجات سن کر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

کَلَامٌ هُوَ لَا يَدْرِي هُوَ لِمَنْ
عَطَاءُ رَبِّكَ هَذَا وَمَا كَانَ عَطَاؤُكَ
رَبِّكَ مَخْطُورًا (بنی اسرائیل ۷۷)

(اے پیغمبر) وہ (دنیا کے طالب) اور یہ (

آخرت کے طالب) سب ہی کو تمہارے

پروردگار کی بخشش سے امداد دیتے ہیں

اور تمہارے پروردگار کی بخشش (عام ہے، کسی پر بند نہیں،

شیخ ابو الخیر کا بیان ہے، کہ واللہ تم بائد میں نے جو جو کچھ طلب کیا تھا، اُسکو وہی کچھ بلا، میں نے ہر ایک کو اسی حالت میں دیکھا، جس کو وہ چاہتا تھا، سوائے شیخ خلیل کے، کیونکہ ابھی وہ وقت نہ آیا تھا، جس میں اُن سے قطبیت کا وعدہ تھا،

شیخ ابو العباس الخضر الحسین موسیٰ
(۳۸) زرقہ کا خون ہو جانا

ایک شب کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں حاضر تھے، کہ خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتضی لامر اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام کر کے آپ کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ گیا، خلیفہ موصوف اُس وقت آپ سے نصیحت حاصل کرنے کی عرض سے آیا، اور اپنے ہمراہ دس تھیلیوں میں زرقہ بھر واکر لایا، یہ تھیلیاں خلیفہ موصوف نے آپ کے پیش کیں، آپ نے

ان کے لینے سے انکار کیا، خلیفہ نے بہت اصرار کیا کہ آپ صبر و تحمل سے ضرور قبول فرمائیں، اپنے اس کے اصرار سے دو عمدہ سی تعیلیاں اٹھالیں، ایک کو اپنے دامنے ہاتھ میں پکڑ لیا، اور دوسری کو بائیں میں، پھر آپ نے ان دونوں تعیلیوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے نچوڑا، تو ان سے خون ٹپکنے لگا، آپ نے خلیفہ موصوف سے فرمایا، کہ تم غلے نجانے سے نہیں شرماتے، لوگوں کا خون کر کے تم اس مال کو میرے پاس لائے ہو، خلیفہ موصوف یہ سنا بہت ہوش ہو گیا، پھر اپنے فرمایا، کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسب متصل ہونے کی عزت و حرمت مد نظر نہ ہوتی، تو میں اس خون کو اس کے گلوں تک بہا دیتا،

شیخ ابوالحسن المعروف بابن السطنطۃ البغدادی
(۳۹) طحی الارض
 بیان کرتے ہیں، کہ جب میں حضرت غوث اعظم رحمۃ

اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر آپ سے تحصیل علم کرتا تھا، تو اس وقت آپ ہی کا کوئی نہ کوئی کام انجام دینے کی غرض سے اکثر اوقات شب بیداری کیا کرتا تھا،

چنانچہ ۵۵۲ھ ہجری کا واقعہ ہے، کہ ایک شب آپ اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے، میں آپ کی خدمت میں آنا بہ بھر کر لایا، مگر آپ نے لیا نہیں، اور سیدہ مدرسہ میں تشریف لے گئے، پھر باہر نکلے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا، اس کے بعد آپ بغداد کے دروازہ پر پہنچے، پھر چانک میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے شہر میں پایا، جسے میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، اس شہر میں پہنچ کر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے، جو آپ کے مسافر خانہ کے مشابہ تھا، اس مکان میں چھ اشخاص تھے، انہوں نے آپ کو سلام کیا، آپ ذرا آگے چلے گئے، اور میں ایک کھنبے کے پاس ٹھہر گیا، یہاں سے میں نے نہایت پست اور دھیمی آواز سے کسی کے کمر بستے کی آواز سنی، کچھ منٹ کے بعد

۱۵ دیکھو قاعدہ ۱۲ مندرجہ

یہ آہٹ بند ہو گئی، اس کے بعد جہاں سے یہ آہٹ سنائی دی تھی، ایک شخص اسی طرف گیا، اور وہاں سے ایک شخص کو اپنے کندھے پر اٹھا لایا، اس کے بعد ایک اور شخص جس کی مونچھیں دراز تھیں، اور سر برہنہ تھا، آیا، اور آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھا کر اس کی مونچھیں تراشیں اُسے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا، پھر ان اشخاص سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے، کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا، ان سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا، بسر و چشم، پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے، ہم تھوڑی دور چلے تھے، کہ بغداد کے دروازہ پر آن پہنچے، دروازہ خود بخود کھل گیا، آپ مدرسہ میں تشریف لائے، اور پھر وہاں سے مکان میں چلے گئے،

جب صبح کو میں آپ سے سبق پڑھنے بیٹھا، تو میں نے آپ کو قسم دلا کر پوچھا، کہ یہ واقعہ کیا تھا، آپ نے فرمایا، یہ جو شہر تم نے دیکھا، یہ نہاوند تھا، جو کہ اطراف جوانب کے بلاد بعیدہ میں سے ایک شہر کا نام ہے، اور یہ چھ شخص ابدال و نجبا سے تھے، اور ساتویں شخص کہ بن کی آہٹ سنائی دیتی تھی، یہ بھی انہیں میں سے تھے، اور اس وقت وہ وفات پائیولے تھے، اس لئے میں ان کے پاس گیا، اور جس شخص کو کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھایا، وہ قسطنطیہ کا رہنے والا نصرانی شخص تھا، مجھے حکم ہوا تھا کہ یہ شخص انکا قائم مقام ہوگا، اس لئے وہ میرے پاس لایا گیا، اور اُس نے اسلام قبول کیا، اور اب وہ ابدال و نجبا سے ہے، اور جو شخص کہ اپنے کندھے پر ایک شخص کو لائے تھے، وہ ابوالباس حضرت خضر علیہ السلام تھے،

یہ بیان فرمانے کے بعد اپنے مجھ سے اس بات کا اہدیا، کہ میں آپ کی حیات کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کرونگا،

(۴) مشاہیرہ نور | عمر بن حسین بن خلیل الطیب بیان کرتے ہیں، کہ میں

قائد الجواہر ۱۲ مندرج

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا، اُس وقت میں نے قندیل کی طرح ایک روشنی سی دیکھی، جو آپ کے دہن مبارک سے دو تین دفعہ قریب قریب ہو ہو کر واپس ہو گئی، میں نے نہایت متعجب ہو کر اپنے دل میں کہا، کہ میں لوگوں سے اس کا ذکر ضرور کرونگا آپ نے اسی وقت فرمایا، کہ تم خاموش بیٹھے رہو، مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں، پھر میں نے آپ کی وفات تک اس کا کسی سے ذکر نہیں کیا،

قدوة العارفين حضرت شیخ مطر البازرانی کے
(۴۱) خواب پر اطلاع | خلف الصدق ابو الخیر کرم بیان کرتے ہیں کہ میں

نے اپنے والد ماجد کی زندگی کے آخری لمحات میں اُسے پوچھا، کہ مجھے بتلائیے، کہ میں آپ کے بعد کسی کی پیروی کروں؟ تو اپنے فرمایا، کہ شیخ عبد القادرؒ کی نہ مجھے خیال ہوا، کہ معلوم نہیں، کہ آپ قصداً کہہ رہے ہیں، یا غلبہٴ مرض کی وجہ سے آپ کی زبان سے نکل گیا ہے، اس لئے ایک گھڑی کے بعد میں نے آپ سے پھر پوچھا، کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟ تو اپنے فرمایا، کہ حضرت شیخ عبد القادر حبیلانیؒ کی پیروی دفعہ ایک گھڑی کے بعد آپ سے میں نے پوچھا، کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں، تو اس دفعہ بھی اپنے فرمایا، کہ عنقریب ایک زمانہ آجگا، کہ اُس وقت زیادہ تر حضرت شیخ عبد القادر حبیلانیؒ کی پیروی کی جائے گی،

الغرض میں اپنے والد کی وفات کے بعد بغداد آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ کی مجلس میں شیخ بہا بن بطون، شیخ ابو سعید قیلونی اور شیخ علی بن البیتی وغیرہ ایسا مشائخ بھی موجود تھے، اُس وقت میں نے رجال الغیب کی نورانی شکلیں ملاحظہ کیں ان شکلوں کے دیکھتے ہی مجھے غشی آگئی، پھر جب میں ہوش میں آیا، تو لوگوں کی صفیں چیرتا ہوا بے ساختہ دوڑ کر آپ کے تحت پر چڑھ گیا، آپ میری وجہ سے تھوڑی دیر خاموش

لے تلاء الجواہر ۱۷ منہ رح

ہو گئے، اور فرمانے لگے کہ تمہیں اپنے والد ماجد کی وصیت ایک دفعہ ہی کافی نہیں ہوئی
میں خوف زدہ ہو کر خاموش رہ گیا،

احمد بن صالح الجیلی بیان کرتے ہیں کہ
(۲۲) سانپ سے ہمکلامی

میں آپ کے ساتھ موجود تھا، اُس وقت کثیر التعداد علماء و فقہاء آپ کی خدمت میں حاضر
تھے، اور آپ اُس وقت نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ قضاء و قدر کے متعلق
کچھ بیان فرما رہے تھے، کہ اس اثنا میں ایک بہت بڑا سانپ آپ کے سامنے چھت
سے گرا، تمام لوگ ڈر کے مارے بھاگ گئے، اور ادھر ادھر منتشر ہو گئے مگر آپ نے جھنش
تک نہیں کھائی، اور اسی طرح استقلال کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھے تقریر فرماتے رہے،
یہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس کر آپ کے تمام جسم پر پھرا، اس کے بعد آپ کے
گلے کے پاس سے اتر کر زمین پر کھڑا ہو گیا، اور آپ سے کچھ باتیں کر کے چلا گیا، مگر اُس
باتوں کو کسی نے سمجھا نہیں اس کے بعد تمام لوگ پھر بدستور آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے
اور آپ سے پوچھنے لگے کہ اس نے آپ سے کیا باتیں کی تھیں، آپ نے فرمایا، اس
نے مجھ سے کہا، کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا، مگر آپ جیسے استقلال والا
میں نے کسی کو نہیں پایا، اس کے جواب میں میں نے کہا، چونکہ میں قضاء و قدر کے متعلق
گفتگو کر رہا تھا، اس لئے تو میرے اوپر گرا، تو زمین کا کیرا ہے، قضاء و قدر ہی تجھے
متحرک کرتی ہے، تو نے چانا، کہ میرا قول و فعل دونوں برابر ہو جائیں،

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالرزاق
(۲۳) جن سے ہمکلامی

بیان فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے قبلہ
گاہ سے سنا، آپ نے بیان فرمایا، کہ ایک دفعہ میں جامع منصور میں نماز ادا کر رہا تھا،

کہ دوران نماز میں میں نے بوریٹے پر سے کسی چیز کے آنے کی آہٹ سنی، اچانک کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک اژدہا میرے سجدہ کی جگہ منہ کھولے بیٹھا ہے، سجدہ کرتے وقت میں نے اُسے ماتھ سے ہٹا دیا، جب میں قعدہ میں بیٹھا، تو یہ میری رانوں پر سے ہو کر میری گردن پر چڑھ گیا، بعد ازاں جب میں سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا، تو پھر وہ مجھے دکھائی نہیں دیا،

پھر دوسری صبح کو میں جامعہ مذکور کے ایک ویران حصہ میں گیا تو یہاں پر مجھے ایک شخص جو آنکھیں پھاڑے ہوئے تھا، دکھائی دیا، میں تازا گیا، کہ ضرور بالضرور یہ کوئی نہ کوئی رین ہے، اُس نے مجھ سے بیان کیا، کہ کل دن کو آپ کے پاس نماز میں میں ہی آیا تھا، اس طرح سے میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا، مگر آپ کی طرح کسی کو ثابت قدم نہیں دیکھا، بلکہ کسی کے ظاہر میں اور کسی کے باطن میں اضطراب پیدا ہوگا، صرف آپ ظاہر اور باطن دونوں میں یکساں ثابت قدم رہے، پھر اس نے میرے ماتھ پر توبہ کی،

شیخ ابو عمرو عثمان صریضینی ر **(۴۴) دُور دراز فاصلہ سے مدد کرنا** اور شیخ ابو محمد عبد الحق حری

بیان کرتے ہیں، کہ ۳ ماہ صفر ۵۵۵ ہجری کا ذکر ہے، کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے، ایک لخت آپ نے اٹھ کر لکڑی کی نعلین پہنیں، وضو کیا، اور دو رکعت نماز پڑھی، جب آپ نے سلام پھیرا، تو زور سے ایک تیغ ماری، اور ایک نعل لیکر ہوا میں پھینکی وہ ہماری نظر سے غائب ہو گئی پھر آپ نے دوسری دفعہ زور سے تیغ ماری، اور دوسری نعل بھی ہوا میں پھینکی، وہ بھی ہماری نظر سے غائب ہو گئی، پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے، کسی کو آپ سے یہ واقعہ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی،

۱۲۱۲ھ میں اس کو کھڑا میں کہتے ہیں ۱۲۱۲ھ میں

پھر تین روز کے بعد ایک قافلہ آیا، اور کہنے لگا، کہ ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے، ہم نے آپ سے اُس قافلہ کے اندر آئیگی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دیدی، اور فرمایا، جو کچھ یہ دیں، وہ لے لو،

غرض اہل قافلہ اندر آئے، اور انہوں نے ریشمی اور اونی کپڑے، کچھ سونا اور نعلیں جنکو آپ نے اُس روز پھینکا تھا، ہم کو دیئے، ہم نے اُن سے دریافت کیا، کہ یہ نعلیں تمہیں کہاں سے ملی تھیں؟ انہوں نے بیان کیا، کہ بروز یکشنبہ تین ماہ صفر کو ہم جا رہے تھے کہ راستہ میں آکر ہم کو بدوں نے ٹوٹ لیا، اور ہمارے قافلہ کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا، اور ایک طرف جا کر ہمارا مال تقسیم کرنے لگے، اُس وقت ہم نے کہا، کہ اگر ہم ان قزاقوں کے ہاتھوں سے بچکر سلامت رہیں، تو ہم اپنے مال میں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ضرور بالضرور کچھ نہ کچھ نذر کریں گے،

جب ہم نے آپکا نام لیا، تو ہم نے بڑی بڑی دوزور کی پھینکی نہیں، جس نے سارے بیابان کو ہلا دیا، قزاق ان چیخوں کے سنتے ہی ہمیں زدہ ہو گئے، ہم نے سمجھا، کہ شاید کوئی شخص ان سے مان پھیننے کیلئے آ رہا ہے، اتنے میں یہ قزاق ہمارے پاس دوڑے ہوئے آئے، اور کہنے لگے، کہ آؤ، تم اپنا مال اٹھا لو، اور دیکھو ہم پر ناگاہ گیا مصیبت ٹوٹ پڑی، ہم اُن کے ساتھ گئے، تو ہم نے دیکھا، کہ اُن کے دونوں سردار مرے پڑے ہیں، ہر ایک کے پاس پانی سے بھیگی ہوئی ایک ایک نعل پڑی تھی، غرض انہوں نے ہمارا مال واپس کر دیا، کہ اس کا کوئی بڑا سبب ہے،

(۴۵) اظہار مافی الضمیر | شیخ عمر البزاز بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز کا واقعہ ہے، کہ میں جمعہ کے دن آپ کی

مصیبت میں نماز جمعہ پڑھنے کیلئے جا رہا تھا، اُس روز راستہ میں کسی نے بھی آپ کو

سلام نہیں کیا، مجھے خیال گذرا کہ ہم ہر جمعہ کو لوگوں کے اشد حام کی وجہ سے نہایت مشقت اور دشواری کے ساتھ سجد تک پہنچتے تھے، مگر آج آپ کو کسی نے بھی سلام نہیں کیا۔ میرے دل میں اس خیال کا گزرا تھا، کہ لوگ چاروں طرف سے آپ کو سلام کرنے کیلئے ٹوٹ پڑے، پھر آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے، اور فرمانے لگے، کہ عمر! کیا تمہاری ہی خواہش تھی؟

شیخ خلیفہ النہرکی تمیذ شیخ ابو سعید قیلوی بیان کرتے ہیں، کہ مجھے ایک مرتبہ بلاد سواد میں جانیکا اتفاق

(۴۶) رجال غیب

ہوا، وہاں میں نے ایک شخص کو ہوا میں معلق دیکھا، میں نے انہیں سلام کیا، اور ان سے پوچھا، کہ آپ ہوا میں کیوں معلق بیٹھے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ میں ہوا و ہوس کو چھوڑ کر تقویٰ و پرہیزگاری کے تحت پر بیٹھا ہوا ہوں،

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں، کہ پھر جب میں حضرت شیخ عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے اس شخص کو پھر آپ کے سامنے قبتہ ملاولیا میں معلق ہوا میں مودب بیٹھے ہوئے دیکھا، انہوں نے اس وقت آپ سے حقائق و معارف کی بہت سی باتیں دریافت کیں، جنہیں میں مطلق نہیں سمجھا، پھر آپ وہاں سے تشریف لیگئے، اور صرف میں ان کے پاس اکیلا رہ گیا، میں نے ان سے کہا، کہ آپ یہاں بھی موجود ہیں، انہوں نے کہا، کیوں نہیں، کوئی ایسا ولی و مقرب بھی ہے کہ جس کی اس در پر آمد و رفت نہ ہو، پھر میں نے ان سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے، کہ میں آپ کے کلام کو مطلق نہیں سمجھا، انہوں نے کہا، کہ ہر مقام کے احکام جدا ہوتے ہیں اور ہر حکم کے معنی علیحدہ، اور ہر معنی کی عبارت دیگر، اس عبارت کو وہی سمجھتا ہے، جو کہ اس کے معنی سے واقف ہو، اور معنی سے وہی واقف ہوتا ہے، جو کہ حکمت سے

آگاہ ہو، اور حکمت سے وہی آگاہ ہوتا ہے، جو کہ عالی مقام میں پہنچا ہو، اس کے بعد میں نے اُن سے کہا، کہ آپ نہایت مؤدب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھتے ہیں، تو انہوں نے کہا، کہ میں آپ کے سامنے مؤدب ہو کر کس طرح نہ بیٹھوں، حالانکہ آپ نے سورجاں غیب پر جو ہوا میں معلق رہتے ہیں، اور جنہیں بجز خاص لوگوں کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا، مجھے افسر بنایا ہے،

(۴۷) **باطنی قوت** | شیخ محمد بن المنذر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، وہ بیان کرتے تھے، کہ میں ایک

روز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، میرے دل میں اس وقت خیال پیدا ہوا کہ مجھے حضرت شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہیے،

مجھے یہ خیال گذرتے ہی اپنے فریاد، خضر! لوشیخ احمد الرفاعی سے ملاقات کرو میں نے آپ کے بازو کی طرف نظر کی، تو مجھے ایک ذی ہیبت بزرگ دکھائی دیے میں نے اٹھ کر اُن سے سلام عرض کر کے مصافحہ کیا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ خضر! جو شخص شیخ عبد القادر جیسے اولیاء اللہ کو دیکھ لے، تو پھر اُسے مجھ جیسے شخص سے ملنے کی کیا ضرورت ہے، کیونکہ میں بھی تو آپ ہی کے تحت میں ہوں،

اس کے بعد آپ مجھ سے غائب ہو گئے، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد میں شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے دیکھا کہ آپ وہی بزرگ ہیں، جنکو میں نے حضرت نوٹ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بازو کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تھا، آپ نے جب مجھے دیکھا، تو فرمایا کہ تمہیں میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی،

(۴۸) **خیانت کا اظہار** | ابو بکر التیمی نے اپنی کتاب میں بیان

کیا ہے، کہ میں اوائل ربیعان میں شتر بان تھا، ایک دفعہ میں حج کی نیت سے مکہ معظمہ جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک حبیلانی شخص بھی میرے ہمراہ ہو گیا، اثنائے راہ میں اس شخص کو اپنی موت کا یقینی علم ہو گیا، اس نے مجھے اپنی چادر، کپڑا اور دس دینار دیئے، اور کہا، یہ لے جا کر تم حضرت شیخ عبدالقادر حبیلانیؒ کو دیدینا، اور عرض کر دینا، کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں، یہ کہہ کر اس شخص کا انتقال ہو گیا،

جب میں بغداد واپس آیا، تو مجھے طمع حرص اور لالچ نے آن دیا، کہ اس کی کسی کو خبر تو ہے نہیں، چلو دینار اپنے پاس ہی رہنے دو، غرض میں نے دس دینار رکھ لئے،

ایک روز میں کہیں جا رہا تھا، کہ مجھ سے آپ کا سامنا ہو گیا، میں نے سلام عرض کر کے آپ سے مصافحہ کیا، تو آپ نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ کر فرمایا، کہ تم نے دس دینار کے پیچھے خدا کا بھی خوف نہیں کیا، اور اس عجمی کی امانت رکھ لی،

آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے، جب مجھے افاقہ ہوا، تو میں فوراً دوڑا ہوا گھر گیا، اور وہ دس دینار اور چادر لاکر آپ کو دیدی،

شیخ ابو عمر عثمان بیان کرتے ہیں، کہ میں نے عالم
(۴۹) تصدیق و لایبت رویا میں دیکھا، کہ نہر عینی کا پانی خون و پیپ

ہو گیا ہے، اس کی پھلیاں سانپ وغیرہ حشرات الارض ہو گئی ہیں، اور وہ بڑھتی جاتی ہیں، میں خائف ہو کر اپنے مکان میں بھاگ آیا، اس وقت کسی نے مجھے پنکھا دیا، اور کہا اسے مضبوط پکڑ لو، میں نے کہا، یہ مجھ سے نہیں اٹھتا، انہوں نے کہا، تمہارا ایمان اسے اٹھا بیگا، تم اسے ہاتھ میں لے لو، میں نے اسے ہاتھ میں لے لیا، مگر میرا خوف رفقہ ہو گیا، میں نے انہیں قسم دلا کر پوچھا، کہ آپ کی برکت سے خدائے

تعالے نے مجھے تسکین وطمینان عطا فرمایا ہے، آپ کون ہیں، فرمایا، کہ میں تمہارا بی
 محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، میں آپ کی ہیبت و عظمت سے کانپ اٹھا، پھر
 میں نے آپ سے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا
 فرمائیے، کہ میرا خاتمہ خدا کی کتاب اور آپ کی سنت پر ہو، آپ نے فرمایا، بیشک ایسا
 ہی ہوگا، اور تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر ہیں، میں نے پھر آپ سے عرض کیا، کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا فرمائیے، کہ خدا کی کتاب اور آپ کی سنت
 پر میرا خاتمہ ہو، آپ نے فرمایا، بیشک ایسا ہی ہوگا، اور تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر ہیں
 تیسری دفعہ پھر میں نے آپ سے عرض کیا، تو پھر آپ نے یہی جواب دیا، پھر جب میں بیدار
 ہوا، تو میں نے اپنی خواب اپنے والد ماجد سے بیان کی، تو آپ نے مجھے ہمراہ لیکر آپ کی
 خدمت میں آئے، اس روز آپ مسافر خانہ میں وعظ فرما رہے تھے، ہمیں چونکہ جگہ
 خالی نہیں ملی، اس لئے ہم آپ کے قریب نہ جاسکے، اور اخیر مجلس ہی میں بیٹھ گئے
 مگر اپنے دیکھتے ہی ہمیں اپنے پاس بلوایا، میرے والد ماجد تخت پر چڑھے، اور ان
 کے پیچھے پیچھے میں بھی تخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا، آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا،
 کہ تم عجب کم فہم آدمی ہو، بلا دلیل میرے پاس آتے ہی نہ تھے، پھر میرے والد کو اپنا
 اپنا قمیص اور مجھے اپنی ٹوپی پہنائی،

اس کے بعد ہم تخت سے اتر کر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے، میرے والد نے دیکھا
 تو قمیص اٹھی تھی، آپ نے سیدھا کرنی چاہی، تو وہ خود بخود سیدھی ہو گئی، یہ دیکھ کر میرے
 والد پر غشی طاری ہو گئی، اور مجلس میں اضطراب سا پیدا ہو گیا، پھر آپ نے میرے
 والد کی نسبت فرمایا، کہ انہیں میرے پاس لے آؤ، پھر جب ہم آپ کی خدمت میں آئے
 تو آپ قبۃ الاولیاء میں تھے، آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا، کہ جسکے رہنما رسول اللہ

لے اسے قبۃ الاولیاء اس لئے کہتے تھے، کہ اس میں اولیاء اللہ اور رجال غیب کثرت آیا کرتے تھے، یہ آپ کے مسافر خانہ میں واقع

سلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اور جس کا شیخ عبدالقادر ہو، تو اُسے کیوں کرامت حاصل نہ ہوگی، یہ تہساری ہی کرامت ہے،

(۵۰) حضرت امام احمد بن حنبل کا قبر سے نکلنا | حضرت علی بن ابی بنی حمزہ

اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں اور شیخ بقا بن بطو حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی زیارت کو گئے! میں نے دیکھا، کہ امام موصوف نے قبر سے نکل کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سینہ سے لگایا، اور خلعت پہنائی،

(۵۱) آفتابہ کا روبرو قبیلہ ہونا | شیخ عبداللہ قزوینی و شیخ احمد بن حنبل

ہیں، کہ جب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہوئی، تو جیلان سے تین بزرگ آپ سے ملاقات کرنے کیلئے تشریف لائے، جب یہ بزرگ آپ کے مدرسہ میں داخل ہوئے، اور اجازت لے کر سامنے آئے، تو انہوں نے دیکھا، کہ آپ اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لے ہوئے بیٹھے ہیں

بقیہ حاشیہ ص ۱۶۶ تھا، جیسا کہ قلائد میں مذکور ہے ۱۲ مندرجہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اربعہ میں سے تھے ۱۶۳ ہجری میں بغداد کے اندر پیدا ہوئے تھے، علوم کی تحصیل اپنے بصرہ، کوفہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں اور شام، غزہ، مختلف اصناف و دیار میں کی، امام بخاری، امام مسلم، امام ابو زرعہ اور ابو داؤد سجستانی جیسے بڑے بڑے ائمہ حدیث میں آپ کے شاگرد تھے، امام شافعی کا قول ہے، کہ میں نے بغداد میں فقہ اورع، ازہر و تقویٰ، پرہیزگاری، دینداری اور علم میں امام احمد سے بزرگ کسی کو دیکھا نہیں چھوڑا، بقول امام ابو زرعہ: آپ کو دس لاکھ احادیث ازہر تھیں ۱۲۱ ریح الاول ۱۳۲ ہجری میں اپنے وفات پائی، آپ کے جنازہ پر لاکھوں مسلمانوں نے نماز پڑھی (دیکھو طبقات الشافعیہ الکبریٰ للتانج السبکی جز اول ص ۱۹۹) ۱۲ مندرجہ ۱۱۹ ص ۱۲ مندرجہ ۱۱۹ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بغداد کے اندر مقبرہ باب حرب میں واقع ہے، جہاں حضرت بشرحانی اور ابو بکر خلیفہ بے شمار علما و صلحاء مدفون ہیں، جیسا کہ معجم البلدان میں مذکور ہے ۱۲ مندرجہ ۱۱۹ قلائد ۱۲ مندرجہ

اور آپ کا آفتابہ رُو قبیلہ نہیں ہے، اور آپ کا خادم آپ کے سامنے کھڑا ہے، یہ بزرگ اس حال سے نفرت کر کے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، آپ نے کتاب رکھ کر خادم کی طرف نظر اٹھائی، تو وہ اسی وقت دم بخود ہو کر زمین پر گر پڑا، پھر آپ نے آفتابہ کی طرف توجہ کی، تو وہ اسی وقت گھوم کر رُو قبیلہ ہو گیا،

(۵۲) محفنی بات پر اطلاع | شیخ ابو محمد الجونی کا بیان ہے، کہ ایک روز میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ

علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں اُس وقت فاقہ سے تھا، اور میرے اہل و عیال نے بھی کئی روز سے مطلقاً کچھ نہ کھایا تھا، میں نے آپ کو سلام کیا، اور آپ نے سلام کا جواب دیکر اس وقت مجھ سے فرمایا، کہ جونی! بھوک خدایتعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے، اسی کو وہ عطا فرماتا ہے، اور جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ میرے بندے! تو نے میری وجہ سے اب تک کچھ نہیں کھایا، مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے، کہ میں تجھے کھلاؤنگا اور پلاؤنگا، قریب تھا، کہ میں یہ سنکر چیخ اٹھتا، مگر آپ نے خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا، پھر آپ نے فرمایا، کہ جب خدایتعالیٰ کسی بندہ کی آزمائش کرتا ہے، اور بندہ اُسے پوشیدہ رکھتا ہے، تو اُس کو اللہ تعالیٰ دو حصے اجر دیتا ہے، اس کے بعد اپنے منجھ اپنے قریب بلا کر پوشیدہ طور سے کچھ دیا، میرا قصد اسے ظاہر کر نیکا تھا، مگر آپ نے فرمایا، جونی! فقر کو چھپانا بہتر ہے،

(۵۳) اجابت دعا | شیخ ابو السعود الحری بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ ابوالمظفر الحسن بن نعیم تاجر حضرت شیخ حماد الدباس

کی خدمت میں آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضرت! میرا قصد شام کے سفر کر نیکا ہے

میرا قافلہ بھی تیار ہے، جس میں میں سات سو دینار کا مال لے جاؤنگا، آپ نے فرمایا، کہ اگر تم اس سال سفر کرو گے، تو تم مارے جاؤ گے، اور تمہارا سارا مال ٹٹ جائیگا، یہ تاجر آپ کا یہ قول سنکر نہایت مغموم ہوا، اور پریشانی کی حالت میں نوٹا راستہ میں اس کی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی، اس نے شیخ حماد کے مقولہ کا آپ سے تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا، بیشک تم جاؤ، انشاء اللہ تعالیٰ تم اپنے سفر سے صحیح و تندرست واپس آؤ گے،

غرض یہ اپنے سفر کو گیا، اور شام میں پہنچکر اس نے اپنا مال ایک ہزار دینار کو فروخت کیا، اور پھر وہاں سے اپنی کسی ضرورت کے لئے حلب گیا، حلب میں کسی جگہ پر اس نے اپنے ایک ہزار دینار رکھ دیئے، اور آتے وقت انہیں بھول گیا، اس وقت اسے نیند کا کچھ غلبہ معلوم ہوا، اس لئے یہ سو گیا، سوتے ہی خواب میں کیا دیکھتا ہے، کہ عرب بدوں نے ان کا قافلہ ٹوٹ لیا ہے، اور قافلہ کے بہت سے لوگوں کو بھی مار ڈالا ہے، اور خود اسپر بھی وار کر کے اس کو بھی تیغ کے گھاٹ اُتار دیا ہے، یہ گھبرا کر اٹھا اُسی وقت اس کو اپنے دینار بھی یاد آ گئے، فوراً دوڑا ہوا گیا، دیناروں کو اپنی جگہ پر دیئے، ہی پڑا پایا، یہ انہیں لیکر وہاں سے کوچ کر کے بغداد آیا، جب بغداد میں پہنچ گیا، تو اسے ترود ہوا، کہ حضرت شیخ حماد اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگوں میں سے پہلے کس کے پاس جاؤں، غرض یہ اُسی ترود میں تھا، کہ حسن اتفاق سے سوق سلطان میں اسے شیخ حماد بل گئے، اور آپ نے اس سے فرمایا، کہ نہیں تم پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں جاؤ، وہ محبوب سبحانی ہیں، انہوں نے تمہارے حق میں شہر دفعہ دعا مانگی ہے، یہاں تک کہ خدا نے تعالیٰ نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تعبیر کر دیا،

غرض یہ پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا، تو

آپنے اُنسے فرمایا، کہ کیا تمہیں شیخ حماد نے پہلے میرے پاس آنے کیلئے فرمایا ہے، میں نے ستر دفعہ تمہارے حق میں خدا سے تعالے سے دعا مانگی، کہ وہ تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تعبیر کر دے، اور تمہیں صحیح و سالم مع الخیر واپس لائے،

(۵۴) **غیب سے ایک بتی کا گرنا** | شیخ عمر بزاز کا بیان ہے کہ ایک روز میں آپ کی

خدمت میں حاضر تھا، کہ یکایک آپ نے فرمایا اے عمر! اپنی پشت کو بتی کے گرنے سے بچاؤ، میں نے یہ سکر دل میں کہا، کہ چھت میں تو کوئی روزن ہے نہیں، میرے اوپر بتی کہاں سے گرے گی، ابھی میرا یہ کلام پورا نہیں ہوا تھا، کہ اچانک غیب سے ایک بتی میری پشت پر آگری، آپ نے مٹا میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا، ہاتھ پھرتے ہی میرا قلب شمس نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا،

(۵۵) **سلب جذبات ارادہ** | شیخ ابو محمد صالح ویرجان الزکالی بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ ابو مدین رحمۃ

اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا، کہ تم بغداد جاؤ، اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر تعلیم فقر حاصل کرو،

چنانچہ میں شیخ کے حسب الحکم بغداد آیا، جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ کو سب سے زیادہ مہیب پایا، آپ نے مجھے اپنے خلوت خانہ کے دروازہ پر بیس روز تک بٹھالایا، اس کے بعد ایک روز آپ نے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ صالح! اس طرف دیکھو، میں نے اُس طرف دیکھا، تو مجھے قبلہ نظر آیا، پھر آپ نے مجھ سے دریافت کیا، کہ کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، کہ کعبہ شریف اچھر اپنے مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اس طرف دیکھو، میں نے اُس طرف دیکھا، تو مجھے

اپنے شیخ ابو مدین نظر آئے، آپ نے فرمایا، کیوں کیا دیکھ رہے ہو، میں نے عرض کیا کہ اپنے شیخ ابو مدین، پھر آپ نے فرمایا، کہ کیوں کہاں جاؤ گے، کعبہ شریف کی طرف یا اپنے شیخ کی طرف، میں نے عرض کیا، کہ اپنے شیخ کی طرف، پھر آپ نے فرمایا، اچھا! ایک قدم میں جانا چاہتے ہو، یا جس طرح سے کہ تم آئے تھے، میں نے عرض کیا، جس طرح سے کہ میں آیا تھا، فرمایا اچھا ایسا ہی ہوگا،

پھر آپ نے فرمایا، کہ صالح! تم فخر کو اس وقت تک نہیں پاسکتے، جب تک کہ تم اسکی بیٹری پر نہ چڑھو، اور اس کی بیٹری توجید ہے، اور توجید کا دار و مدار اس پر ہے، کہ تم آثارِ حادثہ کو اپنی نظر سے مٹا دو، میں نے عرض کیا، کہ حضرت پھر آپ توجہ فرما کر ایسا کر دیجئے، آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا، تو میرے دل سے میرے تمام جذبات ارادہ اس طرح جدا ہو گئے، جس طرح رات دن سے جدا ہو جاتی ہے،

آپ کی کرامات میں سے ایک یہ بھی
(۵۶) آواز کا یکساں پہنچنا

دعوت میں لوگ بکثرت ہوا کرتے تھے، لیکن آپ کی آواز دور و نزدیک سب کو یکساں پہنچا کرتی تھی، نیز دورانِ وعظ میں حاضرین کو فضا نے جو میں سے مس و حرکت کی آواز سنائی دیا کرتی تھی، اور اکثر اوقات اوپر سے کسی کے گرنے کی آواز بھی معلوم ہوا کرتی تھی، یہ لوگ رجالِ غیب ہوتے تھے،

شیخ محمد بن
(۵۷) غیب سے سبز پرندوں کا نمودار ہونا

بیان ہے، کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے، کہ بعض لوگوں میں کچھ بے توجہی سی پیدا ہو گئی، آپ نے فرمایا، کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے، تو میرا کلام سننے کے لئے سبز پرندوں

کو بیچوڑے، ابھی آپ کا یہ کلام پورا نہیں ہوا تھا، کہ مجلس میں بکثرت سبز پرندے بھر گئے، اور حاضرین نے انہیں شہادہ کیا،

شیخ محمد بن الہری بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ میں آپکی مجلس میں حاضر تھا، آپ نے اسٹائے وعظ میں فرمایا، کہ اگر اس وقت اللہ تعالیٰ

(۵۸) ایک پرندہ کا آپکی آستین میں داخل ہو جانا

میرا کلام سننے کے لئے ایک سبز پرندے کو بھیجے، تو وہ ایسا کر سکتا ہے، آپ ابھی یہ فرماری رہے تھے، کہ اتنے میں ایک نہایت خوبصورت سبز پرندہ آیا، اور اگر آپ کے آستین میں گھس گیا، اور پھر نہیں نکلا،

ایک دفعہ عجم کے ایک بادشاہ نے خلیفہ بغداد پر چڑھائی کرنے

(۵۹) جیوش عجم کی مراجعت

کی غرض سے بہت بڑا جرار شکر بیجا، خلیفہ بغداد مقابلہ سے عاجز آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے روحانی امداد کی درخواست کی، آپ نے حضرت شیخ علی بن الہیتی نے فرمایا، کہ مخالف فوج سے کہدو، کہ تم بغداد سے چلے جاؤ، شیخ موصوف نے کہا، بہت اچھا، اور اپنے خادم سے بلا کر کہا، کہ تم عجمی لشکر میں جاؤ، اور اُس کے اخیر میں جا کر دیکھو، وہاں چادر کا ایک خیمہ سا بنا ہوگا، اور اُس میں تین شخص بیٹھے ہونگے، اُن سے تم کہنا، کہ علی بن الہیتی تم سے کہتے ہیں، کہ تم بغداد سے چلے جاؤ، اگر وہ تمہیں یہ جواب دیں، کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں، تو تم بھی یہ کہنا کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے ہی آیا ہوں،

غرض خادم نے جا کر انہیں شیخ موصوف کا حکم سنایا، وہ کہنے لگے، کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہیں، خادم نے کہا، میں بھی دوسرے کے حکم سے ہی آیا ہوں، یہ

شکران میں سے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا، اور چادر کے بند کھول ڈالے، پھر چادر لپیٹ کر یہ تینوں شخص واپس چلے گئے، اسی وقت انکا لشکر بھی خیمہ گر کر چلتا بنا،

(۶۰) **امانتِ طیر** | ایک روز آپ قدرت الہی کے متعلق بیان فرما رہے تھے، اور لوگ بھی متاثر ہو کر حالت استغراقی میں نہایت

خشوع و حضور کر رہے تھے، کہ اتنے میں ایک عجیب الخلق پرندہ مجلس کے اوپر سے گذرا، لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہو گئے، آپ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، کہ اس ذات پاک کی قسم ہے، کہ اگر میں اس پرندے سے کہوں کہ تو اللہ کے حکم سے مر جا، تو یہ فوراً مر جائے، ابھی آپ نے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا، کہ یہ پرندہ دم بخود ہو کر زمین پر گر پڑا۔

(۶۱) **پوشیدہ بات پر اطلاع پانا** | ابو المنظر شمس الدین بن قز علی بن عبداللہ الترمذی العونی کا بیان

ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ چہار شنبہ کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے، ایک دفعہ میں نے شب سے ہی ارادہ کر رکھا تھا، کہ صبح میں آپ کے وعظ میں ضرور جاؤنگا، اتفاق سے اسی شب کو مجھے احتلام ہو گیا، اور شب کو سردی بھی نہایت شدت کی تھی، جس کی وجہ سے میں غسل نہیں کر سکا، میں نے کہا، خیر آپ کے وعظ میں تو ہو ہی آؤں، اس کے بعد پیرا کر غسل کرونگا، غرض میں آپ کی مجلس میں گیا، اور جب قریب پہنچا، تو اپنے میری طرف دیکھتے ہی فرمایا، کہ تم بحالت ناپاکی ہماری مجلس میں آ رہے ہو، اور سردی کا بہانہ کرتے ہو،

(۶۲) **اہلِ رمانی الضمیر** | ابو المنظر شمس الدین مذکور بیان کرتے ہیں، کہ ایک بزرگ منظر نام نے جو اہل

جریمہ سے تھے، مجھ سے بیان کیا، کہ میں اکثر اوقات آپکی مجلس میں شریک ہونے کی غرض سے چہار شنبہ کی رات کو آپ ہی کے مدرسہ میں سویا کرتا تھا، ایک رات گرمی بہت تھی، اس لئے میں مدرسہ کی چھت پر چڑھ گیا، یہیں ایک کمرہ میں آپ بھی تشریف رکھتے تھے، اور آپ کے اس کمرہ میں ایک چھوٹا سا درپچہ بھی تھا جب میں اس کمرہ کی طرف آیا، تو اس وقت مجھے کھجور کے چار پانچ دانے کھانیکی خواہش ہوئی، ابھی مجھے یہ خیال ہوا ہی تھا، کہ اپنے اپنے کمرہ کا درپچہ کھولا، اور میرا نام لیکر مجھے پکارا، اور کھجور کے پانچ دانے مجھے دیئے، اور فرمایا، کہ جو چیز تم کھانا چاہتے ہو، اس سے قبل آپ میرا نام نہیں جانتے تھے،

(۶۳) ایک منحرف کی توبہ | ابوالیسر عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد بن ہمام جو ایک ثقہ اور ذی ثروت شخص

گذرے ہیں، ابتداء میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت انحراف رکھتے تھے، صرف اس وجہ سے کہ عوام و خواص آپ کے عجیب عجیب خوارق و کرامات بیان کیا کرتے تھے، مگر بعد میں صدق دل سے آپ کے خادم بن گئے تھے، عبدالرحیم بیان کرتے ہیں حضرت غوث اعظم کی وفات کے بعد میں نے عبدالصمد بن ہمام سے اسکی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بیان کیا، کہ ابتداء میں حضرت غوث اعظم سے میرا انحراف محض میری خوش قسمتی کی وجہ سے تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ جمعہ کے دن مجھے آپ کے مدرسہ کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا، میں اسوقت قضاے حاجت کیلئے جانا چاہتا تھا، مگر نماز عنقریب ہونے والی تھی، اس لئے مجھے خیال ہوا، کہ میں نماز پہلے پڑھ لوں، پھر قضاے حاجت کیلئے جاؤنگا، میں مسجد میں گیا، منبر کے پاس جگہ خالی تھی، بیٹھ گیا، مجھے یہ نہ علم تھا کہ جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں گے، غرض لوگ بکثرت آگئے، میں اپنی جگہ بیٹھا رہا، گو

مجھے اس وقت حاجت زیادہ محسوس ہوئی، اور رفع حاجت کے لئے میں اٹھنا بھی چاہتا تھا، لیکن لوگوں کے کثرت آمد کی وجہ سے میں اٹھ نہ سکا، اس کے بعد مجھے حاجت بشدت محسوس ہوئی، جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا، اتنے میں آپ منبر پر چڑھے، جس سے میری حالت اور بھی متغیر ہو گئی، اور آپ کا بغض میرے دل میں زیادہ ہو گیا، میں اس وقت نہایت حیران و پریشان ہوا، کہ اب کیا کروں، علاوہ ازیں شدت حاجت کی وجہ سے قریب تھا، کہ میرے کپڑے ناپاک ہو جاتے، اسلئے میں نہایت پریشان و مضطرب اور محزون و مغموم ہو رہا تھا، کہ اگر میرا پیشاب پاخانہ نکل گیا، تو میری سخت ذلت و رسوائی ہوگی،

اس مصیبت سے بس میں لقمہ اجل ہو رہا تھا، کہ اتنے میں اپنے منبر پر سے دو تین میٹر ٹھہریں اتر کر اپنی آستین مبارک میرے سر پر رکھی، جس سے مجھے ایسا معلوم ہوا، کہ میں ایک باغیچہ میں ہوں، جہاں پانی بھی بہ رہا ہے، میں نے یہاں سنبھا وغیرہ کیا، اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی، اس کے بعد اپنے اپنی آستین اٹھالی تو میں وہیں اپنی جگہ منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس سے میں نہایت متعجب ہوا، بعد ازاں میں نے اپنے اٹھ پاؤں کو دیکھا، تو مقامات وضو کی نمی میرے کپڑوں میں موجود تھی، مجھے اس سے اور بھی زیادہ حیرت ہوئی، الغرض جب نماز ہو چکی، اور میں واپس ہونے لگا، تو مجھے اپنا دستی رومال ہرے میں میری کنبیاں بندھی ہوئی تھیں نہیں ملا، میں نے ہر چند تلاش کی، مگر ان کا کچھ پتہ نہ چلا، میں گھر چلا آیا، اور اپنے صندوق کو قفل ساز سے کھلوا لیا،

چونکہ میں اسی وقت اپنے کسی کام کے لئے عراق عجم کا قصد کر رہا تھا، اس لئے میں اسی روز روانہ بھی ہو گیا، جب ہم دو منزلیں طے کر کے قیسری منزل پر پہنچے، تو راستہ میں ہمارا گذر ایک مقام پر ہوا، جہاں باغیچہ بھی لگا ہوا تھا، اور پانی بھی بہ رہا تھا،

میرے رفقاء نے کہا، کہ ہمیں آگے پانی ملتا نظر نہیں آتا، اس لئے ہم یہیں اتر کر نماز پڑھ لیں، اور کھانا وغیرہ بھی کھائیں،

غرض میں نے اتر کر دیکھا، تو بیشک وہی مقام تھا، کہ جسے میں اُس روز دیکھ چکا تھا، میں نے وضو کیا، اور نماز پڑھنے کے قصد سے آگے بڑھا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرا دستہ رومال مع کٹیخوں کے وہاں پڑا ہے، میں چار موجد حیرت میں پڑ گیا، آخر اپنا سفر پورا کر کے اس نیت سے جلدی واپس آیا، کہ بغداد پہنچتے ہی آپ سے معافی مانگوں، اور آپ کی خدمت اختیار کروں،

(۶۴) گم شدہ اونٹوں کا دستیاب ہو جانا | شیخ عبداللہ حبیبی بیان کرتے ہیں

کہ ہمدان میں اہل دمشق سے ظریف نامی ایک شخص کی مجھ سے ملاقات ہوئی، اُس نے بیان کیا کہ میں نیشاپور کے راستہ میں بشر قمر ظلی سے ملا، جو چودہ اونٹوں پر تکر لادے ہوئے جا رہے تھے، انہوں نے مجھ سے بیان کیا، ہمیں راستہ میں ایک ایسے خطرناک بیابان میں اترنے کا اتفاق ہوا، جہاں خوف کے مارے بھائی بھائی کا ساتھ نہ دیتا تھا،

جب ہم نے شروع شب سے بوجھ لادے، تو ان میں سے چار لادے ہوئے اونٹوں کو نہ پایا، میں نے ہر چند تلاش کی، مگر کچھ پتہ نہ چلا، حتیٰ کہ قافلہ چل دیا، لیکن میں اونٹوں کی تلاش کرنے کے لئے پیچھے رہ گیا، شتر بان بھی میری خیر خواہی کے لئے میرے ساتھ ٹھہر گیا،

جب صبح نمودار ہوئی، تو میں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا، کیونکہ آپ نے مجھ سے فرمادیا تھا، کہ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے، تو تم مجھے

پکارنا، تہساری شکل آسان ہو جائے گی، جب میں نے آپ کو پکارا، تو اُس وقت مجھے ٹیلے پر ایک شخص دکھائی دیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا، وہ اپنی آستین سے مجھے اشارہ کر رہا تھا کہ ادھر آؤ، جب ہم ٹیلے پر چڑھے، تو وہاں کسی کو نہ پایا، پھر میں نے ٹیلے کے نیچے نگاہ جو دوڑائی، تو چاروں اونٹ وہاں بیٹھے نظر آئے، ہم نے پکڑنے اور قافلہ سے جا ملے،

محمد بن ابوالعباس المنذر الحسینی الموصلی بیان

(۶۵) اظہارِ روپا، کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد ماجد سے

سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اسی شہر بھری کا واقعہ ہے، کہ آپ کے مدرسہ میں میں نے خواب میں دیکھا، مشائخ بزرگ جمع ہیں، جن کے صدر آپ ہیں، ان میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر اور بعض کے عمامہ پر دو چادریں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں، میں خواب میں سوچتا رہا، کہ آپ کے عمامہ پر تین چادریں کیسی ہیں؟ اتنے میں میری آنکھ کھلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں، کہ ایک شریعت کی دوسری حقیقت کی، اور میری بزرگی و عظمت کی،

ابوالفضل احمد بن القاسم بزاز بیان کرتے ہیں، کہ ایک

(۶۶) باطن بینی روز آپ کا خادم میرے پاس آیا، اور کہنے لگا کہ مجھے

ایک کپڑا دوا جو کہ فی گز ایک دینار کا ہو، میں نے وہ کپڑا اُس کو دیکر پوچھا، کہ یہ کس کے لئے ہے؟ آپ کے خادم نے کہا، کہ حضرت غوث اعظمؒ کے لئے، میں نے اپنے دل میں کہا، کہ آپ نے امر، و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا، میرے دل میں ابھی یہ بات نہیں گزری تھی، کہ میرے پیر میں ایک بنخ آگلی، جس میں قریب المرگ

میں نے تمہیں پانی میں دھکیلا تھا، کیا تم مجھے اس کی معافی دے سکتے ہو؟ میں نے کہا، ہاں، بیشک، تو اپنے فرمایا، کہ اچھا تم میرے لئے خدا سے دعا کی جناب میں دعا مانگو، کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کر دے، اس لئے میں اتنی دیر خدا سے دعا مانگتا ہوا کھڑا رہا پانچ روز ایسا، اللہ بھی میرے ساتھ ہو کر دعا مانگتے رہے حتیٰ کہ میری دعا قبول ہو گئی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس ہاتھ کو درست کر دیا، اور پھر آپ نے اسی ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیا،

جب بغداد میں یہ قصہ مشہور ہوا، تو حضرت شیخ حماد دباس کے اصحاب میں سے بڑے بڑے مشائخ جمع ہوئے، تاکہ آپ سے اس قصہ کا ثبوت طلب کریں ان بزرگوں کے ساتھ فقہر ادا کا ایک گروہ بھی ہو گیا، یہ جملہ مشائخ آپ کے مدرسہ میں تشریف لائے، مگر آپ کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے کسی کو آپ کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں ہوئی، آخر کو آپ ہی نے ان سے پیش قدمی کر کے فرمایا، کہ آپ لوگ اپنی جماعت میں سے دو شخصوں کو منتخب کرو، کہ تم پر ان کی زبانی میرے قول کی صداقت ظاہر ہو جائے،

چنانچہ انہوں نے بالاتفاق شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی اور شیخ ابو محمد عبد الرحمن کردی کو منتخب کیا، یہ ہردو بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے،

جملہ مشائخ نے ان دونوں بزرگوں کو منتخب کرنے کے بعد آپ سے کہا، کہ آپ کو

۱۔ شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی مشاہیر اکابر مشائخ خراسان سے تھے، صاحب کشف و کرامات اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، یہ یوزنجرد میں جو ہمدان کے فاصلہ پر ہے قریباً ۱۲۰ سال پہلے پیدا ہوئے، اور ۱۲ ربيع الاول ۵۵۰ ہجری میں اہل کوئیک گئے تھے کذا فی بیوم بلدان یا قوت الحموی ۱۲۰
۲۔ شیخ ابو محمد عبد الرحمن کردی بغداد میں مقیم تھے، اہل کشف و طوق و صاحب خصال فاخرہ تھے ۱۲۰ سنہ ۷

مہلت ہے، کہ جمعہ تک آپ ہمیں ان دونوں بزرگوں کی زبانی اس واقعہ کی اصلیت دریافت کرادیں، اپنے فرمایا، نہیں نہیں یہاں سے اٹھنے سے قبل انشاء اللہ ہمیں میرے قول کی تصدیق ہو جائے گی۔ اس کے بعد اپنے مراقبہ میں سر جھکایا، اور آپ کے ساتھ ہی تمام فقرا و مشائخ نے بھی مراقبہ کے لئے اپنے اپنے سر جھکائے۔ کچھ دیر نہ گزری تھی، کہ شیخ یوسف برہنہ پا دوڑتے ہوئے آئے، یہاں تک کہ مدرسہ میں داخل ہو گئے، اور کہنے لگے، کہ مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا، کہ شیخ حماد فرار ہے، کہ تم جلدی شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں جاؤ، اور وہاں جو مشائخ جمع ہیں، ان سے کہدو، کہ شیخ عبدالقادر نے میری نسبت جو خبر دی ہے، وہ سچ ہے۔ شیخ یوسف اپنا کلام ختم کرنے نہ پائے۔ کہ شیخ عبدالرحمن بھی آگئے، اور انہوں نے بھی وہی بیان کیا، کہ جو شیخ یوسف نے بیان کیا تھا، اس کے بعد تمام مشائخ نے اٹھ کر آپ سے معافی مانگی،

حافظ ابو العباس احمد بیان کرتے ہیں، کہ ایک وقت

(۶۹) قال سے حال کی طرف رجوع

کا ذکر ہے، کہ میں اور علامہ ابن جوزی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ ترجمہ پڑھا رہے تھے، ناری نے ایک آیت پڑھی، اور اپنے

لے دیکو جو حصہ ۱۲ مندرج ہے امام ابو الفرج عبدالرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد القزینی النہدی الصدیقی البغدادی معروف بہ ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے، جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا، موضوعات تلبیس ابلیس، منتظم فی تاریخ الامم، نقط المناہج، وغیرہ بہت سی کتب آپ کی تصنیف میں، رمضان ۹۵۰ ہجری میں بغداد کے اندر انتقال فرمایا، کہتے ہیں، کہ مرتے وقت اپنے وصیت کی تھی، کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے، انکا تراشہ ہرے حجرہ میں ہے، مرنیکے بعد جھکو نہلا میں، تو غسل کیلئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں، پنا پچھ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا، اور پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ پچھ رہا، ۱۲۰ مندرج

اُس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے، میں نے پہلی وجہ پر شیخ جمال الدین مذکور سے پوچھا، کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے، انہوں نے کہا، ہاں، یہاں تک کہ آپ نے اُس آیت کے متعلق گیارہ وجہیں بیان فرمائیں، اور ہر ایک وجہ پر میں شیخ موصوف سے پوچھتا گیا، کہ کیا آپ کو یہ وجہ معلوم ہے، تو شیخ موصوف ہر ایک وجہ کی نسبت کہتے گئے، کہ ہاں یہ وجہ مجھے معلوم ہے، اس کے بعد آپ نے ایک وجہ اور بیان کی، جس کی نسبت شیخ موصوف سے میں نے دریافت کیا، تو انہوں نے کہا کہ یہ وجہ مجھے معلوم نہیں، اس طرح اپنے پوری چالیس وجہیں بیان کیں، اور ہر ایک وجہ کو اُس کے قائل کی طرف بھی منسوب کرتے گئے، اور اخیر تک ہر وجہ پر شیخ موصوف نے کہا، کہ مجھے اس کا علم نہیں، آخر آپ کے وسعتِ علم پر شیخ موصوف نہایت متعجب ہو کر بے ساختہ کہنے لگے، کہ ہم قال چہوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ،

انکا یہ کہنا ہی تھا، کہ مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا، اور شیخ موصوف

نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے،

شیخ منظر منصور بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے،

(۷) خیر موت

آپ سے اُس وقت ایک بزرگ کا نام لیکر جو کرامات و عبادات میں مشہور و معروف تھا، بیان کیا گیا، کہ وہ کہتے ہیں، کہ میں حضرت یونس علیہ السلام کے مقام سے بھی گذر چکا ہوں، یہ سنکر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، اور اٹھ کر بیٹھے گئے، اور تکیہ ہاتھ میں لیکر نہ سے سامنے ڈال دیا، اور فرمایا، عنقریب اُن کی روح پرواز ہو جائے گی، ہم لوگ یہ سنتے ہی جلدی سے اُن کی طرف روانہ ہوئے، جب وہاں پہنچے، تو اُن کی روح پرواز ہو چکی تھی، اس سے قبل یہ بزرگ بالکل صحیح

وتذرت تھے،

(۷۱) آپ کے جسم پر مکھی کا نہ بیٹھنا | محمد بن خضر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، کہ انہوں

نے بیان کیا، کہ میں تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، اس اثنا میں میں نے دیکھا، کہ نہ تو آپ کا ریٹھ نکلا، اور نہ بلغم اور نہ مکھی آپ کے جسم پر مکھی بیٹھی،

(۷۲) عذاب قبر سے نجات | ایک روز اہل بغداد سے ایک شخص آپ کے پاس آیا، کہ حضرت

میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے، آج صبح کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا، کہ وہ مجھے کہ رہے ہیں، کہ قبر میں مجھے عذاب ہو رہا ہے، تم حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ، اور اُن سے عرض کرو، کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں، یہ شخص آپ کے پاس آیا، اور تمام خواب کہ سنایا، آپ نے دعا فرمائی، یہ شخص آپ کی خدمت میں دو ہر روز پھر آیا، اور کہنے لگا، کہ حضرت! میں نے آج اپنے والد کو خوش و خرم بہر لباس پہنے ہوئے دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے اب مجھ پر سے عذاب اٹھا دیا گیا ہے،

(۷۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت | شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ بیان

ہے، کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر

۱۱۵۹ھ دیکھو بیچ الاسرار ص ۱۲۱ مندرج ہے آپ عراق کے شاہیر مشائخ میں سے تھے صاحب کشف و کرامات تھے، نیر الملک کے علاوہ کے اندر قریباً انہوں میں راکرتے تھے، وہیں قریباً اسی سال کی عمر میں ۵۵۲ھ

ہجری کے اندر انتقال فرمایا، دیکھو بیچ ص ۱۵۹ ۱۲۱ مندرج ہے ملاحظہ ہو بیچ ص ۱۲۹ مندرج

ہوا، آپ مہر کے دوسرے پایہ پر وعظ فرما رہے تھے، جب میری نظر پہلے پایہ پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ پایہ صد نگاہ تک وسیع ہو گیا ہے، اُس پر سبز سندس کافرشن بچھ گیا ہے، اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خلفائے اربعہ کی معیت میں اُس پر جلوہ افروز ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر تجلی فرمائی، آپ ایک طرف کو مائل ہوئے، یہاں تک کہ گرنے لگے، مگر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گرنے سے بچالیا، پھر آپ کا جثہ سکر گیا، یہاں تک کہ چڑیا کی مانند ہو گیا، پھر بڑھنے لگا، یہاں تک کہ مہیب، ڈراؤنی اور خوفناک صورت بن گیا پھر یہ سب کچھ میری نظر سے غائب ہو گیا،

ابوالعباس کا بیان ہے، کہ پھر شیخ بقائے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کی بابت دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ انکی ارواح متشکل و متجسم ہو گئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے انکو ایسی قوت دی ہے، کہ جس سے وہ ظاہر ہو جاتے ہیں، جسکو اللہ تعالیٰ ان کی روایت کی قوت بخشا ہے، وہ انکو اجساد کی صورت اور اعیان کی صفات میں دیکھتا ہے، اور اسکی دلیل حدیث صحیح ہے،

جب ان سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنے بڑھنے کی بابت دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ پہلی تجلی ایسی صفت کے ساتھ تھی، کہ جس کے آگے بجز تابد نبوی کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا، اسی واسطے اگر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تھامتے، تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ گر جاتے، دوسری تجلی بلحاظ موصوف جلال کی صفت کے ساتھ تھی، اسی واسطے آپکا جثہ سکر گیا، اور تیسری تجلی مشاہدہ کے لحاظ سے جہاں کی صفت کے ساتھ تھی، اسی واسطے آپکا جثہ بڑھ گیا، ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

(۷۳) ایک چور کا ولی ہو جانا | شیخ محمد بن قاسم بیان کرتے ہیں، کہ شیخ الاجل حضرت ابو الفتوح حضرت

غوث پاک کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا حضرت! احمد ابدال عطسی کا آج انتقال ہو گیا ہے، اُن کی جگہ کسی دوسرے بزرگ کو مقرر فرمائیے آپ نے فرمایا، اچھا جدید تقرر کیا جائے گا، اتفاقاً اسی شب کو ایک چور بغرض سرقہ حضور کے دولت خانہ میں آیا، اور ایک حجرہ میں سے کچھ برتن چرانے کا ارادہ کیا، جس وقت اس نے برتنوں کو ہاتھ لگایا اسی وقت اُس کی بینائی جاتی رہی، اس گھبراہٹ میں وہ حجرہ سے باہر نکل آیا، حضور نے اُس کو دیکھ لیا، اور ہاتھ پکڑ کر کہا، کہ اے شخص! تو کون ہے، اور یہاں کیوں آیا ہے؟ اُس نے سچ سچ سارا حال کہ دیا اور کہا کہ میں قبیلہ بنی اشرف سے ہوں، نام میرا سلیمان ہے، مفلوک الحالی کے سبب اس پیشہ کو کرتا ہوں،

حضور کو اُس کی حالت پر رحم آیا، اپنا لب مبارک اُس کی آنکھوں پر لگایا، جس سے اُس کو بینائی حاصل ہو گئی، پھر اُس سے توبہ کرائی، اور اپنی خانقاہ میں اُس کو پھیرایا، تزکیہ قلب و تصفیہ روح کے طریقے بتلائے، اور منازل سلوک طے کرا کر احمد عطسی کی جگہ "ابدالیت" کے درجہ پر مقرر فرمایا،

آنا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

آیا بود کہ گوشہ چشمے ما کنند

(۷۴) قبر سے جواب | شیخ علی بن ابی نصر البتی رحمة اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ میں حضور غوثیت

مآب کے ساتھ حضرت شیخ معروف کرخی کے مزار مبارک کی زیارت کو گیا، جب ہم قبر

لے دیکھو لطائف القادریہ ص ۲۵۱ منہ ۱۲۳ دیکھو بیچ الاسرار ص ۲۲ منہ ۱۲۳ ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی

رحمۃ اللہ علیہ کی کرسی کے نیچے بیٹھا کرتا تھا، اور کرسی کے ہر پایہ پر آپ کے دو دو نقیب بیٹھا کرتے تھے، یہ سب ولی یا صاحبِ مال ہوا کرتے تھے، ایک دفعہ آپ کرسی پر بیٹھے اپنے کلام میں ایسے مستغرق ہوئے کہ آپ کے عامہ کا ایک بیچ کھل گیا، اور آپ کو خبر نہ ہوئی، یہ دیکھ کر سب حاضرین نے اپنے عامے کلاہ کیمت کرسی کے نیچے پھینک دیئے، جب آپ اپنے کلام سے فارغ ہوئے، تو آپ نے اپنا عامہ درست کر لیا، اور مجھ سے فرمایا، کہ ابو القاسم! لوگوں کو ان کے عامے دیرو میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی، عامے تقسیم کرنے کے بعد میرے پاس ایک سر بند باقی رہ گیا، مجھے معلوم نہ تھا، کہ وہ کس کا ہے، کیونکہ مجلس میں کوئی باقی نہ رہا تھا، تیغ علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ یہ سر بند مجھے دو، میں نے وہ سر بند آپ کے حوالہ کر دیا، آپ نے اسے اپنے دوست مبارک پر رکھ لیا، معاوضہ پر رکھتے ہی وہ غائب ہو گیا، میں حیران رہ گیا، جب آپ کرسی سے اترے، تو فرمایا، ابو القاسم! جب اہل مجلس نے عامے پھینکے تھے، تو اصفہان میں ہماری ایک بہن نے بھی اپنا سر بند پھینک دیا تھا، جب تو نے لوگوں کو عامے واپس دیدیئے، اور اس سر بند کو میں نے اپنے دوست پر رکھ لیا، تو اس بہن نے، اپنا سر بند لے لیا،

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات تو ان کے علاوہ بی شمار ہیں، لیکن خوف طوالت سے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے،

آپنی عبادات

آپ کی عبادت کی تو یہ کیفیت تھی، کہ آپ اپنے قیام و قعود، اپنی نوم و بیداری اپنے ہر فعل و ہر عمل اور اپنی ہر حرکت و سکون میں اپنے مولا، اپنے آقا، اپنے خالق، اپنے رازق اور اپنے مالک کی خوشنودی کو ملحوظ خاطر رکھا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ
مِثْرِي نَمَازٌ، مِثْرِي تَمَامُ عِبَادَتِي، مِثْرِي مِثْرِي
دَعْوَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
جینا، سب اللہ کیلئے ہے، جو سارے

جہان کا پروردگار ہے،

مجاہدہ آپ کی خلعت میں کوٹ کوٹ کر بھردیا گیا تھا، شب بیداری آپ کی عادت مستمرہ تھی، نفس کشی آپ کا شیوہ تھا، صائم فی النہار رہنا آپ کا معمول تھا، قائم باقی رہنا آپ کا ادنیٰ عمل تھا،

چنانچہ منزل تجرید کو طے کرنے کے لئے اپنے علی التواتر پچیس برس عراق کے جنگلوں، بیابانوں، ریگستانوں، پتھری زمینوں اور ویران مقامات میں تن تنہا گزارے،

شب بیداری اور قیام لیل کی یہ حالت تھی، کہ چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نمازیں پڑھیں، اور اتنی ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن میں گزاریں، نفلوں کی یہ کیفیت تھی، کہ ہر رات دو دو سو رکعت کے قریب پڑھا کرتے اور ہر رکعت میں سورہ مزمل یا الرحمن تلاوت فرماتے، اگر سورہ اخلاص پڑھتے تو ہر رکعت میں سو بار سے کم نہ پڑھتے، نفس کشی یہاں تک تھی، کہ کئی کئی روز تک ایک

ہی روزہ رکھتے، اور پھر افطار کرتے وقت درختوں کے پتوں، بیابان کی جڑی بوٹیوں
 جنگلی پھلوں اور گری پڑنی ترکاریوں سے اُسے افطار کرتے،
 آپ ہمیشہ با وضو رہتے، جب حدث لاحق ہوتا، اُسی وقت وضو نازہ کرتے
 اور دو رکعت تہیۃ الوضو پڑھ کر بیٹھتے، آخر عمر میں بھی آپ شب کو بالعموم تکادت
 قرآن مجید میں مشغول رہتے، اور بسا اوقات متواتر کئی کئی ساعت سہرہ سجود رہتے، اور
 پھر صبح تک باقی وقت مراقبہ، مشاہدہ اور یاد الہی میں گزارتے، آپ محبت الہی میں
 کچھ ایسے سرشار اور مستغرق تھے، کہ نیند مطلقاً آپ کے پاس تک نہ چسکتی تھی، آپ
 اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ مجھے دردِ عشق نیند سے مانع ہے، نماز
 صبح سے فارغ ہونے کے بعد آپ طلباء، خدام اور صوفیاء کو شریعت و طریقت کی
 تعلیم دیتے، اور مختلف دینی کتب کے سبق درس فرماتے،

الغرض شبِ مولیٰ کی عبادت میں گزارتے، اور دن اصلاحِ نفوس، اجبائے
 دین اور اعلائے کلمۃ الحق میں،

باوجودین ریاضات شاقہ، ان مجاہدات شدیدہ، اس نفس کشی، اس اتباع
 شریعت کے آپ مولیٰ کے دربار میں اپنے تئیں کچھ شے نہیں سمجھتے تھے، ہمیشہ
 منکسر، متواضع اور بذلل رہ کر، اپنے آپ کو خاکِ نزلت میں گرا کر، سفرِ آخرت
 سے ڈر کر، خداوند تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑا کر اپنی بے بسی، بیکسی اور بے سرمایگی
 کا اظہار کیا کرتے تھے،

چنانچہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستاں میں ایک واقعہ قلمبند
 کیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ آپ خداوند تعالیٰ کے حضور میں کس قدر
 پچھے تذلل و انکسار، صحیح عجز و نیاز اور خالص بے بسی و بے بسی کا اظہار کیا کرتے
 تھے، فی الحقیقت اس واقعہ کو پڑھ کر بے اختیار آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک

پڑتے ہیں، کہ ایسا خدا کا مقرب اور یہ انکساری، یہ بے کسی اور یہ بے بسی،

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ

عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ اور حرم کعبہ سے بر حصا نہادہ
بود و میگفت اے خداوند بخشاؤں و اگر
مستوجب عقوبتم امر امروز قیامت
تا بنیا پرانگیز تا در روئے نیکاں
شمر مسالرنہ باشم،

نیکیوں کے روبرو شرمندہ نہ ہوں،

الغرض آپ اپنی حیات کے آخری لمحات تک عبادت، ریاضت، مجاہدہ،
زہد، تقویٰ، طہارت، پاکیزگی، پرہیزگاری، دینداری، اتباع شریعت میں مستغرق
رہے، اور ایک آن، ایک لمحہ، ایک ساعت کے لئے بھی یاد خدا سے غافل نہیں
ہوئے،

آپ کے عقائد

آپ علمائے ماترید پیہ کی رائے کو علمائے اشعریہ کی رائے پر ترجیح دیا کرتے
تھے، کیونکہ ان کو مدانظمت فلسفیہ سے بعید اور اقباس انوار نبوت سے
قریب خیال کرتے تھے۔

آپ ہمیشہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ
اللہ علیہ دونوں کے مذاہب پر فتوے دیا کرتے تھے،

آپکا لباس

حضرت علامہ کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے، آپ کی پوشاک کے واسطے دور دراز ممالک سے خاصۃً نفیس کپڑا تیار کروایا جاتا تھا، بالعموم ہر صبح آپ لباس تبدیل فرما کر پہلا لباس فقراء و مساکین کو خیرات کر دیا کرتے تھے، غالباً ہر روز لباس کی تبدیلی فقراء و مساکین ہی کی خاطر تھی، تبدیل لباس صرف

بہانہ تھا،

حضرت کی طبیعت گند کی، عفونت اور بدبو سے سخت متنفر تھی، اس لئے عبادت کے وقت خاص کر خوشبو کا استعمال ضرور کیا کرتے تھے، آپ ہر جمعہ نعلین مبارک تبدیل فرمایا کرتے تھے، اور پہلا جوڑا فقراء کو دیدیا کرتے تھے،

آپکی سواری

آپ اکثر اوقات خچر پر سوار ہوا کرتے تھے، آپ کو اونٹ کی سواری کا بھی کمال اشتیاق تھا، جب آپ باہر نکلتے، تو جس بازار میں جاتے، اس بازار کے لوگ صاف بستہ کھڑے ہو جاتے، سنگل سے سنگل بھی آپ کو دیکھ کر موم ہو جاتا،

آپکی خوراک

آپ کی خوراک بالکل سادہ تھی، آپ کے واسطے غلہ علیٰ ہر آپہی کے پیسے

سے بویا جاتا تھا، آپکے اجنب میں سے گاؤں میں ایک شخص تھے وہ ہر سال آپکے واسطے
 غلہ بویا کرتے تھے، پھر آپکے دوستوں میں سے ہی ایک شخص اُسے پسواتے، اور روزانہ
 چار پانچ روٹیاں پکوا کر مغرب سے قبل آپکے پاس لے آتے، آپ انہیں توڑ کر جو غرابا آپکے
 پاس موجود ہوتے، انہیں تقسیم کر دیتے، جتنی پینچ رہتیں، انہیں خود تناول فرمانے کے لئے رکھ دیتے
 آپکی خوراک بہت کم تھی، اکثر اوقات دن رات میں صرف ایک ہی دفعہ کھایا کرتے
 تھے، کھانے میں اکثر ترک حیوانات فرماتے یعنی گوشت، گھی اور دودھ چھوڑ دیتے،

آپکا خلیب

آپ نازک بدن اور میانہ قد تھے، رنگ آپکا گندمی اور سینہ کشادہ تھا، ریش مبارک
 بہت گنجان تھی، بھنویں باریک اور ملی ہوئی تھیں، چہرہ پر سببت حق کی نوری شعائیں
 دکھتی تھیں، آواز آپ کی بلند تھی،

آپ طبعاً مخلوق سے متوحش، ویرانہ پسند، اختلاط سے دلبرداشتہ، زاویہ
 خموں و گوشہ گنماہی کے مشتاق، اپنے محور استغراق میں منہمک اور عاشقانہ و مستانہ وار
 متوکلانہ گذران کے شیدائے تھے،

آپکے اخلاق حسنہ

اور

خصائل حمیدہ

شیخ موفق الدین قدیمہ المقدسی بیان کرتے ہیں، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مجمع البرکات، صفات جمیلہ، خصائل حمیدہ اور اخلاق حسنہ کی مجسمہ تھی، آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے پھر نہیں دیکھا،
 بعض لوگوں کا بیان ہے، کہ آپ بولنے کی بہ نسبت خاموش
آپ کا سکوت زیادہ رہا کرتے تھے، آپ اپنے مدرسہ سے جمعہ کے دن کے

سوا اور کبھی نہ نکلتے، اُس دن آپ جامع مسجد یا مسافر خانہ کو جاتے،

آپ حق بات کو منبر پر کھڑے ہو کر صاف صاف کہہ دیا
 کرتے، خلیفہ المقتضی لامر اللہ نے جب ابو الوفا یحییٰ بن

سعيد کو جو ابن المرجم الظالم کے نام سے مشہور تھا، قاضی بنا دیا، تو آپ نے منبر پر چڑھ کر
 خلیفۃ المؤمنین سے علی الاعلان کہہ دیا، کہ تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصب
 تصنا پر مامور کیا ہے، تم کل پروردگار عالم کو جو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے، کیا
 جواب دو گے، خلیفہ موصوف یہ سن کر کانپ اٹھا، اور زار زار رونے لگا، اور اُسی
 وقت اُس نے ابو الوفا یحییٰ بن سعید کو منصب تصنا سے معزول کر دیا،

آپ امراء، وزراء، سلاطین، ملوک
آپ کا دنیا داروں سے اجتناب اور دنیا داروں کی تعظیم کیلئے

کبھی نہیں اٹھا کرتے تھے، بلکہ جب آپ کی خدمت میں خلیفہ یا وزیر یا اور کوئی بڑا
 آدمی آتا، اور آپ بیٹھے ہوتے، تو اٹھ کر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے، جب وہ
 آکر بیٹھ جاتا، تو آپ گھر سے نکلتے، تاکہ اُس کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے،
 پھر آپ اُس کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آتے، اُس کو بہت سی نصیحت
 کرتے، وہ آپ کے ہاتھ چومتا، اور نہایت تواضع و انکساری سے بیٹھ کر آپ کی
 باتیں سنتا

جب آپ خلیفہ کے نام کہہ لکھتے، تو یوں رقم فرماتے، کہ عبد القادر تم کو یہ حکم

دیتا ہے، اس کا حکم تم پر جاری ہے، اس کی اطاعت تم پر واجب ہے، تمہارے لئے وہ پیشوا ہے، اور تم پر وہ حجت ہے،

بس نلیفہ آپ کی تحریر کو دیکھتا، تو اس کو چومتا، اور کہتا، کہ شیخ عبدالقادر نے یہ فرمایا ہے،

آپ کا استغناء | آپ کو دنیا کی کوئی چیز بھی کیا مال اور کیا اولاد کیا بیوی اور کیا اپنے مطلقاً محبوب نہ تھے،

چنانچہ عبداللہ بن الحسین کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ جب میرے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا، تو میں اسے اپنے ہاتھ پر لیکر کہتا، کہ یہ میت ہے، پس جب کوئی بچہ مر جاتا، تو مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا، کیونکہ آغاز پیدائش ہی سے میں اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیا کرتا تھا،

آپ کے رط کے رٹکیاں مجلس وعظ کی رات کو انتقال کر جاتے، مگر آپ مجلس برخواست نہ فرماتے، غاسل میت کو غسل دیتا، جب غسل دیکر میت کو مجلس میں لاتے، تو آپ کوزی سے اتر کر نماز جنازہ پڑھاتے،

مساکین پر شفقت | شیخ عبدالرحمن بن شعیب بیان کرتے ہیں، کہ حضور غوثیت ماب جید منکر المزاج، کریم النفس

اور وسیع الاخلاق تھے، آپ مساکین اور غرباء پر زیادہ شفقت کرتے، اور فرماتے کہ امراد کی تو سب عزت کرتے ہیں، ان غرباء سے کون محبت کرتا ہے؟

بزرگوں کا احترام | آپ بڑی عمر والوں کا احترام کرتے، مفلوک الحال صالحین کو گلے لگاتے، خلاف شرع لوگوں سے پیروی

ظاہر فرماتے، کبھی کسی غریب مسلمان پر کسی متمول شخص کو فوقیت نہ دیتے، اور فرماتے کہ اللہ مال و دولت کو پیار نہیں کرتا، بلکہ تقویٰ اور عمل صالح کو پسند کرتا ہے،

مریضوں کی عبادت

آپ مریضوں کی عبادت کو تشریف لے جاتے

تو فرماتے، کہ فلاں شخص نظر نہیں آتا، وہ بخیریت ہے، اس کی خبر لاؤ،

آپ اپنے گھر کا ضروری سامان خریدنے کے لئے بہ نفس

عجز وانکسار انیس بازار تشریف لے جاتے، جب سفر میں جاتے، تو

منزل پر پہنچ کر اپنے ماتھے سے آٹا گوندھتے، روٹیاں پکاتے، اور اپنے رفقا کو تقسیم

فرماتے، خدام عرض کرتے، کہ حضور! یہ کام ہم کریں گے، آپ تکلیف نہ کریں،

لیکن آپ نہ مانتے، اور فرماتے، کہ اگر میں کرونگا، تو کیا حرج ہے،

جب آپ کی زوجہ محترمہ علیل ہو جاتیں، تو آپ گھر کا سارا کام خود کرتے، گھر

میں جھاڑو دیتے، آٹا گوندھتے، روٹیاں پکاتے، اور بچوں کو کھلاتے، اور بسا اوقات

ایسا بھی ہوتا، کہ پانی کا گھڑا دوش مبارک پر رکھ کر کنوئیں پر لے جاتے، اور بھر کر

لے آتے،

ایک دفعہ ایک کوچہ میں کچھ بچے کھیل رہے تھے، حضرت کا ادھر سے گذر ہو

گیا، ایک نے حضرت سے کہا، میرے لئے ایک پیسہ کی مٹھائی بازار سے لے بیجئے

آپ فوراً چلے گئے، اور شیرینی لادی، اسی طرح کئی اور لڑکوں نے شیرینی منگائی

آپ نے کسی کا سوال رد نہ کیا،

الغرض آپ اعلیٰ درجہ کے خوش اخلاق، خندہ پیشانی، ہر حال میں صابر و شاکر

راضی بہ رضا تھے، توکل، تسلیم، تفویض آپ کا شعار تھا، صاحب اخلاق حسنہ، اوصاف

حمیدہ اور خصائل بنجیدہ تھے، اعلیٰ درجہ کے شرم و حیا والے، دشمنوں کی ایذا پر

صبر کرنا والے، اپنی ذات کیلئے غصہ نہ کرنے والے، لوگوں کے قصوروں و خطاؤں

کو معاف کرنا والے اور شدید الخشیتہ، رفیق القلب، سریع الدرع، کثیر البیبت۔

مجیب الدعواتہ کرم الاطلاق، عمیم الاشفاق، حر الضمیر، مستقل الفکر اور آزاد گوشتھ
 علم آپکا بہذب اور قرب آپ کا ادب آموز تھا، انس آپ کا ندیم، اور صدق آپ کا
 نشان تھا، علم آپ کا ثبوت اور ذکر آپ کا ہنشین تھا، مکاشفہ آپ کا مصاحب اور
 شاہدہ آپکا مشیر تھا،

سر بسر نور خدا میں بیدی غوث الانام
 نور چشم مصطفیٰ میں بیدی غوث الانام
 محو ذات کبریا میں بیدی غوث الانام
 وقف تسلیم و رضا میں بیدی غوث الانام
 مقتدائے اولیاء میں بیدی غوث الانام
 قدوۃ اہل صفا میں، بیدی غوث الانام
 آستانہ غوث کا دار العطاء خلق ہے
 چشمہ لطف و عطا میں بیدی غوث الانام

چنانچہ قدوۃ العارفين شیخ عقیف الدین ابو محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
 تاریخ میں آپکا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
 علم شریعت کے لباس اور فنون دینیہ کے تاج سے مزین تھے، اپنے دنیا کو تیر باد
 کبکھرائی کو چھوڑ کر خدا نے تعالیٰ کی طرف ہجرت کی، اور اپنے پروردگار کی طرف
 جانے کے لئے پورا سامان کیا، آداب شریعت بجالائے اور اپنے تمام اخلاق و
 عادات، خصائل و شمائل کو شریعتِ نغز کے تابع کر کے اس میں کافی سے زائد حصہ لیا
 اپنے لوگوں کو شرابِ محبت الہی سے سیراب کیا، ان کو قرب الہی کا مشاق
 بنا دیا، معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک و شبہات کے پردے اٹھائیے
 اور دلوں کی پڑمردہ شاخوں کو وصفِ جمال ازلی سے سرسبز و شاداب کر دیا۔

عَبْدَ لَهُ نَوْقُ الْمَعَالِي رُتْبَةً
 وَ لَهُ الْمَحَامِينُ وَالْمَفَاخِرُ الْفَخْرُ
 وَ لَهُ الْمُحَقِّقُونَ وَالطَّرَائِقُ فِي الْهُدَى
 وَ لَهُ الْمَعَارِفُ كَالْكَوَاكِبِ تَزْهَرُ
 وَ لَهُ الْعِضَائِلُ وَالْمَكَارِمُ وَالنَّدَى
 وَ لَهُ الْمَنَاقِبُ فِي الْمَحَافِلِ تُنَشَّرُ
 عَوْتُ الْوَرَى عَيْتُ النَّدَى تَوْرُ الْهُدَى
 بَدْرُ الدَّجَى شَمْسُ الصُّبْحِ بَيْلُ الْوَرَى

الغرض زمانہ آپ کی روشنی سے منور ہو گیا، دینی عزت و جلال دو بالا ہوا،
 علمی ترقی ہوئی، عام و خاص آپ سے مستفید ہوئے، بے شمار لوگوں نے آپ
 سے فخر تلمذ حاصل کیا، آپ سے خرقہ پہنا،

سخاوت و ایثار

سخاوت و ایثار آپ میں کمال درجہ کا تھا، چنانچہ ایک دفعہ بغداد میں آپ کی
 والدہ ماجدہ نے آپ کو طالب علمی کے زمانہ میں وطن سے ایک پارہ زرد

لے آپ اُن بندگان فرماتے، کہ جن کا مرتبہ عالی سے عالی تھا، محامین، خلاق اور فضائل عالیہ آپ کو حاصل تھے، لہٰذا حقیقت
 و طریقت کے آپ رہنا تھے، اور آپ کے حقائق و معارف تاروں کی طرح روشن اور ظاہر تھے، لہٰذا آپ صاحبِ فضائل
 و مکارم اور صاحبِ جود و سخاوت تھے، محفلوں اور مجلسوں میں ہمیشہ آپ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ رہتا ہے، لہٰذا آپ
 خلق کے سین و مددگار اور اس کے حق میں آپ بارانِ رحمت اور نورِ ہدایت تھے، آپ جود ہویں رات کے

چاند اور روشن دن کے سورج سے بھی زیادہ منور تھے ۱۲ منہ رح ۱۳ بوجہ صحت ۱۴ منہ رح

خرچ کے لئے بیجا، اپنے باوجود اشد ضرورت کے اُس میں سے کچھ تو رکھ لیا، اور باقی سترویوں میں تقسیم کر دیا، پھر جو اپنے لئے رکھا، اس کے عوض طعام منگوا کر درویشوں کے ساتھ ملکر کھایا۔

اثنا عشر حج کا ایک واقعہ | آپ غزبا، کا بہت خیال رکھتے تھے،

ایک مرتبہ آپ حج کے لئے تشریف لیگے، اور راستہ میں بمقام حلقہ قیام کیا، آپ نے وہاں کے ایک باشندے سے دریافت فرمایا، کہ اس جگہ میں کون شخص سب سے زیادہ تاج ہے؟ اس نے آپ کو ایک کثیر العیال، مفلوک الحال، شخص کا نام بتایا، آپ اُس کے مکان کی طرف تشریف لے گئے،

جب آپ وہاں پہنچے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ مکان نہایت شکستہ ہے، دیواروں کی بجائے بوسیدہ کمبل لٹکے ہوئے ہیں، اور اُس میں ایک بوڑھا، بڑھیا اور لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، آپ نے اُس بوڑھے سے اجازت طلب کی، اُس نے بخوشی اجازت دیدی، آپ نے وہاں قیام فرمایا،

فقوڑی دیر کے بعد جب آپکی تشریف آوری کی خبر اہل حلقہ کو پہنچی، تو روسائے حلقہ دوڑے ہوئے آئے، اور حاضر خدمت ہو کر درخواست کی، کہ حضور بہار سے غریب خانوں پر قیام فرمائیے، مگر آپ نے منظور نہ فرمایا، اہلی شہر نے آپ کے لئے بہت سی گائے، بکریاں، سونا، چاندی اور کھانا بیجا، لوگوں کا ہجوم بھی تحائف ہدایا لیکر آپ پر ٹوٹ پڑا، آپ نے فرمایا، کہ یہ سب سامان اور زر نقد صاحب خانہ کو دیدو دوسرے روز فجر کی نماز کے بعد آپ بیت اللہ کو روانہ ہو گئے،

آپ کے صاحبزادہ عبدالرزاق کا بیان ہے، کہ کئی سال کے بعد حلقہ میں میرا گند

ہوا، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ بوڑھا وہاں کے باشندوں میں سب سے مالدار ہے، اُس نے مجھ سے کہا، کہ یہ سب کچھ اُس رات کی برکت ہے، ان گائے بگریوں نے پختے دیئے اور وہ پڑھ گئے،

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے، کہ ایک دفعہ آپ نے ایک **ایک فقیر کا واقعہ** شکتہ دل فقیر کو دیکھ کر کہا، تو رنجیدہ خاطر کیوں ہے

اُس نے عرض کیا، کہ میں آج دریا کے کنارے گیا، اور ملاح سے کہا، کہ مجھے دوسری طرف لے چل، اُس نے انکار کیا، اس لئے افلاس اور غربت کے سبب میں شکتہ دل ہو گیا ہوں، فقیر نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا، کہ ایک شخص تیس دیناروں کی تھیلی لیکر آپ کی نذر کرنے آیا، آپ نے اُس فقیر سے فرمایا، کہ یہ تھیلی لے کر ملاح کے پاس جا، اور اُسے دیکر کہدے، کہ کسی فقیر کا سوال نہ رد کیا کر، پھر اپنے اپنی قمیص اتار کر فقیر کو دیدی، پھر اُس سے بیس دینار کو خرید لی،

علامہ ابن نجار اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، کہ جبانی کا بیان **ایک روایت** ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا، کہ میں نے اپنے تمام اعمال کی تفتیش کی، تو کھانا کھلانے اور حُسنِ خلق سے افضل و بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا، اگر میرے ہاتھ میں دنیا ہوتی، تو میں یہی کام کرتا، کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا،

علامہ ابن نجار جبانی سے یہ بھی نقل کرتے ہیں، کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا، کہ میرے ہاتھ میں پیسہ بالکل نہیں ٹھہرتا، اگر صبح میرے پاس ہزار دینار آئیں، تو شام تک اُن میں سے ایک پیسہ نہ پئے،

الغرض آپ پیکر سخاوت اور محبتِ حُسن و خلق تھے، **اللہ دَرُّ مَنْ قَلَّ**،

کہ بچو صحت ۱۲، مہینہ نوات ابو نیات جز ثانی ص ۱۲، منہ رح

کرم میں، فیض میں، جود و سخا میں دلربائی میں
غرض ہر آن میں محبوب۔ شانِ کبریائی ہو

آپنی تصانیف

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات اور آپ کے ملفوظات مطالعہ کرنے سے قلب کو جو لذت، حلاوت اور سرور حاصل ہوتا ہے، اس کا نقشہ اُتارنا زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے، آپ کے کلمات یا الفاظ کے پڑھنے سے جو لطف میسر ہوتا ہے، وہ شاید ہی دوسرے لوگوں کی تصانیف کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہو،

آج آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں، اور زندہ حیات ابدی پا رہے ہیں، آپ کا کلام رشتہ دریا سلک گوہر ہے، جو مسلسل دریا کی طرح رواں چلا جاتا ہے، آپ کے کلام میں اس قدر تاثیر، ذوق و شوق اور دلسوزی ہے، کہ بسا اوقات پڑھنے والا وجد میں آکر بے اختیار ہو کر کپڑے چاک کرنے لگ جاتا ہے، آپ نے متعدد تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں، جن میں سے بعض مشہور کتب

یہ ہیں،
عَنْبِيَةُ الطَّالِبِينَ | یہ کتاب مشہور ہے اور حجم میں ضخیم ہے، اس میں شریعت و طریقت کے مسائل کی بحث ہے، اس کا فارسی اولہ

اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے،

بعض علما نے اس کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں بیح کرنے سے تامل کر کے کسی دوسرے عبد القادر جیلی کی طرف اسکو منسوب کیا ہے،

کیونکہ اس کی اور فتوح الغیب کی عبارات میں زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے
 بہر حال چونکہ لوگ زیادہ تر اس کو آپ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس لئے
 اس کو آپ ہی کی تصانیف میں شمار کیا جاتا ہے،
 اکثر غیر مقلدین کا خیال ہے، کہ اس کتاب میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ
 علیہ نے احناف کرام کو مرجیہ لکھا ہے، جو بالکل غلط ہے، کم نہیں اور تقصیب
 پر مبنی ہے،

مولانا عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا خوب منہ توڑ جواب دیا ہے
 آپ فرماتے ہیں، کہ اہل سنت (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اور مرجیہ ضالہ
 کے درمیان بتائیں کلی کی نسبت ہے، اور حنفیہ (جو اصول و فروع میں امام اعظم
 ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں) اور اہلسنت کے درمیان عموم و خصوص
 مطلق کی نسبت ہے، پس ہر حنفی اہلسنت ہوگا، اور یہ ضروری نہیں، کہ ہر اہلسنت
 حنفی ہو،

باقی رہے، وہ حنفیہ جو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صرف فروع میں مقلد
 ہیں، ان کے اور اہلسنت کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے
 پس مادہ افتراق یہ ہے، کہ حنفی ہو، مگر اہلسنت نہ ہو، جیسے مرجیہ حنفیہ،
 اور معتزلہ حنفیہ اور دوسرے یہ کہ اہلسنت ہو، مگر حنفی نہ ہو، جیسے شافعی، مالکی
 حنبلی،

اور مادہ اجتماع یہ ہے، کہ فروع اور عقیدہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 کے موافق ہو،

لے دیکھو مولانا عبدالحمید صاحب مرحوم "کار سار" الرفع والتکلیل فی الجرح والتعديل "ملحقہ بہ

میزان الاعتدال ص ۲۸ ۱۲ مندرج،

اس تہدید کے فہم گزند ہونے کے بعد ہم کہیں گے، کہ غنیۃ الطالبین میں جن حنفیہ کو مرجیہ میں شمار کیا گیا ہے، اس سے وہ اصحاب ابو حنیفہ مراد ہیں، جنکا یہ اعتقاد ہے کہ الايمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسوله اور یہ صرف فرقہ غسانیہ پر منطبق ہوتا ہے،

غسان کوئی اپنے ناپاک مذہب کی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کیا کرتا تھا، اور اپنے نفس پر قیاس کر کے امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مرجیہ سمجھتا تھا، پس یہ بات ظاہر ہو گئی، کہ غنیۃ الطالبین کی عبارت کو آڑ بنا کر حنفیہ یا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و تشنیع کرنا صرف ان لوگوں کا کام ہے، جو نہایت غبی اور سخت متعصب ہوں؟

مولانا کی اس عبارت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے، کہ مرجیہ حنفیہ صرف فروع میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں، لیکن جب وہ اصول ہی میں مقلد نہیں، تو فروع میں ان کی تقلید کیسے معتبر ہو سکتی ہے اور کون عقل کا اندھا ان کو حنفیہ کہہ سکتا ہے، ایک شخص اگر فروع اسلام میں موافق ہو، مگر اصول مثلاً توحید و رسالت کا منکر ہو، اور اس پر وہ مسلمان کہلائے، تو کیا اُسے مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ اسی طرح جب حنفیہ مرجیہ اصول ہی میں حنفیہ المسنت کے ساتھ موافقت نہیں رکھتے، تو کیا حقیقی معنوں میں ان کو حنفی کہنا چاہیے؟ یا ان کے حنفی کہلانے سے تمام حنفیہ نشانہ ملامت بنائے جاسکتے ہیں،

یہ علم تصوف اور معرفت میں بڑے پایہ کی کتاب ہے،

فتوح الغیب | کئی مقالات پر مشتمل ہے، ہر ایک مقالہ معرفت و حقیقت

۱۰ جیسے بعض لوگوں نے مجھ کو مدینہ بنا کر ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا تھا، ۱۲، ۱۱ مندرج

کے جواہرات کی کان ہے، اسکا فارسی ترجمہ حضرت شاہ عبداللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، اور اردو ترجمہ مولوی ابوالحسن سیالکوٹی اور نواب صدیق حسن صاحب نے کیا ہے۔

فتح ربانی یہ آپ کے دو سالہ ارشادات و مواعظ کا ملخص ہے، اس کا طرز بیان بھی فتوح الغیب ہی کی طرح ہے، جو کیفیت حضرت ممدوح کے وعظ کی مجلس میں حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتی تھی، اس کا نقشہ اتارنا زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے جزائے خیر عطا فرمائے، حضرت شیخ عقیف الدین بن المبارک کو، کہ اپنے آنے والی نسلوں کی پیاس پر نظر رکھی، اور اس ضرورت کو محسوس فرمایا، کہ اس آب شیریں کے بادل کا برس جس وقت ختم ہو جائیگا، تو تشنگان ہدایت اور قطب العالم کے مواعظ و ملفوظات کا فیضان حاصل کرنے کے متمنی و طلبگار مسلمان حسرت و یاس کے ساتھ العطش و العطش پکاریں گے اور آسمان ولایت کے آفتاب کو غروب ہو جانے کی وجہ سے جب دیکھ نہ سکیں گے تو کف افسوس سٹنے کے یوا کچھ بن نہ پڑیگا، اس لئے اس گہر بار مجلس کے شرابی وعظ قلب بند کر دیئے، اور حضرت محبوب سبحانی کے دہن فلاح معدن سے حکمت و دانش کے جو پھول مختلف مجالس میں جھڑا کرتے تھے، جتنا کچھ ہوسکا، ان کو فراہم فرما کر، ہمارے لئے ذخیرہ چھوڑ گئے،

یہ بالکل صحیح ہے، کہ ان مواعظ و ارشادات کے کتاب میں پڑھنے سے وہ لذت حاصل نہیں ہو سکتی، جو سامعین و حاضرین مجلس کو دہن شیخ سے سنکر حاصل ہوا کرتی تھی، لیکن چونکہ کلمات اور الفاظ وہی ہیں، جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا کرتے تھے، اس لئے جتنا لطف آج بھی ان میں چھپا ہوا ہے، وہ متفرق کتابوں یا دوسروں کی تصانیف کے پڑھنے میں نہیں آسکتا،

ان مواعظ کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے اصل عربی میں ہیں، جو مدد سے یمنیہ مصر میں طبع ہوئے ہیں، آجکل نایاب ہیں،

یہ قصیدہ جذبہ کی حالت میں آپ کی زبان مبارک سے
قصیدہ غوثیہ صادر ہوا تھا، اس کے پڑھنے اور معانی کو سمجھنے سے الہی

محبت کا ایک ایسا سبق حاصل ہوتا ہے، کہ کبھی فراموش ہونے نہیں پاتا، اور یہ حقیقت
 اظہر من الشمس ہو جاتی ہے، کہ محبت الہی کیا ہے، اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟ محبت اور
 محبوب کے درمیان کیسا رابطہ ہے، اور محب محبوب سے واسل ہو کر کیا پاتا ہے
 گویا یہ ظاہری و باطنی اخلاق کا ایک قبالہ اور حقائق و عرفان کا ایک رسالہ ہے،
 قصیدہ میں جمالی و جلالی دونوں اثر ہیں، اس لئے اس کے پڑھنے والی کی
 طبیعت میں دونوں اثر پیدا ہو جاتے ہیں، اس کی فارسی اور اردو میں کئی شرحیں
 ہو چکی ہیں،

بعض لوگ اپنی کم فہمی اور خود پرستی کے سبب سے اس قصیدہ کو حضرت
 غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب نہیں کرتے، جو سراسر غلط ہے،
 ہم اس کے متعلق چند اصول بیان کرتے ہیں،

اول جو کتاب کسی مصنف کی طرف منسوب کی جاتی ہے، اگر اس کتاب کے مسائل
 مصنف کے عقائد کے برخلاف ہوں، تو یہ شک کیا جاسکتا ہے، کہ یہ کتاب اس مصنف
 کی تصنیف نہیں ہے،

دوم اگر اس کتاب کے مطالب بتقابلہ فضیلت مصنف اعلیٰ یا ادنیٰ ہوں، تو
 ہی ظن ہو سکتا ہے، کہ وہ کتاب اس کی تصنیف نہیں ہے

سوم اگر اس کتاب کی انشا پردازی مصنف کی انشا پردازی کے رتبہ کی نہ ہو
 تو یہی اسی قسم کا خیال ہو سکتا ہے، کہ نسبت درست نہیں ہے،

چہارم بعض کتابوں کے اندر مصنف دیباچہ میں اپنا نام لکھ دیتے ہیں، اور بعض کتابوں میں دوسرے لوگ دیباچہ الحاقیہ میں یا اپنی تصانیف میں اس کتاب کو کسی مصنف کی طرف منسوب کرتے ہیں،

پہنچم بعض کتابوں کی نسبت نہ تو مصنف کا نام ہوتا ہے، نہ ہی کوئی اور راوی اس کی نسبت تشریح کرتا ہے، مگر شہرت اور تواتر روایات سے وہ کتاب کسی خاص مصنف کی تصنیف ثابت ہوتی ہے،

یہ اصول ہیں، جن سے ہم فیصلہ کر سکتے ہیں، کہ یہ کتاب فلاں مصنف کی تصنیف ہے، یا اس کی تصنیف نہیں ہے،

مثلاً کافیہ جو نحو میں ابن صاحب کی تصنیف ہے، اس پر صرف تواتر اور شہرت ہی ایک دلیل ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ یہ ابن صاحب کی تصنیف ہے ایسا ہی بخاری شریف جو علم حدیث کی مسلمہ کتاب ہے، جس کو محمد بن اسمعیلؒ بخاری نے مرتب کیا ہے، مگر اس کی نسبت اَلْفَتْ بِاَصْنَفَتْ نہیں لکھا، البتہ بعض نسخوں میں قال الامام موجود ہے، جو ان کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے، بھیجیوں ایسی کتابیں ہیں، جن کی تصنیف مصنف کی شہرت و تواتر پر مبنی ہے

اب تصبیہ غوثیہ کو لیجئے، نہ اس کی انشا پردازی میں کسی قسم کی نحو اور عرضی غلطی ہے، اور نہ ہی اس کے مطالب مصنف کے عقائد کے برخلاف ہیں،

دوسرے سینکڑوں سالوں سے بروایات متواترہ یہ آپ کی تصنیف ثابت ہے یہ تصبیہ اس وقت تک بھی بغداد شریف اور عرب کی بعض مجالس میں بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے، اگر اس کی عربیت یا مضامین کی نسبت کچھ شک ہوتا، تو اس کی اس قدر شہرت قائم نہ رہتی،

اس سے زیادہ اور کیا برہان ساطع اور حجت قاطع ہو سکتی ہے، کہ علامہ شیخ

نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی ثقفونی رحمۃ اللہ علیہ، عارف نامی حضرت مولانا عبد الرحمن جامی مصنف شرح کافیہ اور حضرت شیخ عبدالحق صاحب محذث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بزرگ اس تصیدہ کو پڑھتے پڑھاتے چلے آئے ہیں پس اس قدیمی شہرت اور تواتر کا انکار ایک ایسا انکار ہے، جو ہر طرح سے باطل ہے، اگر ہم تواتر اور شہرت کے ثبوت کو نظر انداز کر دیں، تو پھر ہم ایسی کتابوں کو جن میں مصنفین نے اپنا نام نہیں لکھا، یہ ثابت نہیں کر سکتے، کہ یہ اس مصنف کی تصنیف ہے،

اشعار میں بالعموم یہ قاعدہ ہے، کہ مصنف اخیر پر اپنا نام یا تخلص ظاہر کرتا ہے، تصیدہ غوثیہ میں حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنا اسم گرامی ظاہر فرما دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ

أَنَا أَحْسَنِي وَالْمَخْدَعُ مَقَامِي
وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرَّجَالِ
أَنَا الْجَبَلِيُّ مَحْيِ الدِّينِ إِسْمِي
وَأَعْلَامِي عَلَى رَأْسِ الْجِبَالِ
وَعَبْدُ الْقَادِرِ الشُّهُورِ إِسْمِي
وَجَدِي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

(۱) میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہوں، مخدع میرا مقام ہے، اور ولیوں کی گردنوں پر میرا قدم ہے،

(۲) میں ہوں جبل کا اور محی الدین میرا نام ہے، اور میرے اقبال کے جھنڈے پہاڑوں پر لہرا رہے ہیں،

(۳) زیادہ تر میرا مشہور نام عبد القادر ہے، اور میرے جدا مجد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ جمیع کمال میں،

دیکھئے، کس قدر تشریح اور وضاحت سے اپنا نام، وطن و لقب بیان فرما دیا ہے
جب آپ خود اس قصیدہ کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہیں، پھر کیا شک باقی رہ گیا،
علاوہ ازیں مصنف بیچہ الامرار نے اس قصیدہ کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ
ہی کی طرف منسوب کیا ہے،

الغرض ان وجوہات اور ہزاروں علما و فضلاء، اشعار و صوفیا، صاحبان کشف و
مقربان بارگاہ احدیت کے تسلیم کرنے کے باوجود بھی اس قصیدہ کو آپ کی تصنیف
نہ کہنا میرے خیال میں جہالت نہیں اتوا اور کیا ہے،
اب میں آپ کا یہ قصیدہ اردو اور فارسی اشعار کے ترجمہ کے ساتھ درج کرتا ہوں

قصیدہ غوثیہ

سَقَانِي الْمُهَبُّ كَمَا سَاتِ اِنْوَصَالِ

نَقَلْتُ لِحَمْرَتِي لِحَوِي تَعَالِي

عشق نے مجھ کو پانی وصل دبر کی شراب تب کہا میں نے یہ سے سے آمیری جانب تباب
داوجاناں در کفم جام وصال گفتم اے ساتی بہن کن اتقال

سَعَتْ وَمَشَتْ لِحَوِي تِي كُوْطِي

فَهَمْتُ بِسُكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِ

دوڑ کر آئی میری جانب پیالوں نہیں بھری کر گئی سب دوستوں نہیں بھی اثر مستی مری

پس بیاد پیش من با جاہسا پس ز خود رفتم میان اہل حال

وَقُلْتُ بِسَائِرِ الْأَقْطَابِ لَمَوْا

بِحَالِي دَاذْ خُلُوْا أَنْتُمْ رِجَالِي

پس کہائیں یہ سب قطبوں نے اُس کے سب اور مریدوں نہیں ہرے ہو جاؤ داخل جلد اب
پس بگفتم جملہ اقطاب را درخار من در آئیدے رجاں

وَهُمْ وَأَدَا شَرُّبُوا أَنْتُمْ حُبُّو دِي

نَسَاتِي الْقَوْمِ بِأَنْوَافِي مَدَارِي

کر کے ہمت سب پویشکر ہو تم میرا نام دے رہا ہے قوم کا ساتی مجھ بھر بھر کے جام
در کشید از توتق اے زندان من درخار من بخشد این نوال

شَرُّبْتُمْ نُضَلَّتِي مِنْ بَعْدِ سُكْرِي

وَلَا يَنْلِمْ عَلَوِي وَاتِّصَالِي

مست جب میں ہو گیا تم نے مرا جوٹھا پیا مرے قرب شان کو ہو کب پہنچ سکتے بھلا
زرے از پیمانہ من خوردہ اید مر شمارا نشہ ام باشد محال

مَقَامِكُمُ الْعُلَى جَمْعًا وَ لَكِن

مَقَامِي فَوَقْتِكُمْ مَا ذَاكَ عَالِي

شک نہیں اس میں کہے عالی تمہارا مرتبہ پر مر اتم سب بڑھ کر ہے ہمیشہ مرتبہ
گرچہ میں عالیست جائے شما از مقام من بود صف تعال

أَنَا فِي حَضْرَةِ التَّقَرُّبِ وَحُدِّي

يُصَرِّفُنِي وَحَسْبِي ذُو الْجَلَالِ

منزل قرب الہی میں ہوں میں کیسا کمال ہوں ترقی پر سد کافی ہے مجھ کو ذوالجلال
من یگانہ در جناب قرتم بر مدارج بردنم بس ذوالجلال

أَنَا الْبَارِئُ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ

وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِي

باز سب شیخوں پر ہوں اونچی مری پر ناز ہے مجھ سے کسی پر عطا مجھ کو خدا پر ناز ہے

شاہ بازم من زہر چرو جوان کیست آنکر یافتہ چوں من کمال

كَأَنِّي خَلْعَةٌ يَطْرَازُ عَزْمِ

وَتَوْجِبَنِي بِتَيْبَانِ الْكَمَالِ

جسپہ گلکاری الواعزی کی وہ خلعت دیا اور کمالیت کا تاج اُس نے سر پر رکھ دیا

خلعت پوشاند حق بانقش عزم ساخت سلطانم بد بہیم کمال

وَأَطْلَعَنِي عَلَى سِرِّ قَدِيمِ

وَقَلَّدَنِي وَأَعْطَانِي سُورًا

اور قدیمی راز پر اپنے مجھے محرم کیا اور پہنایا مجھے عزت کا اور سب کچھ دیا

اطلاعم دادہ بر راز قدیم خواجہ ام بنمودہ باندر سوال

وَوَلَّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا

فَعَلَّمَنِي نَائِنْدَهُ فِي كُلِّ حَالٍ

بمکوسب قطبوں پر اُس نے کر دیا ہے حکمران ساری خلقت پہی ہر دم حکم اب میرا رواں

والیم بر جملہ اقطاب ساخت حکم من جاری شدہ در جملہ حال

نَلَوْ الْقَيْتُ سِرِّي فِي هَسَارِ

نَصَادُ الْكُلِّ غَوْرًا فِي الرِّمَالِ

پھینکدوں دریا کے اندر بھید کو اپنے اگر خشک ہو دم میں ہے پانی نہ اُس میں بوندر ہیر

پس بریا راز خود گرا ننگم خشک گرد چوں زمیں پا کمال

وَلَوْ الْقَيْتُ سِرِّي فِي جِبَالِ

لَدَاكَ دَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

بھید کو اپنے پاڑوں پر اگر ڈالوں کہیں ریزہ ریزہ ہو کے چھپ چائیں وہ ریتے میں کہیں

راز خود گرا ننگم بر کو ہسار ریزہ پوشیدہ گرد در مال

ذَلَّوْا الْقَيْتُ سِيرِي فَوْقَ نَارِ

لِحَدَاتٍ وَأَنْطَفَتْ مِنْ سِيرِ حَالِي

پھینکروں گے راز کو اپنے کبھی میں گ پر
ستر کی تاثیر سے ٹھنڈی وہیں ہو سر بسر
راز خود گرا فگنم بر آتے
مرد و خامش میشود از سر حال

ذَلَّوْا الْقَيْتُ سِيرِي فَوْقَ مَيْتِ

تَقَامُ بِقُدْرَةِ الْمَوْلَى تَعَالَى

پھینکروں مردہ کے اوپر بھید کو اپنے اگر
اکھ کھڑا ہو قدرت خلاق سے وہ جلد تر
راز خود گرا فگنم بر مردہ
مردہ بر خیزد حکم ذوالجلال

ذَمَّ مِنْهَا شَهْوَةً أَوْ دَهْوَةً

تَمْرٌ وَتَنْقِضِي لَا آتَالِي

بے نہیں ہوتا بسر کوئی مہینہ یازماں
جب تک مجھے اجازت گزروہ آکر یہاں
نگذر روزاں یسح ماہ و یسح سال
کوئی آید مرا بہر مقال

وَأَخْبِرُنِي بِمَا يَأْتِي وَيَجْرِي

وَتُعَلِّمُنِي فَأَقْصِرْ عَنِّي جِدَالِ

جو گذرتا ہے جہاں نہیں اسپہ دیویں الطلاع
سب خبر ہوتی ہی مجھ کو چھوٹے یکسر نزع
در حوادث می نماندم خبر
دوستداراں بگذرید از قبیل و قال

مُرِيدِي هِمْدَ طَيْبٍ وَأَشْطَمَ وَغَنِي

وَأَفْعَلُ مَا تَشَاءُ فَأَلِاسْمُ عَالِ

چین کر خوش میری طالب تمہیں پرواہ ہی کیا
عاشقانش مست بر گورم عشق
کر جو تیرے جی میں آئے اسم ہے عالی مرا
کوشے بنا بلند از حسب حال

مُرِيدِي لَا تَحْفَ اللَّهُ رَبِّي

عَطَانِي رِفْعَةً نَزَلْتُ الْمَنَاسِلَ

طالبامت ڈر کہ اللہ سے میرا پروردگار جس نے دی ہے مجھ کو رفعت اور کیا عالی وقار

نعم مخور عاشق کہ حق ربِّ من است پایہ ام داد و رسیدم بر مناسل

طَبُونِي فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دُقْتُ

دَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَأَ ابْنِي

آسمان پر اور زمین پر میرے نغمے نے اور تعیبان سعادت چلتے ہیں آگے مے

درد و عالم کو ساقبالم زدند پایہ نختم عیاں شد در حمال

يَلَادُ اللَّهُ مُلْكِي تَحْتِ حِكْمِي

رَوْقَتِي قَبْلَ قَلْبِي قَدْ صَفَا لِي

ملک حق ہے بلکہ میرا سپہ ہے قبضہ مرا دل سے پہلے وقت میرا صاف حق نے کر دیا

زیر فرمانم ہمہ ملک خدا است وقت من خوش گشتہ پیش از اتعال

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا

كُنْزِ دَلَةِ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ

شرق سے غرب تک دیکھا بسمی ملک خدا مجھ کو سب معلوم مثل دانہ خردل ہوا

در نگاہ من ہمہ ملک خدائی ذرہ باشد بحکم اتعال

وَكُلُّ دِينِي لَكَ قَدَمٌ وَإِنِّي

عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرُ الْكَمَالِ

چلتے ہیں سارے ولی بس اپنی چال پر ہے قدم میرا فقط بر سنت خیر البشر

ہر ولی را تہہ دادند و من پیرو پیغمبرم بدر کمال

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّى جِئْتُ قُطْبًا

وَنَزَلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِي

پڑھکے میں علم طریقت ہو گیا قطب زماں ہے سعادت پر مجھے پہنچا یا حق نے بیگیاں
 علم حق خواندم کہ گشتم قطب وقت نیک بختی یافتم اندر کمال
 مَرِيدِي فِي لَا تَخْفَ وَ اِيْشِ فَا اَيَّ
 عَزُوْمًا قَاتِلٍ عِنْدَ الْقِتَالِ

ڈر مخالف سے نہ بالکل میرے طالب نہ بہار ہوں دلاور اور قوی بیشک بوقت کارزا
 عاشقا ہرگز مہترس از بد سگال من دلیرم غازیم اندر قتال
 اَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَارِئِي

ہوں میں اولاد حسن اور میری مخدع ہے جا سارے دیونگی ہے گردن پر قدم بیشک مرا
 با حسن نسویم و مخدع مقام پائے من برگردن مردان حال
 اَنَا الْجَيْلِيُّ مُحَمَّدِي الدِّينِ اَسْمِي

ہے وطن گیلان کہتے ہیں محمدی الدین مجھے میں پہاڑوں پر مہرے اقبال کہ جھنڈی گڑھے
 من محمدی الدین و من جیلانی ام کوہ زیر محکم من در امتثال
 وَ اَعْدَائِي عَلِي رَاْسِ الْجَبَالِ
 دَجْدِي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِي

نام ہے مشہور عبدالقادر عالم میں مرا صاحب عین الکمالی ہے مرا تانا ہوا
 نام من مشہور عبدالقادر است جد من شد صاحب ذات کمال

چہل کاف چہل کاف سے مراد وہ تین اشعار ہیں، جو محبوب سبحانی
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مناجات
 کے طور پر اپنے پاک اور مطہر قلب سے خطاب کرتے ہوئے مرتب فرمائے تھے

چونکہ یہ اشعار نہایت ہی فصیح، بلیغ، مشکل اور ادق ہیں، عوام الناس اکثر طویل
 پران کو بالکل غلط پڑھتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ ہر ایک شعر صحیح
 اعراب، ترکیب صرفی و نحوی، وزن عروضی، حل لغات اور فارسی اردو مشترح ترجمہ
 کے ساتھ درج کیا جائے،

شرح پہل کاف

یہ ابیات ایک قطعہ کی صورت میں ہیں، جو بحر بسیط سے ہے، جس کے اجزاء
 مثنوی ہیں، اور اس کی اصل مُسْتَفْعِلُنْ قَا عَلُنْ چار بار ہے،

(۱) پہلا شعر

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَكِفَةٌ
 كَفُّكَاهِمَا لَكُمَيْنِ كَانِ مِنْ لُكْ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر بیان ہو چکا ہے، تقطیع ملاحظہ ہو،

تقطیع | كَفَاكَ رَبُّ : — مَفَاعِلُنْ
 بُ كَ كَمْ : — فَعِلُنْ

يَكْفِيكَ وَ : — مُسْتَفْعِلُنْ

كِفَةٌ : — فَعِلُنْ

كُفِّتَ بِهَا: — مُسْتَفْعِلٌ

كُفِّي: — نَعِلٌ

يَنْ كَانَتْ مِنْ: — مُسْتَفْعِلٌ

لُكِّتَ: — فَعِلٌ

ترکیب صرفی و نحوی

کُفِّيَ بِهَا ضَرْبٌ سے فعل ماضی معروف دو مفعول کو چاہتا ہے، لُكِّتَ۔ مفعول بہ اول، دوسرا مفعول تعمیم اور اختصار کی واسطے حذف کر دیا گیا ہے رَبُّكَ۔ مرکب اضافی فاعل، کُفِّيَ۔ خبریہ مفعول مطلق تاکید یا مفعول فیہ، فعل اور فاعل اور مفعول ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا،

يَكْفِي: — باب ضَرْبٌ سے فعل مضارع معروف، اس میں ضمیر مُسْتَفْعِلٌ ہے، جو ذب کی طرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل۔ لُكِّتَ۔ مفعول بہ اول، وَ اِكْفَيْتَ۔ مفعول بہ دوسرا اور موصوف كُفِّتَ بِهَا، — مرکب اضافی مبتداء، لُكِّتَ۔ جار۔ كَيْفِي: — مجرور اور موصوف۔ كَانَتْ، — تامہ بمعنی حَصَلَ اس کے اندر ضمیر هُوَ مُسْتَفْعِلٌ وہ اسکا فاعل، مِنْ: — جار كُكِّتَ: — مجرور، جار مجرور ملکر كَانَتْ کے متعلق ہوئے، فعل، فاعل اور متعلق ملکر جملہ صفت كَيْفِي کی ہوئی موصوف صفت ملکر جار کا مجرور ہوا، كَيْفِي جار مجرور ملکر مبتداء کی خبری، مبتداء خبر جملہ بنکر وَ اِكْفَيْتَ کی پہلی صفت ہوئی

حَلُّ نِعَاتٍ

وَ اِكْفَيْتَ: — ناگہانی مصیبت، یا بلائے آسمانی

کَفَّكَافُ، — مصدر ہے، یعنی روکنا، پھیرنا، یا دفع کرنا، محاورہ عرب میں بولتے
ہیں، كَفَفَتْ فَكْفًا یعنی اُس کو روکا، وہ رک گیا،
مَكَيْنٌ: — گھات لگانا،
لَكَلَفٌ بڑا بھاری شکر،

فارسی ترجمہ

کفایت کردہ است ترا پروردگار تو بسیار کفایت دیند کفایت میکنی یا خواہد کرد
ترا از مصیبت کہ بازگشتن آن، یا باز ایستادن آن، از تو مانند کمین کردن است
کہ باشد از شکر در ہم آمدہ،

اردو ترجمہ

اے میرے دل! تیرا بپہلے بھی کئی دفعہ تجھے سخت سخت مصائب سے
کفایت کرتا رہا ہے، اب بھی تجھے ایسی ایسی مصیبتوں سے کفایت کرے گا،
کہ جنگی بازگشت (یعنی واپسی) یا استادگی (یعنی رکے رہنا) بھاری شکر کے گھات
لگانے کی مانند ہے،

یعنی اُن مصائب کا پسپا ہونا اُنکے دوبارہ حملہ کرنے کی آمادگی پر مبنی ہے،
جیسے ایک بڑا بھاری شکر اس خیال سے اپنے مقابل سے منہ موڑ کر اپنی پسپائی
ظاہر کرے، کہ مقابل کو دہو کہ دے کر غفلت میں ڈال کر شدت کا حملہ کرنے کے اس کی
بیخ کنی کر دے، یا اُن مصائب کا روکنا گویا ایک عظیم الشان شکر کا اس خیال
سے گھات لگانا اور دیکے نیٹھے رہنا ہے، کہ موقع پاتے ہی جھٹ سے نکل کر اپنے
مقابل کا اہتیمال کر دے،

(۲) دومراشعر

تَكَرُّرًا كَرَّ الْكِرِّ فِي كَيْدٍ
تَحْكِي مُشْكَلَةً كَلَّكَ نَكَدٌ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر جو چکا ہے، تقطیع یہ ہے،

تقطیع | تَكَرُّرًا كَرَّ الْكِرِّ : — مَفَاعِلُنْ
رَأَى كَرَّ : — فَاعِلُنْ

رَأَى كَرَّ رِي : — مُسْتَفْعِلُنْ

كَيْدٍ : — فَعِلُنْ

تَحْكِي مُشْكَلَةً : — مُسْتَفْعِلُنْ

شِكَّةٌ : — فَعِلُنْ

كَلَّكَ : — مَفَاعِلُنْ

نَكَدٌ : — فَعِلُنْ

تکرپ صرفی و نحوی

تَكَرُّرًا : — باب ضرب سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مونث غائب

ضمیر ہی اس کے اندر مستتر ہے، جو ذائقہ کی طرف پھرتی ہے، وہ اس کا فاعل

كَرَّ : — مصدر، مفعول مطلق اور موصوف لٹ : — جار، کَرَّ : — مجرور

اور مضاف التکرار:۔ مضاف ایہ جار مجرور ملکر صفت ہوئی، نئی:۔ جار کبذ:۔
 مجرور، جار مجرور متعلق تشبیہ کے جو کاف سے مستفاد ہے:۔ فعل فاعل اور مفعول
 ملکر جملہ فعلیہ دوسری صفت و اکیفہ کی ہوئی، تھکنی باب ضرب سے فعل مضارع
 معروف صیغہ واحد مؤنث غائب، اس کے اندر ضمیر ہی مستتر ہے، جو و اکیفہ کی
 طرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل و مشکیشکۃ:۔ مفعول بہ لک:۔ جار نکلاش
 مجرور اور موصوف، نکلاش:۔ صفت، فعل فاعل اور مفعول ملکر جملہ فعلیہ تیسری
 صفت و اکیفہ کی ہوئی،

حَلُّ لُغَات

تکرار:۔ وہ مصائب بار بار حملہ آور ہوتے ہیں،

کترار:۔ بار بار حملہ کرنا،

کتر التکرار:۔ مضبوط موٹی رسی کے اجزاء کا آپس میں ایک دوسرے کے

ساتھ خوب زور سے پٹنا،

گبد:۔ سختی اور دشواری،

تھکنی:۔ وہ مصائب مشابہ ہیں،

مشکیشکۃ:۔ نیزہ زن سلاح فوج و لشکر

نکلاش:۔ خوب موٹا اونٹ

نکک:۔ گتے ہوئے گوشت والا اونٹ

فارسی ترجمہ

حملہ می کند حملہ کردنی مانند پچیدن رسن سطر در سختی و مشقت، حکایت میکند

ان مصیبت جماعہ سلاح پوش را با نیزہ تیز را مانند شتر جوان فر بہ سخت گوشت ،

اردو ترجمہ

وہ مصیبتیں ایسا سخت اور مضبوط حملہ کرتی ہیں، جو اپنی مضبوطی اور یکجان ہونے میں ایک بڑی موٹی رسی کی لڑیوں کی مضبوطی اور ان کے یکجان ہونے کی مانند ہیں اور وہ مصیبتیں اپنی تیزی، تندی، دلیری اور سختی میں ایک ایسے بھاری مسلح، نیزہ زن لشکر کی مانند ہیں، جو اپنی جسارت، طاقت اور یکجان ہونے میں ایک فر بہ، جوان اور سخت گوشت اونٹ کی مانند ہیں،

(۳) تیسرا شعر

عَفَاكَ مَا فِي عَفَاكَ الْكَافِ كَوْبَتَهُ
يَا حَوْعِبًا كَانَ يَمْكِنُ كَوْكَبَ الْفَلَكِ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر بیان ہو چکا ہے، تقطیع یہ ہے،

تقطیع | كَفَاكَ مَا - مَفَاعِلُنْ
يَا حَوْعِبًا - فَاعِلُنْ

كَ الْكَافِ كُرْ - مُسْتَفْعِلُنْ

بَتَّةٌ - فَعِلُنْ

يَا حَوْعِبًا - مُسْتَفْعِلُنْ

كَانَ يَخْرُجُ: - فاعِلُنَّ
 كِي كَوَكَبَلٌ: - مُستَفْعِلُنَّ
 فَلَكٌ: - فاعِلُنَّ

ترکیب صرفی و نحوی

کَفَاً: - باب ضَرْبٍ سے ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر ہُو اس کے اندر مستتر ہے، جو ذب کی طرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل یا اَلْکَافِ اسکا فاعل لَکْ، پہلا مفعول بہ مَآءُ، - موصولہ اپنی: - جار مجرور فعل مخذوف کے متعلق ہو کر صلہ ہوا، موصول ملکر دوسرا مفعول بہ ہوا، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ، دعائیہ یا خبریہ ہوا،

عَفَاً: - فعل لَکْ، - پہلا مفعول بہ اَلْکَافِ: - اسم فاعل مخفف اَلْکَافِ کا وہ اسکا فاعل کَرُبْتُ: - مرکب اضافی، دوسرا مفعول بہ، فعل فاعل پہلا اور دوسرا مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا،

یَا: - حرفِ نداء، کَوَكَبَلًا: - منادوی موصوف، کَانَ: - فعل ضمیر میں فاعل یٰحٰیجی، - باب ضَرْبٍ سے مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر، فاعل کَوَكَبَلِ اَلْفَلَکِ: - مرکب اضافی مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر کَوَكَبَلًا کی صفت ہوئی،

حَلُّ لُغَاتٍ

اَلْکَافِ: - کَرُبْتُ، رُبَّ، تکلیف اور پریشانی سے کفایت کرنے والا اصل میں اَلْکَافِ ہے، جو خداوند تعالیٰ کا اسم صفاتی ہے، ضرورت شعر کے اَلْکَافِ پڑنا

گیا ہے،

کوکب: ستارہ

یخک: مشابہت رکھتا ہے،

الفلاک: آسمان

فارسی ترجمہ

کفایت کما و ترا پروردگار تو لے دل من از آنچه با من است، یعنی در علم من
ست، کفایت کما و از بربخ و کلفت آن، لے ستارہ کہ حکایت سے کند ستارہ آسمان

اردو ترجمہ

لے میرے دل جسے میں ستارہ تصور کرتا ہوں، اور جو آسمانی ستارہ کے ہم پلہ
ہے، خدائے تعالیٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے کفایت کی، جو بھپیر نازل ہوئی
تھیں یا خدائے تعالیٰ نے ان تمام مصائب سے نجات دے، اور کفایت کرے،
جو بھپیر آئندہ نازل ہوں، کفایت کرنیوالے خدائے تعالیٰ نے تجھے تیرے ربخ و تکلیف
سے کفایت کی (یا کرے)۔

دیوان حضرت غوث اعظم | یہ دیوان فارسی میں ہے، بکھنوا اور لاہور
دیوان | وغیرہ میں کئی دفعہ چھپ چکا ہے، دیوان

کیا ہے، رموز عشق کا دفتر ہے، پڑھتے ہی بے اختیار انسان پر وجدانہ کیفیت
طاری ہو جاتی ہے،

مشید^{۲۱۹} جیسے قرآن مجید میں آتا ہے، یومئذ عواد الداع یہاں الداع مخفف الداعی

کتاب ۱۲ مندرجہ یعنی نجات دی تھی ۱۲ مندرجہ

مکتوبات حضرت محبوب سجانی | یہ مکتوب فارسی میں ہیں، مطبع نولکشو
میں چھپے ہیں، تصوف اور عرفان

کا مخزن ہیں، جواہرات معرفت کی کان ہیں، فی الحقیقت قابل ثمرات اور سزاوار
تلاوت ہیں۔

علاوہ انہیں اور بھی بہت سی کتب مثلاً کبریت احمر، اسبوع شریف، جلاذ الخاطر
فی اباطن والظاہر اور یواقتت الحکم دیوان غوث اعظم وغیرہ آپ کی تصانیف میں
اب بطور تبرک آپ کے چند ارشادات، ملفوظات، مقالات اور تشریح اصطلاحات
صوفیہ کو اردو میں درج کیا جاتا ہے،

اصطلاحات صوفیہ

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اصطلاحات صوفیہ کی تشریح کیا کی
ہے، حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے، چنانچہ آپ ہی کی تشریحات برج ذیل کی
جاتی ہیں،

آپ سے محبت کی نسبت دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ محبت دل کی
محبت تشویش کا نام ہے، جو محبوب کے فراق سے اسے حاصل ہوتی ہے، اس
تشویش کے وقت دنیا اس کے سامنے ایسی ہوتی ہے، جیسے انگشتری کا حلقہ یا نام کا مجمع
محبت ایک نشہ ہے، جس کے لئے ہوش نہیں، ایک فلق ہے، جس کے لئے
سکون نہیں، محبت محبوب سے خواہ ظاہر، خواہ باطن ہر حال میں خلوص منتی کرنے کا نام
ہے، محبت بجز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کرینے کو کہتے ہیں، عاشق محبت کے
نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں، کہ محبوب کے مشاہدہ کے بغیر ہوش میں نہیں آتے،

وہ ایسے بیمار ہیں، کہ مطلوب کے دیدار کے بغیر تندرست نہیں ہوتے، انہیں ایثار سے
حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے، بغیر مولا انہیں کسی سے اُنسیت نہیں ہوتی،

توحید | آپ توحید کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا، کہ دل و جان سے صرف خدا کا ہو جانا
اسو اسے اللہ سے قطع کرنا توحید ہے،

تجربہ | تجربہ کی بابت آپ سے دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ تجربہ محبوب کو پا کر
استقلال کے ساتھ مقام سر کو غور و فکر سے خالی رکھنا، اور تنزل میں

اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا ہے،

معرفت | معرفت کے متعلق آپ سے پوچھا گیا، تو فرمایا، کہ معرفت یہ ہے
کہ مشیئات الہیہ میں سے ہر شے کے اشارہ سے جو کہ وہ اُس کی

توحید کی طرف کر رہی ہے، خفایا لے مکنونات و شواہد حق پر مطلع ہو، اور ہر فانی
کی فنا سے علم حقیقت کا ادراک کرے اور اسی میں ہیبت و بوبیت اور تاثیر بقا کو دل کی

آنکھ سے معاینہ کرے، اسے

برگ درختان بہر دور نظر ہوشیار

ہر ورق دفتر یست معرفت کردگار

ہمت | ہمت کی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ ہمت نفس کو حجت
دنیا سے روح کو تعلق آخرت سے اور اپنے قلب کو مولے کے ارادہ

کے ہوتے ہوئے اپنے ارادہ سے دُور رکھنا اور مقام سر کو موجودات کی طرف اشارہ
کرنے سے خواہ ایک لمحہ بھریا آنکھ چھلکنے کے برابر ہو، خالی رکھنا ہے،

حقیقت | حقیقت کی بابت دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا، کہ حقیقت یہ
ہے، کہ اس کی ضد اس کے منافی نہ ہو، اور مقابلہ کی وقت اس کا

منافی باطل اور فنا ہو جائے،

ذکر آپ سے ذکر کے اعلیٰ درجات کی نسبت دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ اعلیٰ درجات ذکر یہ ہے، کہ اشارات الہیہ سے دل متاثر ہو، یہی ذکر دائمی ہے جسے نسیان کچھ نقصان نہیں پہنچانا، اور نہ غفلت اس میں کچھ کدورت پیدا کر سکتی ہے اس صورت میں سکون، نفس، خطرہ سب ڈاگر ہو جاتے ہیں، بہترین ذکر یہ ہے، کہ خطرات الہیہ سے جو کہ تمام ستر میں وارد ہوتے ہیں پیدا ہو۔

شوق شوق کی بابت دریافت کرنے پر اپنے فرمایا، کہ بہترین شوق وہ ہے جو شاہدہ سے پیدا ہو، ملاقات سے سُست نہ پڑ جائے، دیکھنے

سے ساکن نہ ہو، قرب سے چلانہ جائے، محبت سے زائل نہ ہو، بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے، شوق بھی بڑھتا جائے، شوق کے لئے ضروری ہے، کہ وہ اپنے اسباب یعنی موافقتِ روح متابعتِ ہمت یا حفظِ نفس سے خالی ہو، اس وقت شاہدہ دائمی ہوتا ہے، اور شاہدہ سے شاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے،

توکل توکل کی نسبت پوچھنے پر اپنے فرمایا، کہ توکل قلب کا بغیر کو چھوڑ کر خدا کی طرف مشغول ہونا، اُس کے سبب ظاہر کو بھول جانا، اور اکیلی اُس کی ذات پر بھروسہ کر کے اسو سے بے پرواہ ہو جانا ہے، یہی وجہ ہے، کہ متوکل مقامِ فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے،

انابت انابت کے متعلق اپنے فرمایا، کہ درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے، اعلیٰ مقامات میں ترقی کرنے، مجالس میں حضرت تقدس میں جا کر ٹھیرنے اور اس شاہدہ کے بعد کل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنے کا نام انابت ہے،

توبہ توبہ کے متعلق اپنے فرمایا، کہ توبہ یہ ہے، کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی قدیم عنایت سے توبہ اپنے بندہ پر مہذول فرما کر اسکے دل پر اس کا اشارہ کرے، اور اپنی

شفقت و محبت کے ساتھ خاص کرے، اور اُسے اپنی طرف کھینچ لے، اس وقت بندہ کا دل اپنے سوا کی طرف کھینچ جاتا ہے، اور روح، قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہے، پھر وجود میں امر الہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا، یہی صحت توبہ کی دلیل ہے، دنیا کے متعلق اپنے فرمایا کہ جو شے انسان کو خدا سے باز رکھے، وہ

دنیا دنیا ہے،

تصوف تصوف کے متعلق اپنے فرمایا کہ قالب کی تمام کدورتوں سے قلب کو صاف کرنا کام تصوف ہے،

تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے،

- (۱) سخاوت ابراہیم علیہ السلام (۲) رضائے اسحق علیہ السلام
- (۳) صبر ایوب علیہ السلام (۴) اشارت زکریا علیہ السلام
- (۵) تجرّد و تضرّع یحییٰ علیہ السلام (۶) صوف موسیٰ علیہ السلام
- (۷) سیاحت عیسیٰ علیہ السلام (۸) اور قمر سیدنا و نبینا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

تعزیز اپنے فرمایا، کہ تعزیز یہ ہے، کہ عزت اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں صرف کی جائے، اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے

اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے،

تکبر اپنے فرمایا، کہ تکبر یہ ہے، کہ عزت اپنے نفس کیلئے حاصل کی جائے، اور اپنی خواہشات میں صرف کی جائے، کبر کے دو قسم ہیں، ایک طبعی

اور دوسرا کسی، کبر طبعی کبر کسی سے کم درجہ کا ہوتا ہے،

شکر شکر کے متعلق اپنے فرمایا، کہ شکر کی حقیقت یہ ہے، کہ نہایت عجز و

انکسار کے ساتھ منعم کی نعمت کا اعتراف کیا جائے ، اور اسے شکر کی عاجزی کو مد نظر رکھ کر نت احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے ، شکر کی بہت سی قسمیں ہیں ، ایک تو زبان کا شکر ہے ، وہ یہ کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے ، ایک شکر بالارکان ہے ، وہ یہ کہ کہ خدمت و وقار سے مومنوں سے ، ایک شکر بالقلب ہے ، وہ یہ کہ بساط شہود پر معتکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے ، پھر اس مشاہدہ کے بعد نعمت کو دیکھ کر منعم کے دیدار کی طرف ترقی کرے ،

شاکر وہ ہے ، کہ موجود پر شکر کرے ، اور شکور وہ ہے ، کہ مفقود پر شکر گزاری کرے ، اور حامد وہ ہے جو نفع کو عطا اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے ، اور ان دونوں وصفوں کو مساوی جانے ، اور حمد وہ ہے ، کہ حمد کر نیوالا چشم معرفت کے ساتھ بساط قرب پر مستفید ہو ،

صبر اپنے فرمایا ، کہ خدائے تعالیٰ کے قضاء و قدر سے جو واقع ہو ، اس پر ثابت قدم رہنے کا نام صبر ہے ،

صبر کی کئی قسمیں ہیں ،

ایک صبر اللہ ہے ، وہ یہ کہ اس کے اوامر کو بجالاتا اور اس کے نواہی سے بچتا رہے ، ایک صبر مع اللہ ہے ، وہ یہ کہ قضائے الہی پر راضی اور ثابت قدم ہے اور مطلقاً ذرا بھی چون و چرا نہ کرے ، فقر سے بالکل نہ گھبرائے ، اور بغیر کسی قسم کی ترش روئی کے اظہار غنا کرتا رہے ، ایک صبر علی اللہ ہے وہ یہ کہ ہر ایک امر میں وعدہ و وعید الہی کو مد نظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے ،

حسن خلق حسن خلق کے متعلق دریافت کرنے پر اپنے فرمایا ، کہ حسن خلق یہ ہے ، کہ تم پر لوگوں کے جو رجحان کا اثر نہ ہو ، اور لوگوں کو جو

حکمت اور ایمان دیا گیا ہے اس لحاظ سے انکو بڑا سمجھے، یہ بندہ کے افضل مناقب میں سے ہے، اور اسی سے انسانی جوہر ظاہر ہوتے ہیں،

صدق | صدق کے متعلق اپنے فرمایا، کہ افعال و اقوال میں صدق یہ ہے کہ رویت الہی کو مد نظر رکھکر انکو وقوع میں لائے، اور صدق احوال میں یہ ہے، کہ ہر ایک حال و خاطر البتہ سے گزرے،

فنا | فنا کے متعلق اپنے فرمایا، کہ اگر باطن میں حق تعالیٰ کی ہستی کا ایسا غلبہ ہو جائے کہ سالک کو خدا تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا شعور تک باقی نہ رہے، تو اسے فنا کہتے ہیں

بقا | اپنے فرمایا، بقا اسی بقا سے حاصل ہوتی ہے، جسکے ساتھ فنا اور انقطاع نہ ہو، اہل بقا کی یہ علامت ہے، کہ انکے اس وصف بقا میں کوئی فانی شے انکے ساتھ نہ رہ سکے، کیونکہ وہ دونوں آپس میں ضد ہیں،

وقفا | اپنے فرمایا، کہ حقوق الہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اس کے حدود کی محافظ اور ظاہر اور باطناً اس کی رضا مند یوں کی طرف رجوع کرنے کا نام وقفا ہے،

رضا | اپنے فرمایا، کہ جب آدمی خدائے تعالیٰ کے قضاء و قدر کو اس طرح برداشت کرے، کہ گویا اس پر سچے دل سے راضی رہے، اور ہر حالت میں اسکا قلب مطمئن رہے، تو یہ رضا ہے،

حجاب | حجاب کے متعلق اپنے فرمایا، کہ حجاب ان کو نیہ صورتوں کے دل میں واقع ہو جانیکو کہتے ہیں، جو حق تعالیٰ کے قرب کو روکنے والی ہیں،

وصل | وصل کے متعلق اپنے فرمایا، کہ حق تعالیٰ کے شہود میں پہنچکر اپنے وجود کو فراموش کر دینے کا نام وصل ہے،

نیز وجد شراب و محبت الہی ہے، جو مولا اپنے بندہ کو پلاتا ہے، جب بندہ یہ شہرب

پی لیتا ہے، تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے، اور جب اس کا وجود ہلکا ہو جاتا ہے، تو اس کا قلب محبت کے بازوؤں پر پرواز کر کے مقام حضرت القدس میں پہنچ کر دریاے ہیبت میں گر جاتا ہے، اسی لئے واجد گر جاتا ہے، اور اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

خوف اپنے فرمایا، کہ خوف کے کئی اقسام ہیں، گنہگاروں کا خوف عذاب کے سبب سے ہوتا ہے، عابدین کا خوف عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کے سبب سے ہوتا ہے، عاشقان الہی کا خوف نقلے الہی فوت ہو جانے کے سبب سے ہوتا ہے، اور عارفین کا خوف عظمت و ہیبت الہی کے سبب سے ہوتا ہے، یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ زائل نہیں ہوتا، بلکہ ہمیشہ رہتا ہے۔

خوف کی تمام قسمیں رحمت و لطف الہی کے مقابلہ میں ساکن ہو جاتی ہیں، اپنے فرمایا ہے، کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجا یہ ہے، کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو، مگر نہ طمع رحمت کی وجہ سے، اور نہ ہی کسی ضرر یا نفع کی امید پر،

اور حسن ظن اپنی ہمتوں کو عنایات و توجہات الہیہ پر چھوڑ کر اپنے قلب کو بلا کسی طمع و غرض کے خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا ہے، کسی نے آپ سے دعا کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ دعا کے تین درجے ہیں،

اول تعریف دوم تصریح اور سوم ارشاد،
تعریف سے مراد دعا بہ کنایہ کرنا اور امر ظاہر کو ذکر کر کے امر مخفی طلب کرنا ہے،

۱۲ ارمنہ ۲

تصریح یہ ہے کہ اسکا تلفظ ہو، اور اشارہ وہ ہے، جو قول میں مخفی ہو،
 اپنے فرمایا کہ جیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جسکا
چیلرا کہ وہ اہل نہ ہو، محارم الہیہ کو نہ ترک کرے، چاہیے کہ تمام گناہوں کو صرف
 جیسا کیوجہ سے چھوڑے، نہ کہ خوف کیوجہ سے، اس کی اطاعت و عبادت کرتا رہے
 اور جانے رہے، کہ خدائے تعالیٰ اس کی ہر بات پر مطلع ہے، اس لئے اس سے
 شرماتا ہے،

قلب اور عیبت کے درمیان طے جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو جیسا پیدا ہوتی ہے
سکر آپ نے فرمایا، کہ ذکر محبوب کے وقت دل میں جوش پیدا ہونے کا نام
 سکر ہے،

لفظ فقیر کے معنی آپ سے دریافت کئے گئے، تو آپ نے فرمایا، کہ اس میں
فقیر چار حرف ہیں، (ف ق ی ر) پھر آپ نے اس کے معنی بیان کرتے
 ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے،

فَاءُ الْفَقِيرِ فَنَاءُ فِي ذَاتِهِ

وَنَوَاعُهُ مِنْ نَعْتِهِ وَصِفَاتِهِ

فائے فقیر سے فنائی اللہ ہو کر اپنی ذات و صفات سے فارغ ہو جانا،

وَالْعَاقِفُ تَوَاتُؤُهُ قَلْبُهُ بِمَجِيئِهِ

وَتِيَامُهُ بِلَهُ فِي مَرْضَاتِهِ

اور قاف فقیر سے یاد الہی کے ساتھ اپنے قلب کو قوت دینا اور ہمیشہ مولا کی

رضا مندی پر قائم رہنا،

وَيَقُومُ بِالنَّمْوِ بِحَقِّ نَفَاتِهِ

وَالْيَا بِيُرْجُو رَبَّهُ وَيَخَافُهُ

۱۲ مندرجہ

اور ی سے مراد (يُجُو) یعنی رحمت الہی کا امیدوار ہے، اور رِيْحَانَةٌ (یعنی اُس سے ڈرتا ہے اور لَيْقُوْمٌ بِالْتَّقْوَى) یعنی پرہیزگاری اختیار کرے، اور جیسا کہ اس کا حق ہے پورا ادا کرے،

وَالرَّاءُ رِقَّةٌ قَلْبِهِ وَصَفَانَةٌ
وَرُجُوعُهُ رِبْطٌ عَنِ شَمَوَاتِهِ

اور (ر) سے رقت قلب اُسکی صفائی اور اپنی خواہشوں سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ مراد ہے۔

اس کے بعد اپنے فرمایا، کہ فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہیے اُسے چاہیے، کہ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے، کسی سے جھگڑے تو ایک عمدہ طریق سے اور پھر جب حق معلوم ہو جائے، تو فوراً حق کی طرف رجوع کرے، جھگڑا چھوڑ دے، راستبازی اپنا شیوہ رکھے، اپنا سینہ سب سے وسیع رکھے اور اپنے نفس کو سب سے زیادہ ذلیل جانے، بہتے تو آواز سے نہیں، بلکہ صرف مسکرا کر، جو بات نہ معلوم ہو اُسے دریافت کرے، غافل کو نصیحت کرے، اور جاہل کو علم سکھلائے، کسی سے ایذا پہنچے، تو اُسے ایذا نہ پہنچائے، لایعنی اور فضول باتوں سے اجتناب کرے، مہرمانت سے بچے، مشتبہات میں توقف کرے، غریب کا معین اور یتیم کا مددگار رہے، اپنے فقر میں خوشنود رہے، افشائے راز نہ کرے، کسی کی پردہ دری کر کے اُس کی ہتک نہ کرے اذی اخلاق، حلیم، قانع، صابر اور شاکر ہو، کسی کے ساتھ بغض نہ رکھے بڑوں کی تعظیم اور چوٹوں پر شفقت کرے، امانت کو محفوظ رکھے، اس میں خیانت نہ کرے کسی کو برا نہ کہے، غیبت سے بچے، کم سخن ہو، نمازیں زیادہ پڑھے، روزے بہت رکھے، غرباء کو اپنی مجلس میں جگہ دے، مساکین کو کھانا کھلائے، ہمسایوں کو راحت پہنچائے،

زہد دنیا کی فانی چیزوں سے دل کا سرد ہو جانا زہد ہے ،
ورع اپنے فرمایا ، ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے ، کہ بندہ تمام اشیاء
 سے رُکار ہے ، شریعت جس شے کی اُسے اجازت دے ، اُسے اختیار

کرے ، باقی سب کو چھوڑ دے ،

ورع کے تین درجے ہیں ،

اول ورع عوام ہے ، وہ یہ کہ حرام اور مشتبہ اشیاء سے رُکار ہے
 دوم ورع خواص ہے ، وہ یہ کہ نفس و خواہش کی کل چیزوں سے رُکار ہے
 سوم ورع خواص الخواص ہے ، وہ یہ کہ بندہ ہر ایک چیز سے جسکا کہ وہ ارادہ
 کر سکتا ہے ، رُکار ہے ،

ورع کی دو قسمیں اور بھی ہیں ،

ورع ظاہری ، وہ یہ کہ بجز امر الہی کے حرکت نہ کرے ،

ورع باطنی ، وہ یہ کہ قلب پر ماسواے اللہ کے اور کسی کا گزر نہ ہو ،

ورع میں اُسوقت تک انسان کامل نہیں ہو سکتا ، جب تک کہ دس صفات اپنے نفس

پر لازم نہ کرے ،

اول زبان کو قابو میں رکھے ،

دوم غیبت سے بچے ،

سوم کسی کو حقیر جان کر اُس کی منسی نہ اڑائے ،

چہارم محارم پر نظر نہ ڈالے ،

پنجم راستی و راستبازی کو اختیار کرے ،

ششم انعامات و احسانات الہی کا اعتراف کرتا رہے ،

ہفتم اپنا مال و متاع راہ حق صرف کرے

ہشتم کبر و غرور سے بچے ،

ہم نماز پنجگانہ کی محافظت کرے ،

دہم سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے ،

آپ نے فرمایا ، کہ مشاہدہ جمال میں جو پُر لطف باتیں ہوتی ہیں ، اُسے مسامرہ

مسامرہ کہتے ہیں ،

خودی کو مٹانا اور خدا کو قائم رکھنا یہی خلاصہ محو اثبات

محو اثبات ہے ،

آپ نے فرمایا ، کہ علم الیقین اُس یقین کو کہتے ہیں جو غور و فکر اور

استدلال سے حاصل ہو ،

علم الیقین

جو بذریعہ کشف اور بخشش و عطا کے

حاصل ہو ،

علم الیقین

مشاہدہ جمال حقیقی میں جب کوئی شے حائل نہ ہو یہاں تک

کہ آدمی کو اپنے تن بدن کی بھی خبر نہ ہو ، تو اسی کو وصال اور

حق الیقین

اُسی کو حق الیقین کہتے ہیں ،

جو قول و فعل غیر ذات باریتعالیٰ سے متعلق ہو ، اس کو تفرقہ کہتے

تفرقہ ہیں ،

جمع جس قول و فعل کا تعلق ذات باری تعالیٰ سے ہو ، وہ جمع ہے ،

بندہ کے کسی عمل مثلاً تلاوت وغیرہ سے اس کے قلب پر مسترت و شادمانی

و جد یا رنج و ملال کی کیفیت کا طاری ہونا ، جس سے بندہ کی حالت متغیر ہو جاتی

ہے ، اس کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے ،

تواجد ذکر و شغل اور تفکر و مراقبہ کے ذریعہ سے وجد حاصل کرنا ،

تواجد

مراقبہ | سب طرف سے کنارہ کش ہو کر خالق میں لگن ہونے کو مراقبہ کہتے ہیں،

روپا | خواب میں جو کچھ دکھائی دے، وہ روپا ہے،

محاضرہ | ارباب تلوین کی حضوری کو محاضرہ کہتے ہیں۔

مشاہدہ | اہل تکین کی حاضری کو مشاہدہ کہتے ہیں،

مکاشفہ | تلوین و تکین کے درمیان کی حضوری کو مکاشفہ کہتے ہیں،

تلوین | قلب کی حالت بدلتے رہنے کو کہتے ہیں، جب قلب پردوں کے

باہر ہو کر صفات کی طرف جاتا ہے، تو چونکہ صفات گونا گوں ہیں، اس

لئے قلب کی حالت بھی وگرا گوں ہوتی رہتی ہے، اس لئے اہل قلوب کبھی بیقرار و

مضطرب ہوتے ہیں، کبھی اپنی خوف کا غلبہ ہوتا ہے، کبھی ان کی چشموں سے سیل

اشک جاری ہوتے ہیں، اور کبھی وہ خوش اور شادمان ہوتے ہیں،

تکین | تکین سے مراد تجلی صفات سے گذر کر تجلی ذات کے مشاہدہ تک

پہنچنا ہے، اس میں حالت نہیں بدلتی، کیونکہ صفات کی طرح ذات

میں تغیر نہیں ہوتا،

ذوق، شرب، رتی | ذوق سے مراد ایمان، شرب سے مراد علم

اور رتی سے مراد حال ہے، ایمان لانے سے

انسان صرف معرفت کا مزہ چکھتا ہے، علم حاصل ہونے سے معرفت کا ایک حصہ ملتا

ہے، اور حال کے حاصل ہونے سے پوری معرفت حاصل ہوتی ہے،

شہود | جب مراقبہ کے ذریعہ سے بندہ خدا کے حضور میں حاضر رہتا ہے، تو اسکو

ایک قسم کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے، اسکو شہود کہتے ہیں،

غیبت | جب بندہ مراقبہ و مشاہدہ کی حالت سے باہر نکل جاتا ہے، تو اس

آپ کی ادعیہ

آپ کے صاحبزادہ حضرت عبدالرزاق بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد ماجد نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی مجالس میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے،

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ
مِنْ صِدْقِكَ وَيَقْرَبِكَ مِنْ
طُرْدِكَ وَيَقْبُولِكَ مِنْ رَدِّكَ
وَأَجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ طَاعَتِكَ
وَدُودِكَ وَأَهْلِنَا لِشُكْرِكَ
وَحَمْدِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اے مولا! ہم تیرے وصال کے بعد روک
دیئے جانے، تیرے مقرب بن کر نکال دیئے
جانے اور تیرے مقبول ہونے کے بعد
مردود ہونے سے پناہ مانگتے ہیں، اے
اللہ تو ہمیں اپنی اطاعت و عبادت کرنے
والوں میں سے کر دے، اور ہمیں توفیق

دے، کہ تیرا شکر اور تیری حمد کرتے رہیں،

بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے،

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ إِيمَانًا
يُصَلِّحُ الْعَرَضَ عَلَيْكَ
وَأَيْقَانًا نَقِفُ بِهِ فِي
الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ
عِصْمَةً تُنْقِذُنَا بِهَا مِنْ
وَلَطَاتِ الذُّنُوبِ رَحْمَةً
تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ دَنَسِ

اے اللہ ہم تجھ سے ایسے ایمان کے
طلبگار ہیں، جو تیری درگاہ میں پیش کرنے
کے قابل ہو، اور ایسا یقین چاہتے ہیں،
کہ اس کے ذریعہ ہم قیامت کے دن
تیرے سامنے بلا خوف کھڑے ہو سکیں
ایسی عصمت کے خواہشمند ہیں، کہ جس کے
ذریعہ سے تو ہمیں گروا پ معاصی سے نکال

دے اور ایسی رحمت کے خواہاں ہیں جس کے ذریعہ سے تو ہمیں عیوب کی گندگی سے پاک و صاف کر دے، اور ایسا علم چاہتے ہیں، کہ جس سے تیرے اوامر و نواہی کو سمجھ سکیں، اسے آقا! ہمیں ایسا فہم عطا کر، جس سے ہم تیری درگاہ میں دعا کرنا سیکھیں اے اللہ تو ہمیں دنیا و آخرت میں اہل اللہ سے بنا، ہمارے دلوں کو نور معرفت سے پُر کر دے، اور ہماری آنکھوں کو اپنی ہدایت کے سرمہ سے سرگمین بنا دے، اور ہمارے افکار کے قدم شہادت کے موقعوں پر پھیلنے سے اور ہماری نفسانیت کے پردوں کو خواہشات کے آشیانوں میں جانے سے روک لے، ہمارے شہوات سے ہمیں نکال کر نمازیں پڑھنے روزے رکھنے میں ہماری مدد کر، ہمارے گناہوں کے نقوش کو ہمارے اعمال نامہ سے نیکیوں کے ساتھ مٹا دے، اے اللہ جبکہ ہمارے افعال مرہونہ ظلم کی قبروں میں مدفون ہونے کے قریب ہوں، اور تمام اہل جود و سخاوت سے منہ موڑنے لگیں، اور ہماری امیدیں ان سے منقطع ہو جائیں، تو اس وقت تو

الْعُيُوبِ وَعِلْمًا نَفَقَهُ بِهِ
 أَوْ أَمْرًا وَتَوَاهِيكَ وَفَهْمًا
 نَعْلَمُ بِهِ كَيْفَ سَأَلْنَاكَ
 وَاجْعَلْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 مِنْ أَهْلِ وَكَاتِبِكَ وَأَمْلًا
 تَلُوْنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ وَالْحَلِّ
 عِيُونَ عَقُولِنَا يَا مُدِّ هِدَايَتِكَ
 فَأَهْرُسُ أَقْدَامَ أَفْكَارِنَا مِنْ
 مَزَائِقِ مَوَاطِنِ الشَّهَوَاتِ وَأَمْنَعُ
 طُيُورَ نَفْسِنَا مِنَ الْوُقُوعِ
 فِي شُبَاكِ مَوْقِعَاتِ الشَّهَوَاتِ
 وَاعْنَانِي إِقَامَةَ الصَّلَاةِ
 عَلَى تَرْكِ الشَّهَوَاتِ وَالْحَمْدِ
 سُطُورَ سَيِّئَاتِنَا مِنْ جَرَائِدِ
 أَعْمَالِنَا يَا بَدِيءَ الْحَسَنَاتِ
 كُنْ لَنَا حَيْثُ يُنْقَطِعُ الرَّجَاءُ
 مِنَّا إِذَا أَعْرَضَ أَهْلُ الْجُودِ
 بِوَجْهِهِمْ عَنَّا حِينَ تَحْصُلُ
 فِي ظُلْمِ اللُّهُودِ أَهَابُنُ أَفْعَالِنَا
 إِلَى يَوْمِ الْمَشْهُودِ وَأَجْرُ عَبْدِكَ
 الضَّيْفُ عَلَى مَا أَلْفَ وَأَعْيَهُ

مِنَ الزَّلِيلِ وَذَلْفَةِ وَالْحَاضِرِينَ
 بِصَاحِبِهِ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَاجْرُ
 عَلَى لِسَانِهِ مَا يَنْفَعُ بِهِ السَّامِعَ
 وَتَذَرُفُ الْمَدَامِيعَ وَيُطَيِّنُ
 الْقَلْبَ الْحَاضِرَ وَاعْفِرْ لَهُ
 وَالْحَاضِرِينَ وَكُلِّمِجِ الْمُسْلِمِينَ
 ہمارا قیامت میں والی و مددگار بن، اور اپنے
 ناچیز بندہ کو جو کچھ کہ وہ کر رہا ہے، اس
 کا اجر دے، اور نغز شوں سے اُسے محفوظ
 رکھ، اُسے اور کل حاضرین کو نیک بات
 اور نیک کام کی توفیق دے، اور اُس کی
 زبان سے وہ بات نکلوا، جس سے ساعین
 کو نفع ہو، اور جس کے سننے سے آنسو بہنے لگیں، اور سخت سے سخت دل بھی نرم
 ہو جائیں، خداوند اُسے اور تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخشدے، (آمین)

آپ کا طریقہ

سلوک میں حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بلحاظ شدت لزوم منظر
 تھا، مشائخ زمانہ میں سے کسی کو طاقت نہ تھی، کہ ریاضت میں آپ کی برابر کرے
 شیخ ابو محمد علی بن ادیس یعقوبی کا بیان ہے، کہ شیخ ابو الحسن علی بن ابیہتی سے
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ دریافت کیا گیا، تو آپ نے
 ذیل کے الفاظ میں بیان فرمایا،

كَانَ طَرِيقُهُ التَّوْبِيضَ وَالْمَوَافَقَةَ مَعَ الشَّيْخِ مِنَ الْحَوْلِ
 وَالْقُوَّةِ وَتَجْرِيدِ التَّوْحِيدِ وَتَوْحِيدِ التَّفْرِيدِ مَعَ الْحُضُورِ
 فِي مَوْقِفِ الْعِبُودِيَّةِ بِرِثَائِي فِي مَقَامِ الْعِبُودِيَّةِ لَا بِشَيْ
 وَلَا لِشَيْءٍ وَكَانَتْ عِبُودِيَّتُهُ صَحِيحَةً مُتَمَدِّدَةً مِنْ لِحْظِ كَلَامِ
 الرُّبُوبِيَّةِ نَهْوُ عَبْدٍ سَمَاعًا عَنْ مُصَاحَبَةِ التَّفَرُّقَةِ إِلَى

مُطَالَعَةُ الْجَمْعِ مَعَ لُزُومِ أَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ

یہ متعلق اور معنی خیر عبارت جو قسم قسم، گونا گوں اور متعدد حقائق و معارف اور حکم و وقائق پر مشتمل ہے، میرے فہم قاصر و ذہن فاتر سے کہیں بالا تر ہے، اس کو صحیح طور پر وہی سمجھ سکتا ہے، جس نے یہ تمام مقامات طے کئے ہوں، تاہم حکم ماکلا **يُدْرِكُ كَلَهُ لَا يَدْرِكُ كَلَهُ** اس کا معنی اپنی ذہن میں جو کچھ آتا ہے، اس کی اجمالی طور پر تشریح کئے دیتا ہوں،

حضرت علی بن ابیہتیؓ فرماتے ہیں، کہ آپ کا طریقہ محل عبودیت میں حضور اور مقام عبودیت میں مضبوط اور قائم راز کے ساتھ بلا کسی واسطہ اور بغیر کسی غرض کے اپنی تمام مرادات کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا، قضا و قدر پر راضی رہنا، اپنی قوت و طاقت پر مطلقاً بھروسہ نہ کرنا، توجیب کو ایسا خالص بھرد کرنا، کہ اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہ ہے اور تفرید کو اعلیٰ اور کمال درجہ تک پہنچانا تھا، آپ کی عبودیت کمال ربوبیت سے موید تھی، آپ صاحبیت تفرقہ سے نکل کر مع لزوم احکام شریعت مطالعہ جمع میں پہنچ گئے تھے،

حضرت شیخ عدی بن مسافرؒ سے آپ کے طریقہ کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ

الدُّبُولُ تَحْتَ جَارِي الْأَقْدَارِ	یعنی آپ کا طریقہ ہر مقام پر فروتنی
مُؤَافَقَةُ الْقَلْبِ وَالرُّوحِ	اور آپ کا قلب اور روح آپ کا
وَأِتِّمَادُ الْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ	ظاہر اور باطن ایک تھا، آپ صفات
وَأَسْلَاحُهُ مِنْ صِفَاتِ	نفس، نفع، ضرر، قرب اور بعد

۲۳۵
حاشیہ دیکھو بیجہ الاسرار ص ۱۲، منہج لہ جو اللہ تعالیٰ کے اس قول علی سبیل الحکایۃ کا منطوق ہے، **وَأَنْتَ أَوْفَى أَمْرِي إِلَى اللَّهِ** ۱۲ منہج لہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ** پر مائل ہونے کی تاکید فرمائی ہے ۱۲ منہج لہ بیجہ ص ۱۲ منہج

النَّفْسِ مَعَ الْغَيْبِ عَنْ رُؤْيَاةِ
النَّفْعِ وَالصَّارِ وَالْقُرْبِ وَالْبُعْدِ
ہوئے تھے،
نے آپ کا طریقہ ان الفاظ میں بیان کیا،

بِإِتِّحَادِ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْإِحْيَاءِ
النَّفْسِ وَالْقَلْبِ وَمَعَانِقَهُ
الْإِخْلَاصِ وَالسَّيِّئِمْ وَتَحْكِيمِ
الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فِي كُلِّ حَظْرَةٍ
وَلِحَظْرَةٍ وَنَفْسٍ دَوَارِجٍ وَ
حَالٍ وَالتَّبَوُّتِ مَعَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

شیخ ابوسعید قیلوی نے بیان کیا ہے، کہ
قُوَّةُ الْبَيْتِ عَبْدُ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ مَعَ اللَّهِ فِي اللَّهِ وَ
بِاللَّهِ ضَعُفَتْ عِنْدَهَا قُوَّةُ الصَّنَاءِ
دِيدٍ وَلَقَدْ سَبَقَ كَثِيرٌ مِّنَ
الْمُتَّقِدِينَ بِمَسْئَلِهِ بِعُرْوَةٍ
مِّنْ طَرِيقَتِهِ لَا انْقِصَاءَ لَهَا وَ
تَقَدَّرَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى الْمَقَامِ
عَزِيزٍ بِدَقِيقِهِ فِي الْحَقِيقَةِ
زبردست مقام پر پہنچایا تھا،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کا مقام مع اللہ فی اللہ اور باللہ
تھا، جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں
سچ تھیں، آپ بہت سے متقدمین میں
سے سبقت لیکر ایسے مقام میں پہنچے
تھے، کہ جہاں تنزل ممکن نہیں خدا کے
تعالیٰ نے آپ کی تدقیق فی الحقیقت
کیوجہ سے آپ کو ایک بہت بڑے

فقہہ صالح ابو محمد حسن کا بیان ہے، کہ میں نے شیخ علی قرشیؒ کو ایک شخص سے کہتے ہوئے سنا، کہ اگر تم حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے، تو گویا تم ایسے شخص کو دیکھتے، کہ جس نے اپنے سولا کی راہ میں اپنی ساری قوت مٹادی، اہل طریقت کو قوی کر دیا، آپ کا مشرب و صفا، حکماً و حالاً توحید تھا، آپ کی تحقیق ظاہراً و باطناً شریعت تھی، فراغت قلبی، سستی فانی و مشاہدہ الہی آپ کا وصف تھا، آپ ایسے مقام پر تھے جہاں شک و شبہ پاس تک نہیں پھٹک سکتا تھا نہ آپ کے مقام سر میں اغیار کو جھگڑنے کا موقع مل سکتا تھا، اور نہ آپ کے قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی۔^۴

شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین احمد بن حجر الشافعی العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں اخبار صحیحہ سے معلوم ہوا ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ایک اعلیٰ درجہ کے فقہ، عابد اور زاہد تھے، لوگوں کو زہد و عبادت اور توبہ و استغفار کی ترغیب دیا کرتے تھے، معاصی گناہ اور عذاب الہی سے انکو ڈرایا کرتے تھے، اس قدر اللہ کی مخلوق نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی، کہ جس کی تعداد احاطہ شمار سے خارج ہے،

آپ جمیل الصفات، شریف الاخلاق، کامل الادب، المروت وافر العلم و العقل، کریم النفس متواضع تھے، تقویٰ، زہد، بیداری اور روحانیت میں حد درجہ ترقی کر گئے ہوئے تھے

مقامات صوفیاء

صوفیاء کیلئے جو مقامات ہیں، وہ دس ہیں، انہیں مقامات عشرہ بھی کہتے ہیں، وہ

۴ دیکھو بیہوشی، ۱۲ منہ، ۱۳ اولیاء التوبۃ، ۱۴ ایات، ۱۵ الرہد، ۱۶ الریاض، ۱۷ نور، ۱۸

۱۱) توبہ (۲) انابت رجوع الی الحق (۳) زہد (۴) ریاضت (۵) ورع (۶) اتعانت

۱۷) توکل (۸) تسلیم (۹) صبر (۱۰) رضا،

آپکی تعلیمات

ارشادات

تعلیم التوحید بلاشک و شبہ یقیناً تمام جہان کا بنانے والا قدیم، ازلی اورابدی
 ہے، نہ اسکو کبھی زوال ہوا اور نہ ہوگا، وہ واجب الوجود ہے،
 اسکا عدم محال ہے، وہی عظمت و جلال اور بزرگی و بلندی والا ہے، وہ تمام صفات
 کمالیہ سے متصف ہے، وہ ہر قسم کے نقص و زوال سے پاک ہے، وہ تمام مخلوقات
 کا خالق ہے، وہ تمام معلومات کا عالم ہے، تمام ممکنات پر قدرت رکھتا ہے، حتیٰ ہے، وسیع
 ہے، پھیر ہے، نہ کوئی اس کے مشابہ ہے، اور نہ ہی کوئی اس کی ضد، نہ کوئی اس کی
 مانند ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا شریک، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی رازق ہے،
 وہی نافع ہے، وہی ضار ہے، وہ نہ کسی کے اندر حلول کرتا ہے، اور نہ ہی کسی میں سما تا
 ہے، اس کی ذات اور اس کی صفات میں حدوث نہیں، وہ غنی ہے، وہ نہ ذات میں
 کسی چیز کا محتاج ہے، اور نہ صفات میں وہ سب پر حاکم ہے، اس پر کوئی حاکم نہیں،
 قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو بذریعہ وحی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا

(تفسیر حاشیہ صفحہ ۲۳۸) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ
 عَشْرَةَ ۱۲ مَذْرُوعًا

ہوا، اس میں اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے بچنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے انسان کو کوشش کرنی چاہیے، کہ ہمیشہ ذیل کے معاصی سے ضرور بالضرور بچتا رہے، شرک، قتل انسان، زنا، چوری، غصب، سود، نافرمانی والدین، حرم میں چال و قتال، لواطت، نشہ، جہوٹی شہادت، ماہ رمضان میں دن کے وقت بلا عذر کھانا، پینا مسلمان کو ایذا دینا، جہوٹی قسم کھانا، صلہ رحمی ترک کرنا، خیانت کرنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرنا، صحابہ کرام کو برا کہنا، حق بات چھپانا، رشوت لینا، میاں بوی میں نفاق پیدا کرنا، جھگلی کھانا، قرآن شریف پڑھکر بھول جانا، جاندار کو آگ میں جلانا، خدا سے تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا، خدا تعالیٰ کا خوف نہ رکھنا، علماء کی امانت کرنا، خنزیر کا گوشت کھانا، ریا، کینہ، حسد، تکبر، خود پسندی، نفاق، امر خیر میں خرچ کرنے کو باعث فلاکت سمجھنا، دولت کی وجہ سے مالداروں کی تعظیم کرنا، عیب جوئی کرنا، قضاے الہی سے ناراض ہونا، نعمتوں کا شکر نہ کرنا، شراب پینا، ظالموں اور بدکاروں سے محبت کرنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام منکر درود نہ پڑھنا، چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا، شرمگاہ کو کھلا رکھنا، قبور کو بجدہ کرنا، گناہ کیلئے سفر کرنا، غیر عورتوں پر نظر شہوت دیکھنا، غیبت کرنا، بیوی کے حقوق کو پامال کرنا، مظلوم کی مدد نہ کرنا وغیرہ،

تعلیم الشریعت آپ فرماتے ہیں، کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو، خدا اور رسول کا کہا مانو، ان کے حکم سے باہر نہ نکلو، دین اسلام کو پرج مانو، اور اس میں شک نہ کرو، مصائب پر صبر کرو، گناہوں سے پاک رہو، اپنے رب کی بندگی کرو، اس کے در سے منہ نہ پھرو، ہر وقت توبہ کرتے رہو،

لے دیکھو فتوح الغیب ۱۲ منہ ۲

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو، آپکی اتباع میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کرو، قرآن مجید میں صاف موجود ہے،

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
اے نبی! تم ان سے کہو، کہ اگر تم اللہ سے
محبت کا دعویٰ کرتے ہو، تو میرا اتباع کرو

خدا تم سے محبت کرے گا،

تعلیم المعارف | مسلمان کو یہ تین باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں،

اول یہ کہ نفع اور ضرر کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور اُس نے ازل میں جو
کچھ مقدر کر دیا ہے، خواہ وہ آرام ہو یا سختی، آسانی ہو یا تنگی، نفع ہو یا ضرر، وہ ٹھیکو
ضرور پہنچے گا،

دوسرے یہ کہ تو اپنے مولے کا زیر فرمان بند ہے، اور تیرے اندر اسی کا
تصرف ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے، تیری حالت بناتا ہے، جیکہ وہ تجھ سے
اور تیرے باپ سے بھی زیادہ تجھ پر مہربان ہے، پھر جو کچھ کہ وہ تیرے ساتھ کرے
تجھے ناپسند نہیں کرنا چاہیے،

تیسرے یہ کہ دنیا زائل اور فنا ہونے والی اور آخرت آبیوانی ہے، جو ہمیشہ
رہے گی، اور تو دنیا میں مسافر ہے، اور آخر کار تیرا سفر ختم ہو جائے گا، اور اپنے
اصل مکان پر پہنچ جائیگا، پس تو سفر کی مشقتوں کو گوارا کر، اور اپنا گھر آباد کرنے اور
اس کی اصلاح اور راستگی کے لئے سعی کر، اور اس تھوڑی مدت میں تو یہ کام کرے
تا کہ ہمیشہ ہمیشہ فائدہ اٹھائے،

تعلیم الطریقیت | اللہ تعالیٰ کے طالب کو چاہیے، کہ اسے فرائض کے
بعد تقرب الی اللہ کی جستجو کرے، اور اپنے اوپر ان اذکار

و اشغال کو جنکی طاقت رکھتا ہو، لازم کرے، اور یہ خیال کرے، کہ اسکا ہر قول و فعل

اس کی ہر حرکت و سکون، اسکا اٹھنا بیٹھنا، اسکا سونا، جاگنا، اور اسکا رونا ہنسنا سب اللہ کیلئے ہے کیونکہ اسکا نتیجہ محبت الہی ہے، اور محبت الہی کا نتیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے اظہر من الشمس ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ بندہ نفعی عبادت کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے، یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں، میں اس کے کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں، جن سے وہ پکڑتا ہے، اُس کے پاؤں ہو جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے، اس کا دل ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سمجھتا ہے، اُس کی زبان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ کلام کرتا ہے،

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے پناہ طلب

کرے، تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں،

پس جو شخص اس پر عمل کرنا چاہے، اوہ صبح و شام ذکر کیا کرے، اور دنیوی امور

میں انہماک کے باعث غافلوں سے نہ بنے،

تمام اذکار سے بہتر اور افضل لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا ذکر ہے، اسی پر زیادہ ترمذیوں

کرے،

تعلیم التصوف | جسم کی تمام کمزورتوں سے دل کو صاف کرنے، خدائے
کے ساتھ صدق اختیار کرنے اور خلق اللہ کے ساتھ

اچھا برتاؤ کرنے کو تصوف کہتے ہیں،

صوفی وہ ہے، جو نفس کی برائیوں سے پاک صاف ہو، مخلوقات میں سے

کسی کیساتھ اس کے قلب کو آرام نہ ملے، طبع کی مالوف چیزوں کو ترک کر نیوالا ہو،

ولی کے بارہ خصائل | آپ فرمایا کرتے تھے، کہ جس شخص میں جب تک

کہ ذیل کی بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں، اُسے اس وقت تک ولایت کی مسند پر بیٹھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، وہ بارہ خصلتیں یہ ہیں،
 اول دو خصلتیں خدا تعالیٰ سے سیکھے، عیب پوشی اور رحمدلی، دو خصلتیں
 جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھے، شفقت و رفاقت دو خصلتیں
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے راستی و راستگوئی،
 دو خصلتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے، ہر ایک کو نیک بات بتلانا
 اور پرانی سے روکنا، دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے لطعام
 المساکین اور بغرض عبادت شب بیداری اور دو خصلتیں حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ سے سیکھے، عالم بننا اور شجاعت و جوانمردی اختیار کرنا،

اہل مجاہدہ کے دس خصائل | حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
 نے فرمایا، کہ اہل مجاہدہ و محاسبہ

کی دس خصلتیں ہیں، جن پر وہ مداومت کرتے ہیں،
 پہلی خصلت یہ ہے، کہ بندہ خدا کی قسم نہ کھا کھائے، اور نہ ہو، خواہ
 کاذب ہو، خواہ صادق، یہ اس لئے نہیں، کہ سچی قسم کھانا حرام ہے، بلکہ اس لئے کہ اللہ
 تعالیٰ کی عزت، عظمت، جلال اور شان اس سے کہیں بالاتر ہے، کہ معمولی باتوں
 کے لئے اس کی قسم کھائی جائے،

دوسری خصلت یہ ہے، کہ قصداً یا بطور منہسی مخول بھی دروغ گوئی سے
 قطعاً محترز و مجتنب رہے،
 تیسری خصلت یہ ہے، کہ کسی کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے، اگر وعدہ

پورا کرنے کا یقین نہیں، تو سرے سے وعدہ ہی نہ کرے،

چوتھی خصلت یہ ہے، کہ مخلوقات میں سے کسی چیز پر ہرگز ہرگز لعنت نہ کرے

پانچویں خصلت یہ ہے، مخلوق میں سے کسی پر بدعا نہ کرے، اگرچہ اُس نے اُس

پر ظلم ہی کیا ہو، بلکہ جو روجفا اور ظلم و ستم کو برداشت کرے،

چھٹی خصلت یہ ہے، کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کرے،

ساتویں خصلت یہ ہے، کہ ظاہر و باطن کے معاصی سے اپنے اعضاء اور جو اس

کو باز رکھے،

آٹھویں خصلت یہ ہے، کہ خلقت پر اپنا کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالے،

نویں خصلت یہ ہے، کہ ہرگز طمع نہ کرے، بلکہ مستغنی اور بے پرواہ رہے،

دسویں خصلت یہ ہے، کہ سچی تواضع اور انکساری اختیار کرے،

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ مومن کو

ترتیب اشغال چاہیے، کہ سب سے قبل فرائض میں مشغول ہو، فرائض

سے فارغ ہونے کے بعد سنن میں اور سنن سے فارغ ہونے کے بعد نوافل اور مستحبات

میں،

جب تک فرائض سے فارغ نہ ہوئے، تو سنن میں مشغول ہونا احمق، نادانی،

جہالت اور بیوقوفی ہے، پس اگر فرائض سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہوگا، تو

تو اُس سے قبول نہ کئے جائیں گے، اور وہ ذلیل و خوار کیا جائیگا،

اس کی مثال تو اس شخص کی سی مثال ہے، کہ جس کو بادشاہ اپنی خدمت کے

لئے بلائے، مگر وہ بادشاہ کے پاس نہ آئے، بلکہ اُس امیر کی خدمت میں قیام

کرے، جو بادشاہ کا غلام و خادم اور اُس کے دست قدرت و تصرف میں ہو،

انہذا سب سے قبل فرائض میں مشغول ہونا چاہیے پھر سنن میں پھر نوافل و مستحبات میں ،
عمل اور نیت نیت پر منحصر ہوتا ہے ، اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سو اگر نیت

نیک ہوگی ، تو اچھا صلہ ملیگا ، اگر نیت بد ہوگی ، تو برا صلہ ملیگا ،

آپ سے دریافت کیا گیا ، کہ ابلیس نے انا کہا ، تو ملعون و مردود ہو گیا ، اور منصور حلاج
 نے انا کہا ، تو مقبول و مقرب ہو گیا ، اس کی کیا وجہ ہے ! تو اپنے فرمایا ، کہ منصور کا انا سے
 مقصود فنا تھا ، کہ وہ بغیر خودی کے باقی رہے ، اس لئے مجلس وصال میں پہنچایا گیا ، اور
 رہاں اس کو خلعت بقا سے فرین کیا گیا ، مگر شیطان کا مقصود انا سے بقا تھا ، اس لئے
 اس کی ولایت فنا ہوئی ، اس کی نعمت چھین لی گئی ، اس کا درجہ سلب کر لیا گیا ،
خطرات قلب اپنے فرمایا ، کہ جو چیز قلب میں گذرے ، اُسے خطرہ کہتے
 ہیں ، قلب کے خطرات چھ ہیں ،

۱۱، خطرہ نفس (۲) خطرہ شیطان (۳) خطرہ فرشتہ (۴) خطرہ روح (۵)

خطرہ عقل (۶) خطرہ یقین (۷)

خطرہ نفس حصول شہوات اور جائز و ناجائز خواہشات کی متابعت کا امر کرتا ہے
 خطرہ شیطان اصول میں کفر و شرک اور وعدہ الہی میں شک و تہمت کا امر کرتا

ہے ، اور فریغ میں توبہ کا خیال دلا کر معاصی کی ترغیب دلاتا ہے

خطرہ فرشتہ و خطرہ روح طاعت الہی اور امر خیر کے ساتھ وارد ہوتے

ہیں ، یہ دونوں خطرے محمود و پسندیدہ ہیں ،

خطرہ عقل کبھی تو اس فعل کا امر کرتا ہے ، جس کا نفس و شیطان امر کرتے ہیں

اور کبھی اس کا جس کا روح اور فرشتہ امر کرتے ہیں ، یہ حکمت الہی ہے تاکہ بندہ خیر و شر میں

وجود معقول، صحت شہود اور تمیز کے ساتھ داخل ہو، پس جزاء و سزا اس پر عائد ہوگی،
خطرہ یقین جو روح الایمان اور مزید علم ہے، صدیقین، اولیاء، اصفیاء، انبیاء
 شہداء، ابدال، اقطاب اور انوار کے ساتھ مخصوص ہے،

یہ خواطر خطاب ہیں، جو ضمائر پر وارد ہوتے ہیں، جب یہ خطاب فرشتہ کی
 طرف سے ہو، تو اس کو الہام کہتے ہیں، جب شیطان کی طرف سے ہو، تو
 وسواس، جب نفس کی طرف سے ہو، تو ما جس اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے، تو خطرہ حق،

الہام کی علامت یہ ہے، کہ کتاب و سنت کے موافق ہو، پس وہ الہام کہ ظاہر
 شریعت اسکا شاہد نہ ہو، بالکل باطل ہے،

وسواس کی علامت یہ ہے، کہ جب کسی نغزش کی طرف بلا یا جائے، اور
 اس کی مخالفت کی جائے، تو کوئی دوسری نغزش پیدا ہو جائے، کیونکہ اس کے
 نزدیک تمام مخالفت برابر ہیں،

ما جس کی علامت نفس کی خاص صفات میں سے کسی وصف میں اصرار کا
 پایا جانا ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اس وصف کا مرتکب ہو جاتا ہے،

خطرہ حق کی علامت یہ ہے، کہ حیرت کا موجب نہ ہو، اور برائی کی طرف نہ
 کھینچ لی جائے، بلکہ مزید علم و بیان کے ساتھ وارد ہو، اور بوقت وجدان اپنے وصف
 سے پہچانا جائے۔

اسم اعظم اللہ ہی ہے | آپ نے فرمایا ہے، کہ اسم اعظم اللہ ہی ہے

مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے، جبکہ پڑھنے

والے کے قلب میں بجز اللہ کے اور کچھ بھی نہ ہو، عارف کا بس اللہ کہنا ایسا ہے،

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا کن کہنا باللہ دَرُّ مَنْ قَالَهُ

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از خلقوم عبد اللہ بود

یہ وہ کلمہ ہے، جو اندوہ اور اندیشہ کا ازالہ کرتا ہے رنج و محن اور فکر و غم کو دور کر دیتا ہے، زہر کو تریاق سے بدل ڈالتا ہے، یہ وہ کلمہ ہے، کہ جس کا نور عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے، اللہ منظر عجائب ہے، اللہ کی قدرت بلند ہے، اللہ کی بارگاہ محکم ہے، اللہ بندوں کے حال سے مطلع ہے، اللہ دل کا محاط ہے، اللہ ہر کشتوں کو مغلوب کر نیوالا ہے، اللہ تمام زبردستوں کو توڑ نیوالا ہے، اللہ عالم الغیب و الشہادت ہے، اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں، جو اللہ کا ہے، وہ اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہے، جو اللہ سے محبت رکھتا ہے، وہ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا، جو اللہ کی ماہ میں قدم رکھتا ہے، وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے، وہ اللہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ کا شتاق ہوتا ہے، وہ اللہ سے نسبت رکھتا ہے، جو اخیار کو خیر باد کہ دیتا ہے اس کے اوقات خدائے تعالیٰ کے ساتھ گزرتے ہیں، وہ اللہ ہی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، وہ اسی سے پناہ لیتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے

لے حق سے روگردان! تو اللہ کی طرف رجوع کر، محبت کی مثال اُس پرندے جیسی ہے، جو شب بھر ذرا بھی آنکھ نہیں لگاتا، اور درخت کی شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے محبوب کی یاد میں نغمہ سرائی کرتا ہے، اور اسی طرح سے اس کا شوق محبت تہانہ رو بہ ترقی رہتا ہے،

تم خدائے تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کرو، وہ تمہیں بہترین حل سے یاد کریگا دیکھو وہ فرماتا ہے،

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ جو خدا پر بھروسہ کرے تو خدا اسکے لئے کافی ہے

تم اُسے شوق و محبت سے یاد کرو، وہ تمہیں وصال و قربت سے یاد کریگا، تم اُسے
 حمد و ثنا سے یاد کرو، وہ تمہیں اپنے انعامات و احسانات سے یاد کریگا، تم اُسے توبہ
 سے یاد کرو، وہ تمہیں اپنی بخشش و مغفرت سے یاد کریگا، تم اُسے دعا سے یاد کرو، وہ
 تمہیں عطا سے یاد کریگا، تم اُسے غفلت کے بغیر یاد کرو، وہ تمہیں مہلت کے بغیر یاد
 کریگا، تم اُسے ندامت سے یاد کرو، وہ تمہیں کرامت سے یاد کریگا، تم اُسے معذرت
 سے یاد کرو، وہ تمہیں مغفرت سے یاد کریگا، تم اُسے خلوص سے یاد کرو، وہ تمہیں
 خلاصی سے یاد کریگا، تم اُسے ارادہ سے یاد کرو، وہ تمہیں افادہ سے یاد کریگا، تم
 اُسے تنگدستی میں یاد کرو، وہ تمہیں فراخ دستی کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے افتقار کے
 ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں اقتدار کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے اسلام کے ساتھ یاد کرو،
 وہ تمہیں اکرام کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے صدق سے یاد کرو، وہ تمہیں رزق سے یاد
 کریگا، تم اُسے تعظیم سے یاد کرو، وہ تمہیں تکریم سے یاد کریگا، تم اُسے صفائی کے
 ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں خالص نیکی کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے ترک جفا کے ساتھ
 یاد کرو، وہ تمہیں وفا کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے ترک خطا کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں
 عطا کے ساتھ یاد کریگا، وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَأَلَيْتُنَا اللَّهُ كَذَلِكَ يُرَادُ،

ضرورتِ علم | اپنے فرمایا، کہ علم پڑھو، پھر گوشہ نشین بنو، کیونکہ بے علم عابد
 کے جہاد کام بہ نسبت مدھرنے کے بگڑتے زیادہ ہیں چیراغ

شریعت لیکر عبادتِ الہی میں مشغول ہونا چاہیے،

جو شخص اپنے علم پر عامل ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ اُسے علم لدنی عطا کرتا ہے،

تم ماسوائے اللہ کو چھوڑ دو، اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے خائف رہو، اُس کی

یاد میں مشغول رہو، اگر تم پالیس روز تک اُس کی یاد میں بیٹھے رہو، تو تمہارے قلب

سے زبان کے راستے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے، اور تمہارا دل اُس وقت

موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبت الہی کی آتش مشاہدہ کرنے لگیگا، پھر تمہارے نفس تمہاری خواہش، تمہارے شیطان، تمہاری طبیعت، تمہارے اسباب اور تمہارے وجود سے کہنے لگیگا، کہ بس پھر جاؤ، میں نے آتش مشاہدہ کی ہے، اور مقام تمہارے اُس کو نذا ہوئی کہ میں ہوں تیرا رب، تو میرے غیر سے تعلق منقطع کر دے، میرے ماسوی کو بھول جا، مجھے پہچان لے، مجھ سے علاقہ رکھ، میرا طالب بنارہ اور میرا تقرب حاصل کر،

پھر جب تقا تمام ہو جائیگا، تو تمام کدورتیں دور ہو جائیں گی، اور سرکش نفس بھی ساکن ہو جائیگا،

آپ فرماتے ہیں، کہ خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہو، اسکی اطاعت میں ہر وقت کوشاں رہو، ظاہر شرع کو لازم پکڑو، سینہ کو حسد و کینہ سے خالی کرو، فقر و وروشی ختمیاری کرو، خدا کی یاد سے ایک دم کے لئے بھی غافل نہ رہو،

جو شخص کہ اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راستبازی ختمیاری کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شیوہ بناتا ہے، وہ شب و روز اپنے ماسوا سے بیزار رہتا ہے، میرے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو، دعویٰ نہ کرو، خدا کو وعدہ لاشریک جانو، یاد رکھو! جبکہ خدا کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ ضرور اُسے اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے،

سلوک قادریہ

سلسلہ قادریہ کی اصطلاحات کی شرح میں متقدمین و متاخرین صوفیہ رحمہم اللہ نے دفتروں کے دفتر سیاہ کر ڈالے ہیں، سینکڑوں مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابیں دکھائی دیتی ہیں، مگر اس بارہ میں عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال کیا ہے، تمام اصطلاحات کے حقیقی معنوں کو بالکل ظاہر کر کے عربی زبان میں ایک رسالہ کی صورت میں قلمبند کر دیا ہے، اصطلاحات کی شرح کیا کی ہے دریا کو کوڑہ میں بند کر دیا ہے،

ناظرین کو روحانیت قادریہ سے بہرہ یاب کرنے کے لئے ان کو اردو میں قلمبند کرتا ہوں،

اذکارِ جہریہ

ذکر اسم ذات پہلا شغل جسکو مشائخ قادریہ تلقین کرتے ہیں، وہ اسم اللہ کا جہر یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا ہے، مراد اس جہر سے یہ ہے، کہ افراط سے نہ ہو، حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے، بلکہ میانہ آواز سے ہو،

یہ رسالہ عربی میں ہے، اسکا نام القول الجبیل ہے، ۱۲ مندرجہ ہے اس لئے ہے تاکہ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ ہو، جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، کہ اذربوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصمفاً غایباً یعنی خدا کے پکالنے میں اعتدال اختیار کرو، اور نرمی کرو اپنی جانوں پر، بہت سخت آواز سے نہ پکارو، کہ تم بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے، بلکہ وہ تمہارے قریب اور سمیع و بصیر ہے۔

اتصانی بے تکلف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

ذکر جہری کی کئی قسمیں ہیں، خواہ ایک ضرب ہو، یا دو ضرب، سہ ضرب ہو، یا چہار ضرب
 ایک ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر دوزانو ٹیھکر سانس کو ناف تلے بند کرے، اور لفظ
 اللہ کو شد و مد اور جہر کے ساتھ ناف سے اٹھا کر قلب پر ضرب لگائے، پھر سانس ٹھکانے
 آنے تک ٹیھ جائے اور پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے،
 دو ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر دوزانو ٹیھکر سانس بدستور سابق روکے اور
 اللہ کو آواز بلند سختی اور قوت سے اٹھا کر ایک ضرب زانوئے راست پر اور دوسری
 قلب پر لگائے، اور اسی طرح بار بار بلا فصل کرے،
 سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر چار زانو ٹیٹھے، اور ایک بار دہانے زانو پر دوسری
 بار بائیں زانو پر، اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے، تیسری ضرب سخت اور بلند تر
 ہونی چاہیے،

چہار ضربی :- چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر چار زانو ٹیٹھے، پھر تین ضرب
 مثل سہ ضرب مذکورہ لگائے، اور چوتھی ضرب بہ شد و مد اپنے روبرو زمین پر مارے،
 منجملہ ذکر جہری کے نفی اثبات بھی ہے، جس کو مشائخ
ذکر نفی و اثبات | قادریہ اسم ذات کے ذکر کی مشق کے بعد تسلیم فرماتے
 ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے، کہ ذکر بطور نماز رو قبلہ ٹیٹھے، اپنی آنکھیں بند کرے، اور
 دم روک کر لفظ لا کو ناف سے اٹھا تاہو اداہنے کندھے سے لے جا کر پس پشت
 ڈال دے، تاکہ تحت، امام و عقب طے ہو جائے، پھر واماں سے اللہ کو دماغ تک
 پہنچا کر خود داہنی طرف مخاطب ہو جائے، اور خیال کرے، کہ میں نے تمام عالم کو پس

لہ شد و مد اور جہر اس لئے ہے، کہ ذکر کے دل پر اثر ہو، اور اس کی پریشان خاطر اور اس کے وساوس مندفع
 ہو کر اسکو کیسوی حاصل ہو، اور ذکر کی وقت دوسری آواز اس کے کان میں نہ پڑے، اور اس کی طبیعت بہم
 وجہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہے ۱۲، منہ ۷

پشت ڈال دیا ہے، سب کچھ فانی ہو گیا ہے، یہاں تک کہ فوق اور زمین بھی طے ہو گیا ہے پھر آلا اللہ کو داہنی طرف سے بائیں طرف قلب پرے جا کر پشت و مد ضرب کر کے یسار بھی طے ہو جائے، اور خیال کرے، کہ سوائے اللہ کے تمام عالم فنا ہو گیا ہے اب فقط اللہ کی محبت میرے قلب میں ہے،

واضح رہے، کہ ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے اور نئے مکانات کی مراعات میں ہتر اور راز یہ مُضمّن ہے، کہ انسان مخلوق ہے، آوازوں پر کان دھرنا، نعمات کو سننا جہات مختلفہ کی طرف متوجہ ہونا، اور باتوں اور خطرات کا اس کے قلب میں گھومنا وغیرہ اس کی جبلت اور ہر شت میں داخل ہے، تو علمائے طریقت نے اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کو روک دینے اور خطرات بیرونی کو آنے سے باز رکھنے کا یہ طریقہ نکالا، تاکہ اس کی توجہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی ٹوٹ کر اس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جائے،

اور اسی طرح پیشوایان طریقت نے اذکار مخصوصہ کی واسطے جلسات و ہبیات ایجاد کئے ہیں، جنکو مناسبات مخفیہ کے سبب سے صافی الذہن مرد اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے،

بعض صورت میں کسر نفس ہے، بعض جلسہ میں خشوع و خضوع ہے، بعض میں جمعیت خاطر اور دفع و مواس ہے، اور بعض میں نشاط ہے، اور یہی ستر نماز کے توہم، جلسہ، رکوع، سجود اور قیام و قعود وغیرہ میں ہے، اور اسی بھید کی وجہ سے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کولے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونے سے منع فرمایا ہے، کہ یہ اہل نار کی شکل ہے، اس واسطے کہ ایسی ہبیات میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے، جو سرگرمی عبادت کا منافی ہے،

ان کو یاد رکھنا چاہیے، کہ ایسے امور کو جو اذکار مخصوصہ میں خاص صفت کیلئے

ایجاد کئے گئے ہیں، مخالف شرع یا داخل بدعات سینہ نہ سمجھنا چاہیئے،
 اس سلوک کو چاہیئے کہ مجتمع ہو کر نماز فجر یا عصر کے بعد حلقہ کر کے ذکر الہی کریں
حلقہ اجتماعیں جو فوائد ہیں، وہ تہستانی میں حاصل نہیں ہوتے،

اذکار خفیہ

پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ہو، اور اس کا نور اس میں دکھائی دے، تو
 اس کو ذکر خفی کا حکم کیا جائے،

اس ذکر جلی کے اثر سے یہ مراد ہے، کہ قلب میں تحریک ذوق و شوق پیدا
 ہو، اور نام خدا سے دل میں اطمینان، تسلی، تسکین، چین اور راحت حاصل ہو سادس
 دور ہو جائیں، اور حق تعالیٰ کو اس کے ماسوائے پر مقدم رکھے،

جو شخص کہ دو ماہ یا کچھ زیادہ عرصہ تک مذکورہ شرائط کے ساتھ فی یوم چار ہزار
 بار اسم ذات کے ذکر پر مداومت کرے، تو انشاء اللہ وہ اپنے قلب میں ضرور یہ اثر
 مشاہدہ کریگا، اور نور اور ضرور اور طہائنت پائیگا، خواہ ذکر کیسا ہی کم لہم کیوں نہ ہو
 پہلا ذکر اذکار خفیہ میں سے اسم ذات ہے، اور اس کا

دورہ قادریہ

طریقہ یہ ہے، کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو
 بند کرے، اور دل کی زبان سے اللہ ۱۰۰۰۰۰ کہہ کر ناف سے سینہ تک چڑھے پھر اپنے
 تصور میں اللہ ۱۰۰۰۰۰ کہہ کر سینہ سے دماغ تک پہنچے پھر دماغ سے اللہ ۱۰۰۰۰۰ کہہ کر
 عرش تک پہنچے پھر ہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اترے، یعنی اللہ ۱۰۰۰۰۰ کہتا ہوا
 عرش سے دماغ پر اترے اور اللہ ۱۰۰۰۰۰ کہتا ہوا دماغ سے سینہ پر اترے، اور پھر اللہ
 ۱۰۰۰۰۰ کہتا ہوا سینہ سے ناف پر اترے، اور اسی طرح ہر بار کرتا رہے۔

اس طریقہ کے بعض لوگ اس میں اللہ قَدِیْر کو بھی زیادہ کرتے ہیں، اَللّٰهُ
 قَدِیْرٌ کو زیادہ کرے، تو تیسری بار آسمان تک پہنچے، اور چوتھی بار عرش تک،
 پاسِ انْفاس | اذکارِ خفیہ میں سے دوسرا ذکرِ نفی و اثبات ہے،

اسکا طریقہ یہ ہے، کہ ذکرِ بیدار ہوشیار اور اپنے دموں پر آگاہ رہے، جب
 دم خود بخود باہر نکلے، تو اُس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی اَللّٰہ کا تصور کر کے خیال
 کرے، کہ میں نے جملہ ماسویٰ اشد کو اپنے جسم سے نکال دیا ہے، اور بذرِ بے کافری کرتا
 ہوں،

پھر جب سانس خود بخود بغیر ارادہ اور قصد کے اندر جائے، تو لفظ اَللّٰہ کہتا
 ہوا قلب پر پہنچے، اور خیال کرے، کہ اشدِ تغلے کے سوا تمام اشیاء فنا ہو گئی ہیں، اور
 لفظ اَللّٰہ کا نقش دل پر قائم رہ گیا ہے،

بزرگانِ طریقت نے کہا ہے، کہ اس ذکر کا نام پاسِ انْفاس ہے، اور خطرات
 دوساوس کے دفع کرنے میں اسکا بڑا اثر ہے، بِلّٰہِ ذَرْتُمْ مَن قَال، ۵

اگر تو پاسِ داری پاسِ انْفاس

بسلطانی رسالت ازیں پاس

تا بجا روبرو لا نزو بی راہ

نہ رسی در مقام اَللّٰہ

ایک اور عارف فرماتے ہیں ۵

در ذاتِ مقدست کے راہ نیست

وزمینِ جلال، بچکس آگاہ نیست

مرا یہ رہرواں کہ راہش طلبند

جز گفتن اَللّٰہ اَللّٰہ نیست

مراقبہ پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو، اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو، تو اسکو مراقبہ کر نیکا امر کیا جائے، ذکر خفی کے اثر سے مراد شوق، محبت الہی کا غلبہ، اسی کی طلب میں محبت کا جم جانا، سکوت میں عطاوت پانا اور اشغال امور دنیوی سے متنفر ہو جانا وغیرہ ہے،

طریقہ مراقبہ مراقبہ کا طریقہ یہ ہے، ایک آیت قرآنی یا اللہ تعالیٰ کے نام پاک کو زبان تصور سے پڑھے، پھر اس کے معنی کی طرف متوجہ ہو کر اس لفظ کے مفہوم میں اس طرح مستغرق ہو جائے، کہ سوائے اُس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے، اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔
مراقبہ کی اصل وہ حدیث ہے، جو آنحضرت، علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے،

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْتَ
رَبُّكَ يَعْْبُدُكَ
فَاِنَّهُ يَرَاكَ
اسان یعنی اعلیٰ نیکی یہ ہے، کہ تو اپنے رب کی عبادت اس طرح کر، کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے، سو اگر تو اُسے نہ دیکھ سکے، تو یہ دھیان کر، کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے،

مراقبہ حضور حق تعالیٰ مراقبہ حضور حق تعالیٰ یہ ہے، کہ سالک زبان سے کہے، یا جنان میں خیال کرے، کہ اللہ حاضر فی، اللہ لنا ظیری، اللہ معنی، پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری، اور نظر اور محبت اور ساتھ ہی اُس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے پاک ہونے کو خوب منسوب تصور کرے، یہاں تک تصور جائے، کہ اُس میں مستغرق ہو جائے، یا اس آیت کا تصور کرے، وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنی **طریق معیت** حق تعالیٰ تم جہاں کہیں ہو، تمہارے ساتھ ہے، اور

اس کے ساتھ ہونے کو قیام و قعود، خلوت و جلوت اور تغل و بیکاری میں دھیان کرنا
اقسام مراقبہ قرآنیہ | ایہ آیت پڑھے،

یعنی جس پر تم متوجہ ہو، وہاں اللہ کی ذات ہے

إِنَّمَا تُوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ لِلّٰهِ

یا یہ آیت پڑھے،

کیا انسان نہیں جانتا، کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے

الْمُرِيْعَلْمُ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى

یا اس آیت کا مراقبہ کرے،

ہم انسان کی رگ گردن سے بھی قریب
 تر ہیں،

فَمَنْ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ

حَبْلِ الْوَرِيْدِ

یا اس آیت کا تصور کرے،

یعنی اللہ ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّخِيْطٌ

یا اس آیت کا دھیان کرے

یقیناً میرا اللہ میرے ساتھ ہے، وہ مجھ کو
 ہدایت کریگا،

إِنَّا مَعَى رَبِّيْ سَيِّدِيْنَ

یا اس آیت کا مراقبہ کرے،

یعنی حق تعالیٰ اول ہے، اُس سے پہلے

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظّٰهِرُ

کوئی چیز نہیں، آخر ہے، جو بعد فنا کے عالم

وَالْبَاطِنُ

بانی ریگا، ظاہر ہے، باعتبار اپنی صفات اور افعال کے باطن ہے، باعتبار اپنی ذات
 کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا،

یہ مراقبات اللہ عز و جل کے ساتھ دل کا تعلق ہونیکے واسطے از حد مفید ہیں،

وہ مراقبہ جو قطع علائق، بجز تمام، سکر، محو، بیہوشی اور فنا کے لئے

مفید ہے، وہ اس آیت کا مراقبہ ہے،

مراقبہ فنا

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ
وَجْهٌ ذُو الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ

جو کچھ زمین پر ہے، وہ نیست و نابود ہونے
والا ہے، اور باقی صرف تیرے رب کی
ذات ریسی، جو بڑائی اور بزرگی والا ہے،

حضرات قادریہ کے درمیان اس مراقبہ فنا کا اکثر معمول ہے،

اس کا طریقہ یہ ہے، کہ اپنے آپ کو تصور کرے، کہ مر کر فنا ہو گیا ہے، اور
ایسی راگ ہو گیا ہے، جسکو ہوائیں اڑاتی ہیں، ہر شے کی ترکیب اور شکل مٹ گئی
ہے، اور ایک ایسی ہوا غیب سے چلی، کہ اُس نے پرزے پرزے اڑا کر تمام
عالم کو نیست و نابود کر دیا ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ بھی باقی نہیں رہا، اس
تصور پر دیر تک قائم رہے، مشغل فنا بخوبی حاصل ہوگا،

اسی طریقہ مذکورہ سے ذیل کی آیات کا مراقبہ
مراقبہ نیستی | نیستی کا باعث ہے،

إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ
فِيئْتُهُ مَلَأَكُمْ مِنْهُ لَمَّا كُنْتُمْ
يُدْرِكُكُمْ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ
فِي رُوحٍ مُّشِيدَةٍ

یقیناً جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو، وہ تمکو
لٹنے والی ہے، جہاں کہیں کہ تم ہو گے
موت تم کو پالے گی، اگرچہ تم اُوپنچے اور
مضبوط برجوں میں ہو،

جب مراقبہ کا شرط طالب میں ظاہر ہو جائے، اور اس کا
توحید افعالی | نور مشاہدہ ہو، تو اس کو توحید افعالی کا امر کیا جائے،

توحید افعالی یہ ہے، کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو، خدا کی جانب سے سمجھے
نہ زید اور عمر کی طرف سے، تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے، اور نہ توقع، جیسا کہ
سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے،

دریں نوع از شرک پوشیدہ بست
کہ زیدم بیازرد و عمر دم نخست

کشف وقائع آمیندہ

وقائع زندہ کے کشف کیلئے چاہیے کہ طالب
ابھی طرح غسل کر کے پاکیزہ لباس پہنے ہو شیو

لگائے، اور خلوت میں بھٹے پر بیٹھے، پھر حق تعالیٰ سے یہ سعی تمام دعا کرے، کہ فلاں
واقعہ کو مجھ پر ظاہر کر دے، پھر اسم ذات کا یا یا عیلم یا مبین یا حیدر اسلم
تلا ثہ کا ان شرائط کے ساتھ جیسا کہ یک ضربی یا سہ ضربی طریق میں بیان ہوا ہے، یا
ضرب ذکر کرے، یہاں اپنے قلب میں کشائش اور نور کو پاوے، اور سات دن
تک اسپر مداومت کرے، تو انشاء اللہ اسپر کشف حال ہوگا،

کشف ارواح

مشائخ قادریت نے کہا ہے، کہ جو طریقہ کشف ارواح
کے واسطے ہمارا مجرب ہے، وہ یہ ہے، کہ شرائط

مذکورہ کے ساتھ داہنی طرف مستبوح کی ضرب لگاوے، اور بائیں طرف قدوس
کی اور آسمان میں رَبُّ الْمَلَائِكَةِ کی اور دل میں وَالرُّوحِ کی،

حصول امور مشککہ

حل مشکلات کے لئے یہ طریقہ ہے، کہ رات کو اٹھ
کر شرائط مذکورہ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھے جس

قدر ممکن ہو، پھر داہنی طرف یاسجی کی ضرب لگاوے، اور بائیں طرف یادقاب
کی، اسی طرح ہزار بار کرے،

النشراح خاطر

النشراح خاطر کے لئے یہ طریقہ ہے، کہ جس نفس اللہ
کی ضرب دل پر لگاوے، پھر لا الہ الا انہ سے پس

پشت لیجا کر دماغ پر چوڑوے، پھر داہنی طرف آلا کہے، پھر بائیں طرف قلب
پر ہو کی ضرب دے، پھر اٹھی کی ضرب داہنی طرف اور القیوم کی ضرب بائیں طرف
لگاوے،

رفع امراض

جب ثفائے مریض، ادفع جوع، کشائش رزق یا مغلوبی شمن

منظور ہو، تو حسب مراد اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اسم لیکر بقاعدہ دو ضربہ، اسہ ضربہ، یا
چہار ضربہ ذکر کرے،

مثلاً ثقائے مرین کے لئے یاشائنی کثائش رزق کے لئے یلدا رزق
دفع جوع کے لئے یاصمد مغلوبی دشمن کے لئے یامذک کہے،
اسی طرح اسمائے حسنیٰ کو اپنے مطلب کے موافق بطریق مذکور کرے،

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کی

اولاد

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے
والد بزرگوار کے ماں انچاس ^{۲۴} بچے ہوئے، جن میں سے بیس لڑکے تھے، اور باقی
لڑکیاں تھیں،

آپ کی اولاد نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں،

- (۱) حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ
- اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت شیخ
- عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ (۶)
- حضرت شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت شیخ تیجی رحمۃ
- اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت
- شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ

لے ذوات الوفیات جز ثانی ص ۱۲۰ بند ۲

تفصیلی حالات

مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کے صاحبزادوں کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ قلمبند کئے جائیں،

(۱) حضرت شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت | آپ سب سے بڑے صاحبزادہ ہیں، آپ کی ولادت بمقام بغداد ماہ شعبان ۵۲۲ھ ہجری میں ہوئی،

تحصیل علوم | اپنے زیادہ تر اپنے والد ماجد کو حدیث سنائی اور انہیں سے نفقہ حاصل کیا، علاوہ ازیں آپ نے ابن الحسین و ابن الرعوبی و ابوغالب ابن النباؤ وغیرہ شیوخ کو بھی حدیث سنائی، تحصیل علوم کے لئے اپنے مجرم کے دور دراز بلاد کا بھی سفر کیا،

درس و تدریس | الغرض تحصیل علوم کے بعد اپنے بیس سال کی عمر میں ۵۴۲ھ ہجری کے اندر اپنے والد ماجد کے سامنے انہی کے مدرسہ

میں نہایت سرگرمی اور جدوجہد کے ساتھ درس و تدریس کا کام شروع کر دیا، پھر اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی، فتوے دیئے،

آپ وعظ گوئی میں یدِ طولی رکھتے تھے، آپکا وعظ دلچسپ اور ظرافت آمیز ہوا کرتا تھا، شیریں کلام کے لقب سے آپ مشہور تھے،

بہت سے لوگوں نے آپ سے علم و فضل حاصل کیا، چنانچہ شریف حسینی

بغدادی اور احمد بن عبد الواسع بن امیر کار و غیر علماء آپہی کے تلامذہ میں سے ہیں

آپ نہایت بامروت، اکرم النفس، علیم الطبع، متکسر المزاج، صاف گو اور صاحب جود و سخا شخص تھے

اخلاق و عادات

خلیفہ ناصر الدین نے ستم رسیدہ مظلوموں کی امداد و معاونت اور ان کی فریادری پر آپ کو مامور کیا تھا،

آپ نے بغداد کے اندر پچیس سو ال ۵۹۲ھ ہجری میں شب کے وقت وفات پائی، اور وہیں مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے،

وفات

آپ کی اولاد میں سے مشہور شیخ عبد السلام ہیں، اٹھ ذی الحجہ ۵۴۸ھ ہجری کو آپ تولد ہوئے، اور تین رجب المرجب ۶۱۱ھ ہجری کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی، اور مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے،

اولاد

آپ حبلی المذہب تھے، اپنے اپنے والد ماجد اور اپنے جد امجد حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا، پھر آپ نے مدت تک درس و تدریس کے کام کو سرانجام دیا، متعدد امور مذہبی کے آپ متولی رہے، چنانچہ کسوتہ بیت اللہ شریف کے بھی آپ متولی رہے، اس اثنا میں آپ نے حج بھی ادا کیا،

(۲) حضرت شیخ حافظ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے ساتہزادوں میں سے قدوۃ العارفين عمدة الکاملین حضرت شیخ حافظ عبد الرزاق ہیں، آپ ۱۸ ذی قعدہ ۵۲۵ھ ہجری کو تولد ہوئے

ولادت

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، علاوہ ازیں آپ نے ابوالحسن محمد بن الصالح رحمہ،

آپ کا علم و فضل

لہ جیسا کہ ذہبی ابن خلیلی وغیرہ دیگر بہت سے لوگوں سے مروی ہے، اور ابن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے ۱۲۱ سنہ رح

قاضی ابو الفضل محمد الارموی، ابوالقاسم سعید بن النبی، حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر،
 محمد بن الزاغوانی، ابوالمظفر محمد الباشمی، ابوالمعانی احمد بن علی بن السین اور
 اربع محمد بن البطرور وغیرہ سے بھی حدیث سنی،

آپ حافظ حدیث و فقہ حنبلی المذہب تھے، آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی
 بھی، آپ درس و تدریس اور بحث مباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے،

آپ نے بہت سے لوگوں کو اجازت حدیث دی، چنانچہ شیخ شمس الدین
 عبدالرحمن، شیخ کمال عبدالرحیم، شیخ احمد بن شیبان، اور اسمعیل العسقلانی وغیرہ
 نے آپ سے اجازت حدیث حاصل کی،

آپ لغایت و صداقت، تواضع و انکسار، عصمت و عفاف
 اور صبر و شکر میں مشہور تھے، آپ عموماً عوام الناس سے

کناہہ کش رہتے، اور ضروریات دینی کے سوا تھوڑا کئے کبھی باہر نہ نکلتے، باوجود
 عسرت کے بھی آپ مجسمہ سخاوت تھے، طلباء سے نہایت انس رکھتے تھے

آپ نے ۶ شوال ۶۳۳ ہجری کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں وفات
 پائی، اور وہیں باب حرب میں آپ مدفون ہوئے،

ابن نجار نے بیان کیا ہے، کہ آپ کے جنازہ کی نماز پر اسقدر خلقت جمع ہو گئی
 تھی، کہ مجبوراً بیرون شہر میں آپ کا جنازہ بیجا کرنا پڑی گئی، لیکن پھر بھی ہزار ہا مشائخ

محروم رہ گئے، اس لئے کثرت ہجوم کی وجہ سے آپ کے جنازہ کو جامع زصافہ،
 باب تریۃ الخلفاء، باب الحزیم، مقبرہ امام احمد بن حنبل وغیرہ مختلف مقامات

میں لے جا کر کئی بار نماز پڑھی گئی،
 آپ کے جنازہ میں اسقدر لوگ شریک تھے، کہ کبھی جمعہ وعیدین میں بھی

نہیں ہوئے تھے،

حضرت شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

کی

اولاد

(۱) شیخ سلیمانؒ | آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ سلیمانؒ ہیں ۵۴ھ
 ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی، اور ۹۰ھ ہجری میں بغدادی الآخر
 ۶۱۱ھ ہجری کو آپ داعی اجل کو لبیک کہ کردار ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اور
 اپنے والد ماجد کے قریب مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے، آپ نے بہت سے شیوخ
 سے حدیث سنی، آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔

(۲) شیخ عبد الرحیمؒ | منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ عبد الرحیمؒ ہیں، آپ
 نے حدیث شہرہ نبت الأبری اور خدیجہ بنت احمد النہروانیؒ
 وغیرہ سے سنی، آپ کا تولد ۱۴۲ھ ذیقعد ۲۵۴ھ ہجری کو ہوا، اور بغدادی میں ۳۱۶ھ
 ہجری کو اپنے وفات پائی، اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔

(۳) شیخ اسمعیلؒ | منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ اسمعیلؒ ہیں، آپ
 نے بہت سے لوگوں سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث
 سنی اور بیان کی، آپ زہد و تقویٰ اور فقر و تصوف سے آراستہ تھے، شریعت و
 طریقت کے بڑے پابند تھے، گوشہ نشینی آپ کا شیوہ تھا،

بغدادی میں آپ کا انتقال ہوا، اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
 کے مقبرہ میں مدفون ہوئے، آپ کی تاریخ تولد یاسن و وفات کے متعلق کچھ پتہ نہیں
 (۴) شیخ ابوالحسن فضل اللہؒ | منجملہ آپ کے صاحبزادوں
 کے شیخ ابوالحسن فضل اللہؒ

میں، اپنے اپنے والد ماجد، اپنے عم بزرگ، اور دیگر بہت سے شیوخ سے حدیث سنی، ماہ
صفر ۶۰۶ھ ہجری کو بغداد ہی میں آپ تاتاریوں کے ہاتھ شہید ہوئے،

(۵) شیخ ابو صالح نصریؒ منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ ابو صالح
نصر رحمۃ اللہ علیہ میں آپکی ولادت ۴۲۱ھ ربیع الاول

۵۳۴ھ ہجری کو ہوئی، اپنے والد و عم بزرگوار سے بالخصوص اور فضلاء وقت
سے بالعموم حدیث سنی، آپ جنسی المذہب تھے، درس و تدریس اور بحث و مباحثہ کا بھی
مشغلہ کیا کرتے تھے،

آٹھ ذی قعدہ ۶۲۲ھ ہجری کو آپ خلیفۃ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القضاة
مقرر ہوئے، اور خلیفہ موصوف کی حیات تک آپ منصب قضا پر مامور ہوئے،
آپ حنا بلہ میں سے پہلے شخص ہیں، جو قاضی القضاة کے لقب سے پکارے گئے،
خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عہد خلافت سے چار ماہ کے بعد آپ کو
منصب خلافت سے معزول کر دیا تھا، باوجود اس کے کہ آپ منصب قضا پر مامور تھے،
لیکن آپ کے اخلاق و عادات، آپ کے علم و عفو، اور آپ کی تواضع و انکساری میں مطلقاً
کچھ بھی تغیر نہیں ہوا تھا،

آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، عارف، نقیبہ، مناظر، محدث، عابد، زاہد، مقرر، مقرر،
واعظ، شہسور کلام، خوش طبع اور متین تھے، فروعات مذہبیہ میں آپ کے معلومات
نہایت وسیع تھے،

جب آپ کو خلیفہ المستنصر باللہ نے منصب قضا سے معزول کیا، تو اپنے اس
بارگراں کے سر سے اتر جانے پر حسب ذیل اشعار میں شکر تیرا دیا کیا

حَمْدُكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا
تَضَيُّ بِي بِالْخَلَاءِ مِنْ الْقَضَا

وَالْمُسْتَنْصِرِ الْمُنْصُورِ أَشْكُرُ
فَادْعُوا فَوْقَ مُعْتَادِ الدُّعَاءِ

ترجمہ

(۱) میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ اُس نے قضا سے نجات پانا
میرے لئے مقرر کیا تھا،

(۲) میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی مشکور ہوں، اور اُس کے لئے معمول
سے زیادہ دعاؤں خیر کرتا ہوں،

معزول ہونے کے بعد آپ مدرسہ حنابلہ میں درس و تدریس اور افتاء کا کام کرنے لگے
فقہ میں آپ نے کتاب اِدْنَادِ الْمُبْتَدِئِينَ تصنیف کی، جماعت کثیرہ نے آپ سے
تفقہ حاصل کیا، انہی امور کا بیان کرتے ہوئے مصری نے آپ کی مدح میں قصیدہ
لاہیہ لکھا، جس کا ایک شعر ذیل میں درج ہے۔

رَبِّي عَصْرَنَا قَدْ كَانَ فِي الْفِقْهِ قِدْوَةً

أَبُوصَاءٍ لَمْ نَصْرَهُ بِكُلِّ مَوْمِلٍ

یعنی اس وقت فقہ میں حضرت شیخ ابو صالح نصر امام وقت ہیں، وہ ہر

ایک امیدوار کے لئے معین و مددگار ہیں،

معزولی کے کچھ عرصہ بعد خلیفہ مستنصر نے آپ کو اپنے مسافر خانہ کا جو دیر روم کے
نام سے مشہور تھا، متوی کر دیا تھا، گو آپ کو اُس نے منصب قضا سے معزول کر
دیا تھا، تاہم اُس کی نظروں میں آپ کی ویسی ہی عزت و وقعت تھی،

۶ ر شوال ۶۶۳ ہجری کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی، اور باب حرب میں

مدفون ہوئے

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو نصر
محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو دونوں کے دونوں اعلیٰ درجہ کے عالم تھے، عبادت و
ریاضت، زہد و تقویٰ، انکسار و نیستی اور وجد و جذبہ میں ایک دوسرے پر
سبقت لے گئے ہوئے تھے، درس و تدریس اور افتاء کا مشغلہ رکھتے تھے،
آپ کی ایک صاحبزادی تھی، جس کا نام زینب تھا، خوش سیرت، کریم النفس
و حمیدہ، متواضع اور نہایت متین تھیں،

(۳) حضرت شیخ ابو بکر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے صاحبزادوں میں سے
حضرت شیخ ابو بکر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ۲۷۱ یا ۲۸۱
شوال ۵۲۲ ہجری میں آپ کا تولد ہوا،

علم و فضل | اپنے اپنے والد ماجد اور ابن منصور عبد الرحمن بن محمد القزازی
وغیرہ سے حدیث سنی، اور تفسیر حاصل کیا، تحصیل علوم کے
بعد اپنے وعظ بھی کہا، درس و تدریس کا کام بھی انجام دیا، بہت سے علماء و فضلاء
آپ سے مستفید ہوئے،

آپ نہایت ہی متقی، متدین، صالح، متشرع، پرہیزگار اور صاحب ریاضت
و مجاہدہ تھے، انکسار و افتقار اور غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے،
۵۲۵ ہجری میں آپ بغداد کو خیر باد کہہ کر جہاں چلے گئے، اور وہیں اپنے
سکونت اختیار کی،

وفات | ۸ ربيع الاول ۶۰۲ ہجری کو جہاں میں آپ نے وفات پائی اور
وہیں مدفون ہوئے،

آپ کی اولاد | آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ محمد میں آپکا انتقال بھی جبال میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے آپ جنید عالم، مستقیم الاحوال، قائم اللیل، صائم انہارتھے، آپ سے لوگوں کو باطنی علوم کے بہت کچھ فوائد پہنچے، آپ کے ایک صاحبزادہ تھا جسکا نام شیخ صالح شہر شہیق تھا،
حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں، جن کا نام شیخۃ النساء زہرہ تھا،

(۴) حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں،

تحصیل علوم اور درس و تدریس | اپنے اپنے والد بزرگوار اور ابو الحسن بن خرماد سے حدیث سنی، اور تفقہ حاصل کیا، پھر اپنے درس و تدریس کا کام شروع کر دیا، حدیث بیان کی افق دہیے، وعظ کیا، اور تصوف میں جو اہل الاسرار اور لطائف الانوار وغیرہ کتب تصنیف کیں،

پھر آپ مصر چلے گئے، اور وہاں جا کر بھی اپنے کمال فصاحت و بلاغت وعظ گوئی کی، اور حدیث بھی بیان کی،

الیان مصر میں سے ابو تراب، ربیع بن الحسن، مسافر بن یحییٰ المصری، حامد بن احمد الارتاجی، محمد بن محمد الفقیہ المحدث، عبدالمحلق بن صالح القرظی الاموی المصری وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی،

ذائق شعرو سخن | آپ کو شعرو سخن کا بھی ذائق تھا، چنانچہ مندرجہ ذیل اشعار آپ

ای کے کہے ہوئے ہیں،

تَحْتَلُّ سَلَامِي نَحْوًا زَيْنِ أَحَبَّتِي
وَقُلْ لَهُمْ إِنَّ الْغَرِيبَ مُشَوِّقٌ

تم میرے اجباب کی طرف جاؤ تو ان سے میرا سلام عرض کر کے یہ کہہ دینا، کہ وہ
غریب الوطن تمہارے اشتیاقِ محبت سے بھرا ہوا ہے،

فَإِنْ سَأَلُوا كَمْ كَيْفَ حَالِي بَعْدَهُمْ
فَقُولُوا بِبِطْرَانِ الْفِرَاقِ حَرِيقٌ

پھر اگر وہ تم سے میرا اور کچھ حال دریافت کریں، تو کہہ دینا، کہ وہ بس تمہاری
آتشِ فراق سے سوزاں ہے،

فَلَيْسَ لَهُ الْفَيْسُ يَسِيرٌ بِقَرِيبِهِمْ
وَلَيْسَ لَهُ نَحْوُ الرَّجُوعِ طَرِيقٌ

اُس کا کوئی بھی ایسا رفیق نہیں ہے، جو اُسے اُس کے اجباب کے پاس
پہنچا دے، غرض اُس کے تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے،

غَرِيبٌ يُقَاسِي الْهَمَّ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ
وَمَنْ لِغَرِيبٍ فِي الْبِلَادِ صَدِيقٌ

اپنی غربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے، مصائب جھیلتا ہے، اور ظاہر
ہے، کہ بلادِ اجنبیہ میں مسافر کا کون غمخوار بنتا ہے،

تاریخ وفات کے متعلق ابنِ نجار اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں، کہ

وفات

میں نے آپ کے مزار مبارک پر لکھا دیکھا، کہ بارہویں رمضان

البارک ۳۵۳ ہجری کو آپ نے وفات پائی،

آپ کی ذریت | بلادِ حلبِ خصوصاً قریہ یا عوم میں کئی قبیلے ایسے ہیں

جو اپنے آپ کو حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ کی ذریت سے ثابت کرتے ہیں، اور عام
و خاص بھی ان کی عزت و وقعت کرتے ہیں، مگر ان کی نسبت تحقیق معلوم نہیں
کہ آیاتی الحقیقت وہ حضرت شیخ عیسیٰ علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں، یا کسی اور
کی ذریت سے،

(۵) حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عبد الجبار
رحمۃ اللہ علیہ ہیں،

تحصیل علم | اپنے اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا، اور شیخ ابو منصور
اور قزاز وغیرہ سے حدیث سنی، آپ خوشنویس تھے، آپ صوفی
منش اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، تشریح و اتباع، تہلیل و انقطاع، فقر و قناعت
اور انکسار مسکنت میں یگانہ وقت تھے،

وفات | آپ کی وفات عین عالم شباب میں مورخہ ۱۹ رذی الحجہ ۷۵۵ ہجری کو ہوئی
اور بغداد کے اندر ہی محلہ حلبہ میں اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں
مدفون ہوئے،

(۶) حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں،
ولادت | آپ کی ولادت ۷۵۵ ہجری میں ہوئی،

علم و فضل | اپنے اپنے والد ماجد اور شیخ محمد عبد الباقی سے تفقہ حاصل کیا
اور حدیث سنی، آپ حسن سیرت و مکارم اخلاق میں یگانہ و انکسار

وایشان نفس میں منفرد وقت تھے، بہت سے لوگوں کو آپ سے استفادہ ہوا، آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چوٹے تھے، آپ اپنے صغیرن سے ہی مصر چلے گئے تھے، اور وہیں پر آپ کے فرزند تو لد ہوا، جس کا آپ نے بعد القادر نام رکھا تھا، پھر آپ اپنی کبر سنی میں مع فرزند بغداد واپس آئے، اور تادم حیات تدبیریں پر مقیم رہے،

بشارت ولادت شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ ہمارے والد بزرگوار سخت علیل ہو گئے، حتیٰ کہ

نصیب ابد اپنے بچنے تک کی کوئی امید باقی نہ رہی اس لئے ہم سب آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے ابدیدہ ہو رہے تھے، کہ اتنے میں آپ کو کسی قدر افاقہ ہوا، آپ نے فرمایا، کہ میں ابھی مرؤنگا نہیں، تم گریہ وزاری نہ کرو، میری پشت میں ابھی بچی باقی ہے، اس کا تولد ہونا ضروری ہے،

ہم نے خیال کیا، کہ شاید آپ بیہوشی کی حالت میں فرما رہے ہیں، غرض پھر آپ کو صحت ہو گئی، اور آپ ایک جشیہ لونڈی سے ہم بستر ہوئے، جس کے بطن سے ایک فرزند تو لد ہوا، جس کا نام آپ نے بچی رکھا،

وفات آپ نے سن ۹۲۵ ہجری میں وفات پائی، اور اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں اپنے برادر مکرم شیخ عبد الوہاب کے ہم پہلو مدفون ہوئے

(۷) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی ولادت زیع الاول ۵۳۵ ہجری میں ہوئی،

علم دین آپ نے اپنے والد بزرگوار اور شیخ سعید بن النبا سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، آپ دمشق میں چلے گئے تھے، اور وہیں

آپ نے توطن بھی اختیار کیا، آپ وہاں افادہ و افاضہ طالبین میں مشغول رہے،
آپ کثیر التکوت اور طویل المراقبہ تھے، انکسار و افتقار سے منصف تھے،
بذہب آپ کا خطبلی تھا

وفات اخیر عمر میں آپ امراض کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے، شروع جمادی
الآخری ۱۳۱۸ھ ہجری محلہ عقبیہ دمشق میں آپ نے وفات پائی، مدرسہ
مجاہد میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی، اور جبل قاسیون میں آپ مدفون ہوئے
آپ نے اپنے برادران میں سب سے اخیر وفات پائی،

(۸) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے صرف اپنے والد بزرگوار ہی سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، آپ
صاحب مذاہب و مواجید اور صاحب سرور و ولولہ تھے، رات کا وقت اکثر طور پر توبہ
و استغفار اور گریہ و زاری میں گزارا کرتے تھے، غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف
تھے، بہت سے لوگوں کو آپ کے ذریعہ سے نیا و بقا حاصل ہوئی،
آپ واسطیہ چلے گئے، اور ۱۳۹۲ھ ہجری میں وہیں پر آپ نے وفات
پائی،

(۹) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا، اور سعید بن النبیاء و ابوالوقت وغیرہ
شیوخ سے حدیث سنی، بہت سے لوگ آپ سے استفید و مستفیض ہوئے،
پچیسویں ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ ہجری کو بغداد میں آپ کا انتقال ہوا، اور وہیں مقبرہ
علیہ میں آپ مدفون ہوئے،

(۱۰) حضرت شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

تپنے بھی اپنے والد ماجد اور سعید بن النباءؑ سے حدیث سنی، آپ ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، بکثرت لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے،

آپ کی ولادت ۳۸۵ھ ہجری کو ہوئی، اور ۱۱ صفر ۳۸۹ھ ہجری کو بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا،

شاہیر خلفاء

جن علماء نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شریعت و طریقت کا حرقہ پہنا، اور خلافت و اجازت حاصل کی، ان کی تعداد تو بہت ہے، مگر یہاں صرف شاہیر کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں،

- (۱) امام ابو عمر و عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامت قرظیؒ (۲) فخر الفقہاء قاضی ابو یعلیٰؒ (۳) حضرت ابو الفتح نصر بن فقیان بن مطر مثنیٰؒ (۴) حضرت شیخ امام ابو محمد محمود بن عثمان جو تہ فروشؒ (۵) حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ بن شبابؒ (۶) حافظ ابو الخیر عبد المعبث بن زہر بن زرارہ بن علوی حیرمیؒ (۷) امام ابو عمر و عثمان بن اسمعیل بن ابراہیم سعدی ملقب بہ شافعی زمانؒ (۸) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن ثابت المعروف ابن الکیرانیؒ (۹) حضرت شیخ ابو محمد رسلان بن عبد اللہ بن شعبانؒ (۱۰) شیخ العارفین ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی طارؒ (۱۱) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن

ابی المعالی آوانیؒ (۱۳۱) حضرت شیخ ابو عبد اللہ بن سنانؒ، (۱۳۲) حضرت
 شیخ ابو علی حسن بن عبد اللہ بن رافع انصاریؒ (۱۳۳) حضرت شیخ محمد
 ابو طلحہ بن مظفرؒ (۱۵۱) حضرت شیخ ابو الخلیل احمد بن سعد بن وہب
 بن علی بغدادیؒ (۱۶۱) تاج العلماء حضرت شیخ ابو البقار محمد ازہریؒ (۱۷۱)
 حضرت علامہ ابو الحسن علی بن احمد بن وہب ازہریؒ قاضی القضاة حضرت
 ابو الحسن علیؒ (۱۹۱) قاضی القضاة علامہ ابو القاسم عبد الملک بن عیسیٰ بن
 اوریس مارون بن شافعیؒ (۲۰۱) حضرت قاضی ابو طالب عبد الرحمن مفتی عراقیؒ
 (۲۱۱) شیخ امام ابو اسحاق ابراہیم بن مرہیل بن نصر مخزومیؒ (۲۲۱) حضرت شیخ
 ابو عبد اللہ محمد بن رسلان بن عبد اللہ فقیہ شافعیؒ (۲۳۱) علامہ ابو بکر
 عبد اللہ بن نصر بن حمزہ تیمی بکری صدیقی بغدادی مفتی عراق (۲۴۱)
 حضرت شیخ ابو محمد عبد الجبار بن ابی الفضل بن فرج بن حمزہ ازہری تفسیری
 حصریؒ (۲۵۱) حضرت علامہ فقیہ ابو الحسن علی بن ابی طاہر بن ابراہیمؒ (۲۶۱)
 امام ابو عبد اللہ عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسیؒ (۲۷۱) امام ابو عمر محمد بن احمد
 بن محمد قدامہ مقدسیؒ (۲۸۱) امام ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الواحد مقدسیؒ (۲۹۱)
 شیخ امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسیؒ (۳۰۱)
 قاضی القضاة حضرت شیخ ابو الفتح محمد بن قاضی ابو العیاس احمدؒ (۳۱۱)
 حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابی الفضل جبالیؒ (۳۲۱) خزانة القدر

۵ اپنے حضور غوثیت تائب سے علم حاصل کیا اور خرقہ پہنا، حضور کی وفات کے بعد اپنے حضور کی پاک زندگی کے
 مقدس حالات ایک کتابی صورت میں قلمبند کئے، جس کا نام انوار الناظرین، معرفۃ اخبار النبیین، عبد القادر رکھا
 آپ عراق کے مفتی تھے، حضرت شیخ عبد القادر حبیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں سب سے قبل جو
 کتاب میدان تصنیف میں نکلی، وہ یہی انوار الناظرین ۱۲ منہ رح

والفقہا حضرت شیخ ابو القاسم خلف بن عیاش بن عبد العزیز مصریؒ (۳۳)
 رأس المتکلمین حضرت شیخ امام نجم الدین ابو الفرج عبد المنعم بن علی بن
 نصیر بن صیقل حرانیؒ (۳۴) استاد الفقہا حضرت شیخ ابو الحسن علی بن
 ابراہیم بن حدادینیؒ (۳۵) حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ اسدیؒ (۳۶)
 حضرت شیخ ابو حفص عمر بن احمد مینیؒ (۳۷) حضرت شیخ ابو محمد رافع بن
 احمدؒ (۳۸) حضرت شیخ ابو اسحق ابراہیم بن بشارہ بن یعقوب عدنیؒ
 (۳۹) حضرت شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بن ابی العزیز بغدادیؒ (۴۰)
 حضرت شیخ صالح ابو عبد اللہ شاہ میر بن محمد بن نعمان حبیلانیؒ (۴۱)
 حضرت شیخ ابو عبد اللہ بطانچی بعلبکیؒ (۴۲) حضرت شیخ علامہ امام ابو محمد ابراہیم
 بن محمود بعلبکیؒ (۴۳) حضرت شیخ امام ابو الحرم مکی بن امام ابو عمر عثمان
 بن اسمعیل بن ابراہیم سعدیؒ (۴۴) حضرت شیخ ابو البقا صلح بہاؤ الدین
 نور الاسلامؒ (۴۵) حضرت شیخ امام ابو البقا عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ
 عکبری بصری نابیناؒ (۴۶) حضرت شیخ ابو محمد عبد الرحمن ابن امام ابو حفص
 عمر بن غزال وافظؒ (۴۷) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن شیخ امام ابو محمد

۱۰ انہوں نے حضور غوثیت ناب علیہ الرحمۃ سے حج کے موقع پر خرقہ لیا تھا ۱۲ مندرجہ آپ فقہا
 نحویوں، فریضیوں، فقیہوں، اصولیوں کے سردار مختلف علوم کے امام اور متعدد تصانیف کے مصنف تھے جب
 آپ حضور غوثیت ناب کی مجلس میں پہلی دفعہ گئے، تو اپنے دل میں کہا، کہ میں اس عجیبی کے کلام کو کیا سونگا
 اسی آپ کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا، کہ حضور غوثیت ناب نے اپنا کلام قطع کر کے فرمایا، کہ اے
 دل اور آنکھ کے اندر تو اس عجیبی کے کلام کو کیا سنے گا، بس اس کے سنتے ہی آپ نہ
 رہ سکے، اور حنبر کے پاس جا کر حضور کے قدموں پر گر پڑے، حضور نے کچھ دیر توجہ دی، پھر
 آپکے غلٹ خرقہ سے سرفراز فرمایا، ۱۲ مندرجہ

محمود جوتہ فردش (۴۸) حضرت شیخ ابو العباس احمد بن شیخ ابو بکر احمد (۴۹)
 حضرت شیخ ابو بکر عتیق بن ابی الفضل (۵۰) امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن
 ابی نصر محمود بن المبارک خیابندی معروف تلح الحافظ (۵۱) حضرت شیخ
 حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی المکارم فضل بن نجیب بن ابی نصر یعقوبی
 (۵۲) حضرت علامہ ابو عبد الملک ذیاب بن ابی المعالی بن راشد بن بہان
 عراقی (۵۳) حضرت شیخ امام ابو احمد (۵۴) حضرت شیخ امام ابو الفرج
 عبد الرحمن بن شیخ ابو اعلیٰ نجم بن شرف الاسلام ابو البرکات عبد الوہاب
 (۵۵) حضرت شیخ ابو المجد عیسیٰ بن امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن
 احمد بن محمد قدیمہ مقدسی (۵۶) حضرت شیخ ابو موسیٰ عبد اللہ بن حافظ
 ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی (۵۷) حافظ ابو عبد اللہ محمد بن
 عبد الواحد بن عبد الرحمن مقدسی (۵۸) حضرت شیخ ابو الفتوح بیہقی
 بن شیخ ابو السادات سعد اللہ بن حسین (۵۹) حضرت شیخ ابو الفتوح
 نصر بن ابی الفرج محمد بن علی بغدادی (۶۰) حضرت شیخ ابو محمد یوسف
 بن المظفر بن شجاع عاتقی ازہجی صہبار (۶۱) حضرت شیخ ابو العباس
 احمد بن اسمعیل بن ابی البرکات مبارک بن حمزہ بن حسین بن ازہجی (۶۲)
 حضرت شیخ فقیہ ابو الفضل اسحاق بن احمد (۶۳) حضرت شیخ امام
 ابو القاسم ہیثمہ اللہ بن احمد (۶۴) حضرت شیخ عبد اللہ محمد بن سکویہ
 صریقینی (۶۵) حضرت شیخ علامہ اسحاق بن اسحاق بن سعیداری علی
 حنبلی (۶۶) حضرت شیخ ابو طاہر بن شیخ ابو ابدیہ تاحی احمد بن علی بن
 خلیل بن ابراہیم بن خلیل جو تقی صرصری (۶۷) حضرت شیخ ابو بکر محمد بن
 عمر بن ابی بکر بن عبد اللہ ازہجی (۶۸) حضرت شیخ ابو محمد عبد القادر بن

عثمان بن ابی البرکات (۶۹)، حضرت شیخ ابو محمد عبد العزیز بن دلف بن
 ابی طالب بغدادی (۷۰)، حضرت شیخ ابو محمد عبد العظیم بن شیخ ابو محمد
 عبد الکریم بن محمد مصری (۷۱)، حضرت شیخ امام حافظ ابو منصور عبد اللہ بن
 محمد بن ولید بغدادی (۷۲)، حضرت شیخ ابو الفرج عبد المحسن (۷۳)،
 حضرت شیخ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی (۷۴)، حضرت
 شیخ فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن حسین بن عبد اللہ بن یحییٰ بن ابی الرجال
 یونینی بعلبکی (۷۵)، حضرت شیخ صوفی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الصمد بن
 ابی عبد اللہ بن حامی بن خلیل بن راشد انصاری،

بعض اکابر مشائخ کا تذکرہ

اور

آپ کی عظمت و بزرگی کا زبردست ثبوت

اب آخر میں میں ضروری سمجھتا ہوں، کہ ان اکابر مشائخ میں سے صرف چند
 ایک کے مناقب و حالات ذرا تفصیل کے ساتھ قلمبند کروں، جنہوں نے آپ
 کے ظہور کے متعلق بشارات دی تھیں، یا جن سے آپ نے علم طریقت حاصل کیا
 تھا، یا جنہوں نے آپ کی حیات میں آپ کے کمالات اور آپ کی بزرگی و عظمت
 کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی مدح سرائی کی تھی، تاکہ کم از کم اتنا تو معلوم ہو جائے
 کہ آپ کا مرتبہ اور پایہ کس قدر بلند ہے۔

۱۔ ان سب مشائخ کے حالات بیحد ۱۲ سزا کے آخری حصہ میں مذکور ہیں ۱۲ منہ ۲۱

ان سب اکابر مشائخ کے اسمائے گرامی سیرت میں جا بجا گزر چکے ہیں اب ان کے قدرے تفصیلی حالات ملاحظہ ہوں،

(۱) حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار بطاحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ گُردوں کے ایک قبیلہ ہوار میں سے تھے، آپ عراق کے پہلے شیخ ہیں جنہوں نے عراق میں مشیخت کی بنیاد قائم و مضبوط کی۔

آپ نہایت فلیق، متواضع، متبع شرع اور صاحب کرامات تھے، حقائق و معارف اور علوم موارد میں آپ کا قدم راسخ تھا،

کہتے ہیں کہ ابتدا میں آپ لوٹ مار کیا کرتے تھے، آپ کے ساتھ اور بھی

آپ کے ابتدائی حالات

بہت سے لوگ اس کام میں شریک تھے، ایک رات آپ نے ایک عورت کو اپنے شوہر سے کہتے ہوئے سنا کہ تم ہمیں اتر جاؤ، ایسا نہ ہو، کہ آگے جا کر ابن ہوار اور اس کے ساتھی ہمیں پکڑیں، اس آواز کا آپ کے کان میں پڑنا ہی تھا، کہ بے اختیار ٹپ ٹپ آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اور آپ نے زار زار رونا شروع کر دیا اور فرمانے لگے، کہ افسوس! لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں، اور میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا،

غرض یہ آواز آپ کے لئے اکیر ہو گئی، آپ مغائب ہو گئے اور آپ کے رفقاء نے بھی توبہ کی،

پھر آپ کسی ایسے عارف اعظم کسی ایسے صلح ابر اور کسی ایسے شیخ طرفیت کی جستجو میں نکلے، جو نفس کی سرکشی کو مٹا کر اس کی خواہشات کو معدوم کر کے اس کی اصلاح کرے، جو مسیحا بن کر روحانی بیماریوں کا علاج کرے، اور جو شیطان سے ہٹا

کر حرم تک پہنچا دئے،

مگر عراق میں اسوقت کوئی ایسا شیخ طریقت مشہور و معروف نہ تھا جو آپ کے عقدہ کو حل اور آپ کے مقصد کو پورا کرتا،

الفرض آپ اسی جستجو اور تلاش میں تھے کہ اچانک ایک

خرقہ ولایت

رات خواب میں کیا دیکھتے ہیں، کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں، آپ نے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے خرقہ پہنائیے، حضور نے آپ سے فرمایا، کہ ابن ہوار! میں تمہارا بنی ہوں، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تمہارے شیخ ہیں، تم اپنے ہمنام سے خرقہ پہن لو،

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک چادر اور ٹوپی پہنائی، اور آپ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا، کہ خدا سے تمہارے اتھیں برکت دے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے فرمایا، کہ ابو بکر! تم عراق میں اہل طریقت کی سنت زندہ کرو گے

جب آپ بیدار ہوئے تو بعینہ اپنے وہی چادر اپنے جسم پر اور وہی ٹوپی اپنے سر پر پائی، بس پھر کیا تھا، تمام عراق میں

چرچا ہو گیا، کہ ابن ہوار! مولا کا قرب حاصل کر چکے ہیں، چاروں طرف سے خلقت آپ پر ٹوٹ پڑی، ہزار ہا مشائخ اور اہل سلوک آپ کی صحبت میں رہ کر مستفید ہونے لگے،

آپ کا کلام | حقائق و معارف کے متعلق آپ کا کلام مشہور و معروف ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے، کہ حکمت عارفوں کے قلوب میں لسانِ تصدیق سے

زابدوں کے قلوب میں لسان تعظیم سے، انہک لوگوں کے قلوب میں لسان توفیق سے، مریدوں کے قلوب میں لسان ذکر سے اور محبتوں کے قلوب میں لسان شوق سے ناطق ہوا کرتی ہے،

میرا اپنے فرمایا، کہ خدائے تعالیٰ سے لو لگانا غیر سے جدائی اور غیر سے لو لگانا خدائے تعالیٰ سے جدائی کرنا ہے، جبکہ خدائے تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں واحد ہے، تو طالب کو چاہیے، کہ یہ بھی سب سے تنہا ہو کر واحد ہو جائے، شتاق کی یہ شان ہے، کہ سب کو چھوڑ کر محبوب کو اختیار کرے، تاکہ اس پر حقائق و معارف کے در کھل جائیں، اور لسان ازل غیب سے اپنی طرف بلائے،

آپ کی کرامات | آپ کی کرامات مشہور اور زبان زد خلائق ہیں،

آپ کے مزار پر گوشت کا نہ گلنا | چنانچہ کہتے ہیں، کہ آپ کے مزار پر چربی اور گوشت پکانے

سے بالکل نہیں گلنا، ہجرت الہیہ میں لکھا ہے، کہ یہ آپ کی دعا کا اثر ہے،

شیر سے ہمکلامی | حضرت شیخ ابو محمد شنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک زمانہ میں میں آپ کی خدمت میں

حاضر ہوا کرتا تھا، آپ تن تنہا جنگل میں تشریف رکھا کرتے تھے، اور شیر آپ کے قدموں پر لوٹا کرتے تھے،

ایک دفعہ میں نے آپ کے سامنے ایک بہت بڑا شیر بیٹھا دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا یہ آپ سے کچھ کہ رہا ہے، اور آپ اسے جواب دے رہے ہیں، جب شیر اٹھ کر چلا گیا، تو میں نے آپ سے دریافت کیا، کہ وہ کیا کہ رہا تھا، آپ نے فرمایا، کہ اُس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ تین روز سے مجھے غذا نہیں ملی، اس لئے میں بھوکا ہوں، آج صبح کو میں نے خدائے تعالیٰ سے فریاد کی، تو مجھے بتلایا گیا، کہ

یہ عقدا قریب ہا میہ نہیں ہے، جسے تو مشقت کے بعد حاصل کرے گی گا اس نے میں اس
 ف سے خائف ہوں تو اس وقت میں نے اُسے جواب دیا، کہ تیری دائی جانب
 سے زخم پہنچا، جو ایک ہفتہ کے بعد اچھا ہو جائیگا،

شیخ شنگی فرماتے ہیں، کہ میں یہ سنتے ہی ہا میہ گیا، جب وہاں پہنچا، تو کیا دیکھا
 ہوں، کہ شیر وہاں موجود ہے، اُس کے دائیں بازو میں زخم ہے، اور وہ بکری کو کھینچے
 ہوئے لے جا رہا ہے، پھر ایک ہفتہ بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے
 دیکھا کہ شیر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، اور اُس کا زخم بھی اچھا ہو چکا تھا،

نیز مشہور ہے، کہ ایک دفعہ آپ نے ایک کھاری
 گنوئیں میں وضو کیا، تو آپ کے وضو کرنے سے
 اس کا پانی شیریں ہو گیا، اور اُس میں بکثرت

گنوئیں کا پانی
 شیریں ہو جاتا

پانی آنے لگا،

حضرت شیخ احمد بن ابی الحسن علی الرافعی رحمۃ اللہ علیہ
 کا بیان ہے، کہ آپ کے پاس جنگل میں سے ایک عورت

اجیابے موتی

آئی اور کہنے لگی، کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا، وہ آج دجلہ میں غرق ہو گیا ہے، میں خدا کی
 قسم کھا کر کہتی ہوں، کہ آپ کو خدا نے تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے، کہ میرے
 بیٹے کو میرے پاس لوٹا دیں، اگر آپ ایسا نہ کریں گے، تو میں قیامت کے دن خدا
 اور اس کے رسول سے شکایت کرونگی،

اس عورت کا کلام سن کر آپ قہوڑی دیر خاموش رہے، پھر فرمایا، کہ چل! مجھ کو
 بتلا، کس جگہ تیرا لڑکا غرق ہوا ہے، وہ آپ کو لے کر دجلہ کے کنارے پر آئی، جب
 آپ قریب پہنچے، دیکھا، کہ اس کا بیٹا پانی پر مردہ تیر رہا ہے، آپ تیرتے ہوئے
 اُس کی لاش تک گئے، اور اُسے اپنے کندھے پر اٹھا لائے، اور اُس کی ماں کو

دیکر فرمایا، کہ لو اسے جاؤ میں نے اسے زندہ ہی پایا ہے، یہ عورت اپنے لڑکے کو بیکر چلی آئی، اور وہ اس کے ساتھ اس طرح چلا آیا، کہ گویا اس پر کوئی واقعہ گذرا ہی

نہ تھا،
آپ کی وفات | بطاح میں آپ سکونت پذیر تھے، اور وہیں پر آپ نے

وفات پائی،

کہتے ہیں کہ جب آپکا انتقال ہوا تو اطراف جنگل سے رونے اور چلانے کی آواز آتی تھی، مگر رونے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا، کہا جاتا ہے کہ یہ جنات کی آواز تھی

حضور غوثیت مآب کے
متعلق آپ کی بشارت

حضرت شیخ ابو محمد شنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ سے

سنا، وہ فرماتے تھے، کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں،

(۱) معروف کرخی (۲) احمد بن حنبل (۳) بشر بن عمار (۴) منصور بن عمار (۵) جنید

(۶) نوری (۷) سہل بن عبد اللہ ستیری (۸) عبد القادر جیلانی

، تم نے عرض کیا، کہ حضور عبد القادر کون بزرگ ہیں، فرمایا، کہ ایک عجمی شریف ہوگا، جو بغداد میں رہے گا، اور اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا

(۲) حضرت شیخ ابو محمد شنبلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین اور ائمہ محققین میں اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے، کردوب کے ایک قبیلہ شناکہ میں سے تھے، حد او یہ نام ایک گاؤں میں سکونت پذیر تھے آپ اپنے پیڑھوں پر حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مسند سلوک و تہجد پر جلوہ افروز ہوئے

آپ اعلیٰ درجہ کے وافر عقل، کامل ایمان، متبع شرع، بلند ہمت، عالی مرتبہ اور کراماتِ خارقہ، افعالِ ظاہرہ، اشاراتِ نورانیہ، ائمرارِ قدسیہ، انفاسِ ملکوتیہ کے صاحب تھے،

ابتدائی حالات | ابتداء میں آپ بھی لوٹ مار کیا کرتے تھے، ایک روز اپنے اپنے رفقاء کی معیت میں حضرت شیخ

ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے قریب کے قریب ایک قافلہ کو ٹوٹا، اور مال تقسیم کر کے روانہ ہوئے، جب آپ حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار کے حجرے کے قریب پہنچے، تو اچانک شیخ کی توجہ سے آپ پر خشیتِ الہی طاری ہو گئی، بے اختیار آپ کی آنکھوں سے سیلِ اشک جاری ہو گئے، اور آپ اپنے رفقاء کو مخاطب ہو کر کہنے لگے، کہ تم لوگوں کو اختیار ہے، جہاں چاہو چلے جاؤ، مجھے اب اپنے دل پر قابو نہیں، میرے دل پر تو شیخ ابوبکر بن ہوار نے قبضہ کر لیا ہے،

آپ کے سب رفقاء نے یک زبان ہو کر کہا، کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں، اور جو کچھ مال اُن کے پاس تھا، وہ سب زمین پر ڈال دیا، پھر سب نے حضرت ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سچی توبہ کی،

وصول الی اللہ | پھر آپ حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین روز رہے، پہلے روز اپنے

دنیا کو ترک کیا، دوسرے روز آپ نے آخرت کی طرف رجوع کیا، تیسرے روز اپنے ماسوا سے روگردان ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کو طلب کیا، سوا سے بھی پالیا، یہ سب کچھ حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار کی توجہ تھی، کہ آپ نے تین ہی روز میں سنازل سلوک طے کر لئے۔

آنانا کہ مس عیب را بنظر کیما کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے با کنند

قبولیت عامہ | منازل سلوک طے کرنے کے بعد آنا فانا اطراف و جوانب
میں آپ کی شہرت ہو گئی، جوق در جوق لوگ آپ کے
پاس آنے شروع ہو گئے، مشلح نے آپ کی صحبت میں رہ کر فیض اٹھانا شروع کر دیا
تپکی کرامات | کرامات و خرق عادات اور آثار قرب الہی بکثرت آپ سے
ظاہر ہونے لگے، آپ کی دعا سے بہرہ وصال، مجنون اور نابینا
تندرست ہو جاتے تھے،

اچھا و امانت طیور | ایک روز کا واقعہ ہے، کہ آپ جنگل میں پانی کے
کنارے بیٹھے ہوئے تھے، کہ اچانک قریباً سو
سے زائد پرندے آپ کے ارد گرد آئیے، اور مختلف آوازوں میں چہانے لگے، آپ نے
آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا، کہ اے پروردگار! یہ میرے قلب میں
تشویش پیدا کرتے ہیں، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ تمام پرندے مر گئے، یہ دیکھ کر
آپ نے فرمایا، کہ اے پروردگار! تجھے خوب معلوم ہے، کہ میں نے ان کے مرجانے
کا ارادہ نہیں کیا تھا، ابھی آپ کی زبان سے یہ الفاظ نہ نکلے تھے، کہ سب پرندے زندہ
ہو گئے اور اڑ کر چلے گئے،

شراب کا پانی ہو جانا | اسی طرح ایک مرتبہ آپ کا ایک ایسی غسل پر گزرا
ہوا، جس میں شراب کے ذور چل رہے تھے، اور
سرور و راگ کے آلات اس میں مہیا تھے، آپ نے ان لوگوں کا حال دیکھ کر بارہتعالے
کی درگاہ میں عرض کی، اے سولہ! تو ان کا حال درست کر دے، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ
انکی شراب صاف و شیریں پانی ہو گئی، یہ دیکھتے ہی اہل مجلس پر خشیت الہی طاری ہو گئی

سب نے بے اختیار ہو کر چھینا چلاتا شروع کر دیا، ہر ایک نے اپنے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے، اور آلات سر و دراک توڑ ڈالے، کچھ دیر بعد جب سکون ہوا، تو سب نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

ادرا دہی | ایک دفعہ آپ کینجدمت میں آپ کا ایک حلقہ بگوش آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضور! مجھے ضروریات نے تنگ کر رکھا ہے، آپ کسی آدمی کو بادشاہ کے پاس بھیجئے، تاکہ ضروریات کو پورا کرنے کیلئے وہ مجھے تھوڑا سا مال دیدے، آپ خاموش رہے۔

اگلے دن وہ مرید آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضور! کیا جناب نے کسی کو سلطان کے پاس بھیجا تھا، کیونکہ ضرورت سے زیادہ مہلو کو کوئی مال دے گیا ہے، تو آپ نے فرمایا ہاں! میں نے بڑے سلطان (حق تعالیٰ) کینجدمت میں عرض کیا تھا، تو وہاں سے مجھے یہ جواب ملا تھا، کہ جب تک وہ زندہ رہیگا، ہم مخلوق میں سے کسی کا اس کو محتاج نہ کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم | ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کینجدمت میں آکر عرض کیا، کہ آپ بارگاہ خداوندی سے میرا حال دریافت کریں، آپ

تھوڑی دیر میں پھر اقبہ رہے، پھر فرمانے لگے، کہ مجھ سے تمہاری نسبت کہا گیا ہے،

يَعْمَدُ الْعَبْدُ إِنَّهُ آدَابٌ

یہ ہمارا کیا ہی اچھا بندہ ہے، جو ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا ہے،

پھر فرمایا، کہ آج رات تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھو گے، آپ بھی تمہیں اس بات کی بشارت دیں گے، چنانچہ یہ شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے، اور آپ نے ان سے فرمایا، کہ شیخ راتے تم سے پیچ

کہا ہے، بیشک تمہاری نسبت یہی کہا گیا تھا،
وفات آپ کی وفات کبرہی میں بطرح سے قریب ۱۰۰ اور یہ نام گاؤں میں
 ہوئی تھی، آج تک آپ کا مزار وہاں موجود ہے جس کی زیارت کی
 جاتی ہے،

آپ نے بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
بشارت کے ظہور کی بشارت دی تھی،

(۳) حضرت شیخ عزیز بن مستودعی بطاحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر مشائخ عراق میں سے تھے اعلیٰ درجہ کے متبع سنت اور صاحب مجاہد
 و مراقبہ تھے، بڑے بڑے مشائخ، صلحا، بدلا، نجبا، عباد اور زہاد سے اپنے علم طریقت
 حاصل کیا تھا، علماء و مشائخ زمانہ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے

آپ کے ارشادات معارف و حقائق اور حکم و دقائق کے متعلق
 آپ کا کلام عالی ہوتا تھا،

چنانچہ قلب کی نسبت آپ فرماتے ہیں، کہ قلب سلیم وہ ہے جو پیچھے کی جانب
 سے وفا کی طرف، اوپر کی جانب سے رضا کی طرف، داہنی جانب سے عطا کی طرف،
 بائیں جانب سے مقاصد حقیقت کی طرف، سامنے سے بقا کی طرف، اور پیچھے
 سے بقا کی طرف اشارہ کرے،

اسی طرح آپ فرماتے ہیں، کہ ارواح شوق و اشتیاق سے لطیف ہو
 جاتی ہیں، اور حقیقت سے ٹکرا کر ہمیشہ مشاہدہ کے دامنوں سے متعلق رہتی ہیں،
 پھر انہیں معلوم ہو جاتا ہے، کہ خداے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں،
تصوف کے متعلق آپ فرماتے ہیں، کہ تصوف یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے

ساتھ بلا فکر جلوس ہو ،

آپ فرماتے ہیں ، کہ تجرید ایک بجلی ہے ، جو بقایا کو جلا دیتی اور سووم کو مٹا دیتی اور موجودات کے مشاہدہ سے بچا دیتی ہے ۔

وہ ایک نور ہے ، جو اشتیاق کی آگ کے ساتھ ملکر روشن ہوتا ہے ، اور بقایا کو جلا دیتا ہے ، جسمانی صورتوں پر اس کے آثار چلتے ہیں ،

محبت ایک پیالہ ہے ، جس کی سوزش اور بھڑک سینوں میں ہے ، جب یہ محبت قلوب میں قرار پکڑتی ہے ، تو وہ فنا ہو جاتے ہیں ، جب نفوس میں جگہ لیتی ہے ، تو وہ لاشے ہو جاتے ہیں ، جب ارواح سے ملتی ہے ، تو وہ اڑ جاتی ہیں ، جب عقول سے ملتی ہے ، تو وہ بے ہوش ہو جاتی ہیں ، جب فکروں سے ملتی ہے ، تو وہ تیرن ہو جاتی ہیں ،

آپ کی کرامات | آپ کی بہت سی کرامات شہور میں ،

شاخ کا جھک جانا | چنانچہ ایک دفعہ آپ نخلستان میں جا رہے تھے ، کہ اچانک آپ کو کھجور کھانے کی خواہش ہوئی ، معاً خواہش پیدا ہوتے ہی کھجور کے ایک درخت کی شاخ جھک کر آپ کے قریب ہو گئی ، آپ نے اس سے کھجور توڑ کر کھالی ، پھر وہ شاخ اونچی ہو گئی ،

شیر کا مرجانا | ایک دفعہ آپ کا ایک ایسے شیر پر گزر ہوا ، جس نے ایک نوجوان کو شکار کرتے ہوئے اس کی پنڈلی کی ہڈی توڑ ڈالی تھی ،

پنڈلی ٹوٹنے وقت یہ نوجوان اس زور سے چیخا ، کہ شیر دشت کھا کر بھاگا ، آواز سنکر اوپر سے آپ جا پہنچے ، آپ نے اپنے سامنے ایک کنکر پڑا دیکھا ، اسی کو اٹھا کر شیر کی طرف پھینکا ، معاً شیر مر گیا ، پھر آپ نے اس نوجوان کی پنڈلی کی ہڈی پر اپنا دست مبارک پھیرا ، تو فوراً وہ ہڈی جڑ گئی ، اور یہ نوجوان تندرست ہو کر دوڑتا ہوا اپنے گھر

چلا گیا،

غیب سے طعام کا آنا | آپ کے خادم شیخ ابو المعمر اسمعیل بن برکات واسطی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے شیخ عزازہ

سے سنا، وہ فرماتے تھے، کہ ابتدا میں بچہ ایک ایسا حال وارد ہوا، جس سے میں متواتر چالیس دن تک حالت استغراق میں رہا، اس عرصہ میں میں نے نہ ہی کچھ کھایا اور نہ پیا پھر میں ہوش میں آیا، اس کے بعد سترہ دن اور گزرنے پر میں اپنی عادت کی طرف لوٹا اسوقت میں دجلہ کے کنارہ پر تھا، کہ مجھے موجوں کے درمیان کچھ کچھ کالی کالی صورتیں نظر آئیں، جب یہ صورتیں مجھ سے قریب ہوئیں تو میں نے دیکھا، کہ یہ تین پمچھلیاں تھیں، ایک مچھلی کی پشت پر دو روٹیاں تھیں، اور دوسری مچھلی کی پشت پر ایک برتن میں بھنی ہوئی مچھلی تھی، اور تیسری مچھلی کی پشت پر سرخ برتن میں پانی بھرا ہوا تھا، یہ تینوں مچھلیاں آکر انسان کی طرح اپنی اپنی پشت پر کی چیزیں سامنے اتار کر واپس چلی گئیں، میں نے کھانا کھایا، اور پانی پیا، یہ کھانا لذت میں اور یہ پانی حلاوت میں دنیا کی اشیاء کے بالکل مشابہ نہ تھا، تب میں کھاپی کر خوب سیر ہو گیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ کھانا اُتے کا اتنا ہی موجود ہے، اس میں کچھ بھی کم نہیں ہوا، پھر میں اسے ویسا ہی چھوڑ کر واپس چلا آیا،

آپ کی وفات | آپ کی وفات بطاح میں ہوئی، آج تک آپ کا مزار وہاں پر موجود ہے، جو زیارت گاہ خلائق ہے، آپ کے سن

تو دیا سن وفات کی تاریخ معلوم نہیں،

حضور غوثیت ماب کی آمد کی خبر | آپ نے ۳۸۹ھ ہجری میں بشارت دی تھی کہ عنقریب

سرزمین بغداد میں ایک عجمی جوان داخل ہوگا، جس کا نام عبد القادر ہوگا، وہ

اپنے وقت کے مشائخ سے بزرگی، عظمت اور کرامات میں سبقت لے جائیگا۔

۱۷) حضرت شیخ منصور بطاحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانہ کے محققین، عارفین اور مقربین میں اعلیٰ پایہ اور مرتبہ رکھتے تھے، آپ صاحب کرامات، منبع سنت، عجیب الدعوات اور صاحب حال تھے، مراتب قرب و خلوت نشینی میں آپ کا درجہ بلند تھا، آپ بطاحی میں سکونت پذیر تھے،

آپ عیشت پدر سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو ایام حمل میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شیخ ابو محمد شنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کرتی تھیں، جب آپ آئیں، تو شیخ موصوف تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے،

آپ سے اسکا سبب دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ میں اس بچہ کی تعظیم کے لئے اٹھتا ہوں، جو اس کے شکم میں ہے، کیونکہ وہ خدا کے مقربین سے ہے،

آپ کا کلام [آپ کا کلام اور آپ کے ارشادات بھی مشہور ہیں،

چنانچہ محبت کی نسبت آپ سے کسی نے دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ اہل محبت ہمیشہ سکر میں رہتے ہیں، اور اس کی شراب پی کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں، سکر سے نکلتے ہیں تو حیرت میں، اور حیرت سے نکلتے ہیں تو سکر میں آگھرتے ہیں، پھر اپنے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ۵

رَأْتِبُ سَكْرٍ حَمَادَةَ التَّلْفِ يَحْسُنُ فِيهِ الذُّبُولُ وَالذَّنْفُ

نہ آپ کی والدہ اور شیخ موصوف کے درمیان قریب کا کوئی جذبی رشتہ تھا، ۱۲ منہ ۷

محبت وہ نشہ ہے، کہ جب کاخ تارلف ہو جاتا ہے، اور جس میں کہ لاغر اور ہمیشہ بیمار رہنا خوش لگتا ہے۔

وَالْحُبُّ كَالْمَوْتِ يُغْنِي كُلَّ ذِي شَغْفٍ وَمَنْ يَطْعَمُهُ أَوْ دِي بِهِ التَّلْفُ
محبت موت کی طرح ہے، جو کہ ہر عاشق کو فنا کر دیتی ہے، جو شخص اس کا مزہ چکھتا ہے وہی مر جاتا ہے،

پھر اپنے ایک بہتر تر و تازہ درخت کے پاس کھڑے ہو کر سانس لیا، وہ خشک ہو گیا، اور اس کے پتے جھڑپڑے، اس کے بعد اپنے فرمایا، کہ محبت تو وہ ہولناک آواز ہے کہ اگر درختوں پر گرے، تو درخت مٹ جائیں، اگر سمندروں پر پڑے، تو سمندر مضطرب و میقرب ہو جائیں، اگر پہاڑوں پر پڑے، تو پہاڑ ذرہ ذرہ ہو جائیں، اور اگر قلوب پر پڑے، تو موجودات کا کچھہ اثر باقی نہ رہے،

آپ کی کرامات | آپ کی کرامات بھی بہت ہیں،

چنانچہ ایک دفعہ عجم کے لشکر نے آپ کی زندگی میں بغداد پر چڑھائی کی، جب دونوں لشکر مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آئے، تو آپ اپنے حلقہ بگوشان کی معیت میں ایک ٹیلے پر چڑھ گئے،

پھر اپنے اپنے دائیں ہاتھ کو بٹرایا، اور فرمایا، کہ یہ عراق کا لشکر ہے، پھر بائیں ہاتھ کو پھیلا یا، اور کہا کہ یہ عجم کا لشکر ہے، پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی، آپ کا تالی بجانا تھا، کہ ملبخت دونوں لشکر بھڑکے، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو روک کر اسکی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا، آپ کا اس طرح کرنا تھا، کہ عراق کے لشکر پر عجم کا لشکر غالب آگیا، اور عراقی بھاگ نکلے، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو روک کر اسکی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا، آپ کے ایسا کرتے ہی عراقی عجمی لشکر پر غالب آگئے، اور عجمی بری طرح سے پسپا ہو کر بھاگ نکلے،

آپ کی وفات | آپ کی وفات بطانچ کے قریب نہر دقلا نام ایک گاؤں میں ہوئی،

جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کی زوجہ نے کہا، کہ اپنے فرزند کے لئے وصیت کیجئے، آپ نے کہا، نہیں میں اپنے بھانجے کے لئے وصیت کرتا ہوں، یہ سنکر آپ کی زوجہ نے اصرار کیا، آپ نے اپنے بھانجے اور بیٹے دونوں کو بلا کر کہا، کہ تم میرے پاس ایک ایک پتھر لے آؤ، یہ سنکر آپ کے صاحبزادہ تو بہت سے پتھے توڑ لائے، مگر آپ کے بھانجے ایک ہی پتھر نہ لائے، آپ نے ان سے دریافت کیا، کہ تم کیوں پتھر نہ لائے، انہوں نے کہا، کہ میں نے پتھوں کو تسبیح کرتے پایا، اس لئے میں نے نہیں چاہا، کہ میں ان میں سے کسی کو بھی توڑ کر لاؤں پھر اپنے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا، کہ میں نے کئی دفعہ اپنے بیٹے کے لئے درخواست کی، مگر مجھ سے یہی کہا گیا، کہ نہیں بلکہ تم اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرو،

حضرت غوث اعظمؒ کی بزرگی و عظمت کی بشارات

حضور غوثیت آب رحمۃ اللہ علیہ نے عالم شباب میں ابھی قدم رکھا ہی تھا، کہ ایک جماعت نے حضور کے متعلق شیخ منصور سے دریافت کیا، تو اپنے فرمایا، کہ عنقریب ایک زمانہ آئیگا، اسے کہ جس میں لوگ ان کے مٹلج ہونگے عارفین میں انکا مرتبہ بلند ہوگا، یہ ایسے حال میں فوت ہوں گے، کہ اس وقت زمین والوں میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک ان سے زیادہ اور کوئی بھی محبوب نہ ہوگا، پس تم میں سے جو شخص وہ وقت پائے، تو انکی عزت کرے، ان کے حکم کی تعمیل کرے،

(۵) **ابن العارین حضرت شیخ ابوالوفارحمۃ اللہ علیہ**

آپ برجی الاصل اور قبائل اکراد سے تھے عراق کے ایک گاؤں تلینیا میں سکونت پزیر

تھے، صاحبِ کرامات خاتونہ، صاحبِ احوال جلیلہ اور صاحبِ انفاس صادقہ تھے
 قرب و تکلیف میں آپ کا قدم راسخ اور حکمت و تواضع میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا
 شیخ علی بن ابیہتی، شیخ بقابن بطو، شیخ عبد الرحمن الطفسونجی، شیخ مطر
 شیخ ماجد الکردی اور شیخ احمد البعلی وغیرہ بہت سے شایخِ آپ سے مستفید ہوئے
 آپ کے چالیس خدام، صاحبِ احوال تھے، شایخِ عراق آپ کی نسبت فرمایا کرتے
 تھے کہ آپ کے جھنڈے کے نیچے آپ کے مریدوں میں سترہ سلاطین ہیں،

آپ کے پیر طریقت آپ کے پیر طریقت حضرت شیخ محمد اشنبکی نے آپ
 سے بیعت لی، تو بیعت لیتے ہوئے آپ نے فرمایا
 کہ آج میرے جال میں ایک ایسا پرندہ پھنسا ہے، جو آج تک کسی شیخ طریقت کے
 جال میں نہیں پھنسا،

آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ آپ بھی ابتدا میں ٹوٹ مار کیا کرتے تھے
 آپ کے نائب ہونیکا واقعہ یوں بیان کیا

گیا ہے، کہ ایک دفعہ اپنے اپنے رفتار کی بیعت میں گائے بھنسیں وغیرہ مویشیوں
 کے ایک ریوڑ کو ٹوٹ لیا، یہ ریوڑ آپ کے پیر طریقت حضرت شیخ محمد اشنبکی کے
 قریب ہی واقع تھا، ریوڑ والوں نے شیخ مذکور کی خدمت میں شکوہ کیا، اور کہا، کہ
 فلاں شیخ ہمارے مویشی نکال لے گیا ہے، اور ہم میں اتنی جرأت اور ہمت نہیں،
 کہ ہم خود جا کر اس سے اپنے مویشی چھین لائیں، شیخ موصوف نے اپنے خادم سے
 فرمایا، کہ تم جا کر ابو الوفا سے کہو، کہ محمد اشنبکی تمہیں توبہ کرنے کے لئے بلاتے ہیں، اور
 کہتے ہیں، کہ تم ان کے مویشی واپس کر دو،

جب شیخ موصوف کا خادم آپ کے پاس آیا، اور اس پر آپ کی لٹریٹی، تو وہ
 بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب ہوش میں آیا، تو اس نے اپنا سر آپ کے زانو پر پایا،

نے خادم سے فرمایا، کہ تمہیں شیخ نے کیا کہہ کر بھیجا ہے، خادم نے کہا، شیخ نے فرمایا ہے، کہ تم توبہ کر کے تمام مویشی مالکان مویشی کو واپس کر دو، اپنے فرمایا، بیشک میں تائب ہوتا ہوں، پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا، کہ مجھے تیری ذات پاک کی قسم ہے، کہ میں اب توبہ کرتا ہوں، پھر اپنے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے، اور مویشی مالکان مویشی کو واپس کر دیئے اور خادم سے فرمایا، کہ تم جاؤ، اور حضرت سے کہ دو، کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں غرض آپ شیخ محمد اشنبلی کی خدمت میں حاضر ہوئے، شیخ نے اٹھ کر آپ سے معافی مانگی، پھر بیعت لی، اور پھر خرقہ پہنا کر فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ تمہارے علم کو وسیع کرے گا اور تم مخلوق خدا کو حقائق و معارف اور حکم و دقائق بتایا کرو گے، اس کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے، جب آپ بغداد پہنچے، تو منادی غیب نے پکار کر کہہ دیا، کہ اے اللہ کے بندو! آؤ اور انکی طرف رجوع کرو،

آپ کا مذہب اس میں اختلاف ہے، کہ آپ حنبلی المذہب تھے، یا شافعی المذہب بعض کہتے ہیں، کہ آپ حنبلی المذہب تھے، اور بعض کہتے ہیں، کہ آپ شافعی المذہب تھے،

آپ کی کرامات آپ کی کرامات تو بہت ہیں، مگر مشہور نمونہ از خرواے صرف دو تین یہاں درج کی جاتی ہیں،

(۱) شیخ صلح ابو عمر و عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ مجھ سے میرے پیر طریقت حضرت شیخ ابو محمد عبد الرحمن طفسوخیؒ نے ذکر کیا، کہ ایک روز حالت جذبہ میں میری زبان سے یہ نکل گیا، کہ جب تک میں زندہ ہوں، ہرگز شیخ ابو الوفا کے پاس قلمینیا نہ جاؤں گا،

جب مجھے ہوش آیا، تو میں نے استعفا رکھا، اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ نے مجھے دیکھا، تو فرمایا، کہ اے عبد الرحمن! کیا تم نے ایسا ایسا کہا تھا،

میں نے کہا، جی ہاں! فرمایا، کہ اب کونسا وقت ہے؟ میں نے کہا، حضرت ظہر کا پھر آپ نے درمیان انگلی کو انگشت شہادت پر رکھا، اور فرمایا، کہ دیکھ اب کیا وقت ہے، تو میں کیا دیکھتا ہوں، کہ چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی ہے، میں نے عرض کیا، کہ حضور! میرے خیال میں اس وقت رات ہے، پھر اپنے اپنی انگشتی کو انگلی سے نکال کر مصلے کے کنارہ کے پٹھے پھینک دیا، اور فرمایا، کہ میرے قریب ہو کر دیکھو، کہ انگوٹھی کہاں گئی ہے؟ میں نے انگشتی دیکھنے کی خاطر مصلیٰ کا کنارہ جو اٹھایا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا گڑھ ہے، جس میں آگ بہت زور سے شعلہ زن ہے، میں دیکھ کر ڈر گیا، آپ نے فرمایا، کہ اے عبد الرحمن! اگر باپ کی شفقت بیٹے پر نہ ہوتی، تو تم اس انگوٹھی کے مکان میں ہوتے،

(۲) اسی طرح ایک دفعہ دس اولیاء پر جبکہ وہ نمازوں طریقت طے کر رہے تھے ایک مشکل درپیش آئی، وہ سب کے سب جمع ہو کر تاج العارفین ابو الوفاء کی خدمت میں آئے، تاکہ اُس کو حل کرائیں، جب آپ کے پاس آئے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ آپ سو رہے ہیں، اور آپ کا ہر ایک عضو تسبیح و تہلیل اور تقدیس میں مشغول ہے،

حالت من خواب را ماند گے خواب پندار دُمرور اگر ہے

گفت پیغمبر کہ عینای تنام لاینام القلب عن رب الانام

وہ سب ٹیپھ کر آپ کے بیدار ہونیکا انتظار کرنے لگے، ابھی بیٹھے ہی تھے، کہ آپ کے اعضا بولنے لگے، اور وہ مشکل مقام ان پر حل کر دیا، عقده حل ہونے کے بعد وہ آپ کے بیدار ہونے سے قبل ہی لوٹ آئے،

آپ نے ۲۰ ربیع الاول ۱۰ھ ہجری کو قلیڈیا میں وفات پائی۔

شیخ عمر بزاز کا بیان ہے، کہ وفات کے بعد جب آپ کی تسبیح کو زمین پر رکھتے تو

اس کا ہر ایک دانہ زمین پر چکر لگاتا تھا،

ایک روز تاج العارفین ابو الوفا اور
 کرسی پر وعظ فرما رہے تھے، کہ اتنے
 میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

عزت غوث اعظم کا ادب اور بشارت ولایت

رحمۃ اللہ علیہ جو بغداد میں نو وارد تھے، آپ کی مجلس میں آئے، تاج العارفین نے
 سلسلہ کلام قطع کر کے شیخ علیہ الرحمۃ کے نکال دینے کا حکم دیا، فوراً تعمیل کی گئی،
 تاج العارفین نے کلام شروع کیا، شیخ علیہ الرحمۃ پھر مجلس میں داخل ہو گئے، پھر
 تاج العارفین نے سلسلہ کلام قطع کر کے شیخ علیہ الرحمۃ کے نکالنے کا حکم دیا، فوراً
 سابق تعمیل کی گئی، تاج العارفین نے کلام شروع کیا، پھر تیسری بار شیخ علیہ الرحمۃ
 داخل ہوئے، اس دفعہ تاج العارفین کرسی سے اترے، شیخ سے معافیہ کیا، اور شیخ
 کی پیشانی پر بوسہ دیا، اور حاضرین سے فرمایا، کہ اہل بغداد! اللہ کے ولی کے لئے
 کھڑے ہو جاؤ، میں نے جو اس کے نکالنے کا حکم دیا تھا، وہ امانت کے لئے نہ تھا،
 بلکہ اس لئے کہ تم پہچان لو، عبود حقیقی کی عزت کی قسم اس کے سر پر جھنڈے ہیں،
 جن کے پھر زبے مشرق و مغرب سے تجاؤ ذکر گئے ہیں، پھر اپنے فرمایا، کہ عبد القادر!
 اب وقت ہمارا ہے، عنقریب یہ تمہارا ہو جائیگا، عبد القادر! تجھے عراق عطا ہوا
 ہے، عبد القادر! ہر ایک مرغ بانگ دیتا ہے، پھر چپ ہو جاتا ہے، اگر تیرا مرغ
 قیامت تک بانگ دیتا رہیگا،

پھر اپنے اپنا تجاؤ، قمیص، تسبیح، پیالہ اور عصا شیخ علیہ الرحمۃ کو عطا
 فرمایا، جب مجلس ختم ہوئی، اور تاج العارفین کرسی سے اترے اور اجیر پایہ پر
 بیٹھ گئے، اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی ریش
 مبارک کی طرف اشارہ کر کے کہا، کہ عبد القادر! جب تیرا وقت آئے تو اس

پیری کو یاد رکھنا،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تاج العارفین کی زیارت کو اکثر قلینبیا جایا کرتے تھے، جب تاج العارفین آپ کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور حاضرین سے فرمایا کرتے، کہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اور بعض دفعہ آپ کے منے کیلئے چند قدم آگے بڑھتے، اور کبھی فرماتے، کہ جو شخص اس نوجوان کے لئے کھڑا نہ ہوا وہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑا نہ ہوا،

جب بار بار تاج العارفین سے یہ امر ظہور میں آیا، تو آپ کے اصحاب نے سبب دریافت کیا، اپنے فرمایا، کہ اس نوجوان کا ایک وقت ہے، جب وہ آئے گا تو خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے، میں تو گویا دیکھ رہا ہوں، کہ وہ بغداد میں علی روسی لا شہاد یہ کہہ رہا ہے، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے،

بس اس کے وقت میں اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے آگے خم ہو جائیں گی کیونکہ وہ اپنے وقت میں ان کا قطب ہوگا، اس لئے تم میں سے جو شخص اس وقت کو پائے اُسے چاہیے، کہ اس کی خدمت کو لازم سمجھے،

حضور غوثیت مآب کے معلم طریقت

(۶) حضرت شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصل میں ملک شام کی طرف کے تھے، لیکن بغداد میں آپ آپکا مسکن نے سکونت اختیار کر لی تھی، اور محلہ مظفریہ میں رہا کرتے تھے آپ شیرہ فروخت کیا کرتے تھے، کہتے ہیں، کہ آپ کے شیرہ پر لکھیاں نہیں بیجا کرتی

تھیں،

آپ علمائے راجھین سے تھے علوم حقائق و معارف میں رتبہ عالی رکھتے تھے
اکابر مشائخ بغداد اور اعظم صوفیائے کرام آپ کی طرف منسوب ہیں،

شمس الدین ابوالنظر یوسف بن قز علی البغدادی سبط الحافظ
بن الجوزی بیان کرتے ہیں، کہ حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی عظمت

زہد و عبادت، شریعت و طریقت اور کشف و مکاشفہ وغیرہ بہت سے فضائل و مناقب
جن سے کہ آپ موصوف تھے، اگر بالفرض نہ بھی ہوتے، تو آپ کی عظمت و وقعت
کے لئے یہی ایک بات کافی ہوتی، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ
الرحمۃ آپ کے جلیل القدر تلامذہ سے ہیں،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے دیگر شیوخ کے علاوہ آپ
سے بھی علم طریقت حاصل کیا، اور مدت تک آپ کی صحبت میں رہے، مشائخ بغداد
آپ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے،

آپ نہایت متقی اور پربہر گار تھے، آپ کے اتھاد کی تو یہ حالت تھی، کہ
ایک روز آپ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو

آپ کا اتھاد

جا رہے تھے، کہ اٹانے راہ میں ایک مکان سے ایک عورت کے گانے کی آواز سنی
اس آواز کے کان میں پڑتے ہی معاً آپ پھلے پاؤں گھر کو ٹوٹ آئے، اور گھر میں جا کر
سب سے دریافت کیا، کہ آج ہم کس معصیت میں مبتلا ہوئے ہیں، کہ ہوو لعب کی طرف
کشش کر نیوانی آواز ہمارے کان میں پڑی ہے، آپ سے کہا گیا، کہ بجز اس کے اور
تو کوئی بات معلوم نہیں ہوتی، کہ ہم نے ایک برتن خریدا ہے، جس میں ایک تصویر ہے
آپ نے فوراً اس برتن کو منگا کر اس کی تصویر مٹادی،

آپ کی کرامات | حضرت شیخ نجیب الدین عبدالقادر بہروردی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں، کہ خلیفہ المسترشد کا ایک غلام آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا، ایک دفعہ اپنے اُس سے فرمایا، کہ مجھے تمہارے نصیب میں تقریب الی اللہ معلوم ہوتا ہے تم دنیا کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع کرو، مگر اس نے آپ کا حکم نہ مانا، کیونکہ خلیفہ موصوف کے ہاں اس کی بہت قدر و منزلت ہو کرتی تھی، اپنے اُس سے پھر دوبارہ فرمایا، لیکن اس نے پھر انکار کر دیا، تب اپنے فرمایا، کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تیرے بارہ میں حکم دیا ہے، کہ تجھ کو اُس کی طرف جس طرح چاہوں پھینچ لوں، اب میں مرض برص کو تم پر مسلط کرتا ہوں، کہ وہ تمہارے جسم پر پھیل جائے، ابھی اپنے یہ کلام پورا نہیں کیا تھا، کہ اُس کے سارے جسم پر برص پھیل گیا، یہ دیکھ کر تمام حاضرین انگشت برزنوں رہ گئے، یہ غلام اٹھ کر خلیفہ موصوف کے پاس چلا گیا، خلیفہ نے اس کے معالجہ کیلئے اطباء کو جمع کیا، لیکن سب نے یزبان ہو کر ہی کہا، کہ اس کا کوئی علاج نہیں، پھر کچھ عرصہ بعد معتمدین دولت نے خلیفہ کو اشارہ کیا، کہ اس کو محل سے نکال دیا جائے، تب وہ نکال دیا گیا، نکال دیئے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے دونوں پاؤں چوسے، اور اپنی بد حالی کی شکایت کی، اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کا اقرار کیا تب اپنے اُس کا قمیص اتار کر فرمایا، کہ اے مرض برص! جد ہر سے آیا تھا، تو اُدھری چلا جا، آپ کے یہ فرماتے ہی اُس کا جسم تندرست اور صاف ہو کر چاندی کی طرح نکھر آیا، اگلے دن اُس کا خیاں ہوا، کہ خلیفہ کے پاس چلا جائے، ابھی اس کے دل میں یہ خیاں پیدا ہو ہی تھا، کہ شیخ نے اپنی انگشت مبارک سے اُس کی پیشانی پر ایک چھوٹا سا خط کھینچ دیا، جس سے اُس خط کے برابر اس کی پیشانی پر برص کا نشان ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا، کہ یہ نشان تجھ کو خلیفہ موصوف کے پاس جانے سے روک رکھیگا، غرض بعد ازاں یہ غلام تادم حیات آپ کی ہی خدمت میں رہا،

ایک دفعہ آپ کا گزر بغداد کے ایک گاؤں پر ہوا، اثنائے راہ میں آپ نے

مستظہر یہ حکومت کے ایک امیر کو دیکھا، جو حالت نشہ میں گھوڑے پر جارہا تھا، اُس نے آپ کے متعلق گستاخی کے چند کلمات کہے، آپ نے جذبہ میں آکر فرمایا، کہ اے گھوڑے! اس کو پکڑ، آپکا یہ فرمانا تھا، کہ گھوڑا انا فانا اس کو ہوا کی طرح دوڑا کر لے گیا، اور کلیتاً وہ نظر سے گم ہو گیا، خلیفہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے اس کے پیچھے شکر دوڑایا لیکن مطلقاً اس کا کہیں پتہ نہ چلا،

حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ مجھ کو عزت معبود کی قسم ہے، کہ گھوڑا اُس کو کوہ قاف کے پرے لے گیا ہے، اور قیامت کے روز وہیں سے وہ اٹھایا جائیگا۔ آپ کی وفات بعد بغداد محلہ مظفریہ کے اندر ۵۲۵ھ ہجری میں ہوئی اور شویشی مقبرہ میں آپ مدفون ہوئے، آج کل آپ کا مزار

زیارت گاہ خلایق ہے،

حضور غوثیت مآب کے متعلق آپ کے خیالات

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے عالم شباب میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، کہ میں دیکھتا ہوں، کہ بعد القادری کے سر پر ولایت کے دو نشان ہیں جو طبقہ زمین سے پیکر ملکوت اعلیٰ تک ہیں،

ایک دفعہ جوانی کے عالم میں حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حماد بن مسلم وہاں کچھ مدت میں گئے، جب آپ شیخ حماد کے قریب پہنچے، تو شیخ حماد تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے، اور فرمایا، مر جبا اے پہاڑ راسخ، مر جبا اے پید العارفين،

(۷) حضرت شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خراسان کے اکابر مشائخ سے تھے، اعلیٰ درجہ کے متقی، متدین، متشرع

اور پرہیزگار تھے، مخلوق سے متوحش، اختلاط سے دبیرداشتہ، زاویہ خموں و گوشہ نگنای
کے شائق تھے،

مولد آپ ہمدان کے ایک قبیلہ نور بنجر دے اندر شاگرد بھری میں پیدا ہوئے تھے۔

آپ کی عظمت آپ کی عظمت و شان اس سے ظاہر ہوتی ہے، کہ علمائے
زمانہ کی ایک بڑی جماعت آپ کی شاگرد تھی، جیسے ابو اسحق
شیرازی اور ابو المعالی جوینی وغیرہ، علاوہ ازیں مشائخ خراسان آپ کی بہت قدر و
منزلت کیا کرتے تھے،

آپ کی کرامات آپ کی کرامات میں سے مشہور یہ ہیں،
(۱) ایک روز آپ لوگوں کو وعظ بنا رہے تھے، کہ اثنائے وعظ میں دو فقہیوں
نے آپ کو مخاطب کر کے کہا، کہ اے بدعتی! خاموش رہ، آپ نے ان سے کہا، کہ تم
دونوں ابدالاً باکیلئے خاموش ہو جاؤ، بس آپ کا یہ فرمان تھا، کہ وہ دونوں کے
دونوں مقام مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے،

(۲) ایک دفعہ ہمدان کی ایک عورت کے بڑے کو فرنگیوں نے قید کر لیا تھا، وہ
عورت شیخ یوسف ہمدانی کی خدمت میں روتی ہوئی آئی، آپ نے اس کو صبر دلایا
اس نے صبر نہ کیا، پھر اپنے کہا، خداوند اس کے قیدی کو آزاد کر کے اس کو جلد خوش
کردے،

پھر اپنے اس سے فرمایا، کہ جلد اپنے گھر کی طرف لوٹ جا، وہ تیرے گھر میں آ
گیا ہے، عورت بھاگی ہوئی گھر پہنچی، کیا دیکھتی ہے، کہ اس کا لڑکا گھر میں موجود ہے
عورت نے تعجب سے پوچھا، کہ تم کس طرح یہاں آگئے؟ اس نے کہا، میں اس
وقت قسطنطنیہ میں تھا، میرے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے، پہرہ فار

بچھرتھرتھے میں اسی حالت میں پریشان بیٹھا تھا، کہ یکا یک ایک اجنبی آدمی میرے پاس آیا، جو ایک آنکھ کی چھپک میں مجھے یہاں سے اٹھا کر لے آیا ہے، وہ بڑھیا دوسری ہوئی شیخ یوسف کے پاس آئی، ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی، کہ اپنے پہلے ہی سے کہدیا، کہ اے بڑھیا! خدا کے امر سے تعجب کرتی ہے،

اپنی وفات ایک دفعہ آپ ہرات سے مرو کی طرف جا رہے تھے، کہ اثنائے راہ میں بمقام پنیابروز پیر ۱۲ ربیع الاول ۱۰۳۵ ہجری میں یکا یک موت نے آپ کو آگھیرا، اور آپ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دار فانی سے دار ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ایک مدت تک آپ پنیاب میں دفن رہے، پھر آپ کی نعش مرو کی طرف لائی گئی، اور آپ سجدان کے آخری حصہ حضمیرہ میں جو آپ کی طرف منسوب ہے مدفون ہوئے،

حضور غوثیت مآب کی عبد اللہ بن ابی الحسین بن جبالی بیان کرتے ہیں، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ

آپ سے ملاقات

ایک دفعہ ہمدان سے بغداد کی طرف ایک شخص آئے، جنکو یوسف ہمدانی کہتے تھے، اور یہ مشہور تھا، کہ وہ قطب ہیں، وہ سرائے میں اترے، جب میں نے سنا تو سرائے کی طرف گیا، مگر وہاں اُن کو نہ پایا، میں نے سرائے والوں سے اُن کی بات پوچھا، تو انہوں نے کہا، کہ وہ تہ خانہ میں ہیں، میں اتر کر اُن کے پاس گیا، انہوں نے جب مجھے دیکھا، تو اٹھ کھڑے ہوئے، اور مجھ کو اپنے قریب بٹھلایا، میرے تمام احوال کا مجھ سے ذکر کیا، اور میری تمام مشکلات کو حل کر دیا، پھر مجھ سے کہا، کہ اے عبد القادر! تم لوگوں کو وعظ سناؤ، میں نے کہا، اے میرے سردار! میں ایک

عجی شخص ہوں، فصحاءے بغداد کے سامنے کیسے وعظ کروں؟
 انہوں نے مجھ سے کہا، کہ تم نے اب توفیق، اصول، نحو، لغت، معانی، حدیث
 تفسیر پڑھ لی ہے، اب تم کو مناسب ہے، کہ لوگوں کو وعظ سناؤ، جاؤ! کرسی پر چڑھو
 اور لوگوں کے سامنے بولو، کیونکہ میں دیکھتا ہوں، کہ تمہارا پودا عنقریب
 کھجور کا درخت ہو جائیگا،

(۸) حضرت شیخ عقیل منبجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شام کے اکابر مشائخ سے تھے، صاحبِ افعالِ خارقہ و کرامات ظاہرہ
 تھے، شیخ عدی بن مسافر، شیخ موسیٰ زولی، شیخ ابو عمر و عثمان بن مزروق قرشی،
 شیخ رسلان دمشقی وغیرہ چالیس بڑے بڑے مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے
 مستفید ہوئے، آپ پہلے شیخ ہیں، جو شام میں خرقہ عمر پی لے کر گئے،
 آپ کو لوگ طیار کے لقب سے پکارا کرتے تھے
 کیونکہ آپ بلاد مشرق کے ایک منار سے ارطغرین منبج
 گئے تھے، جب لوگوں کو معلوم ہوا، کہ آپ منبج

آپ کا لقب طیار
 ہونے کی وجہ

میں ہیں، تو لوگ بھاگے ہوئے آپ کے پاس گئے، اور آپ کو لے،

آپ کو خواص بھی کہتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی
 کہ شیخ مسلمۃ السردجی کے مریدوں میں ایک بہت
 بڑی جماعت کے ساتھ آپ حج بیت اکہ گئے تھے

آپ کا لقب خواص
 ہونے کی وجہ

جب یہ لوگ دریائے فرات پر پہنچے، تو ہر ایک شخص پانی پر اپنا اپنا مصلابچھا کر
 پار ہو گیا، لیکن آپ پانی پر اپنا تجادہ بچھا کر بیٹھ گئے، پھر دریا میں غوطہ لگا کر پار
 ہوئے، تو آپ کے کپڑوں کو مطلقاً تری نہ پہنچی تھی، من و عن خشک تھے،

شیخ مسلمۃ السروجیؒ کے مریدوں نے حج بیت اللہ سے واپس آکر آپ کے آگے
 شیخ عقیل منجیؒ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا، کہ عقیل غواصین ہیں سے ہیں،
 آپ شام کے تھے، لیکن مقام پنجم کو جو حلب سے دس فرسنگ
آپ کا مسکن ہے، آپ نے اپنا مسکن بنایا، اور چالیس برس کے قریب وہیں ہے

ایک دفعہ آپ ابتدائے حال میں حضرت شیخ مسلمۃ السروجیؒ
 رحمۃ اللہ علیہ کے سترہ حلقہ بگوشوں کے ساتھ غار میں بیٹھے
آپ کی کرامات ہر ایک نے اپنا اپنا عصا زمین پر رکھ دیا، ابھی یہ بیٹھے ہی تھے، کہ ہوا میں پرواز کر کے
 ہوئے چند رجال غیب آئے، اور آکر ہر ایک نے ایک ایک عصا اٹھالیا، مگر آپ
 کا عصا ان میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا سکا،

یہ سب شیخ مسلمۃ السروجیؒ کے پاس واپس آئے، اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا
 شیخ نے فرمایا، کہ یہ لوگ اولیاء اللہ تھے، اور ان میں سے جس نے تم میں سے جس
 کا عصا اٹھالیا، وہ اسی صاحب عصا کے مرتبہ کا تھا، چونکہ ان میں شیخ عقیل کے مقام
 و مرتبہ والا کوئی نہیں تھا، اس لئے عقیل کا عصا ان سے نہیں اٹھا سکا،

اسی طرح ایک روز شیخ عقیلؒ بیٹھے ہوئے ایک لکڑی کو تراش کر اس کے
 تراشے کو اپنے آگے جمع کر رہے تھے، کہ اتنے میں پہنچ کا ایک تاجر آپ کے پاس
 آیا، اور کچھ سونا آپ کی نذر کیا، آپ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے مرید ہیں
 کہ اگر وہ چاہیں، اور کہیں، کہ یہ تراشہ سونا بن جائے، تو فوراً ایسا ہو جائے بس آپ کا یہ
 کہنا تھا، کہ سانسے پڑا ہوا تراشہ فوراً سونا بن گیا،

اسی طرح آپ سے کسی نے پوچھا، کہ صادق کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے
 فرمایا، کہ صادق اگر اس پہاڑ سے کہدے، کہ اے پہاڑ، تو حرکت کر، تو وہ پہاڑ
 فوراً حرکت کرنے لگے، کہتے ہیں، کہ آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ پہاڑ متزلزل ہو کر حرکت

کرنے لگ گیا،

پھر آپ سے کسی نے دریافت کیا، کہ متصرف کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ نحر و برکے و جوش و طیور کو بلائے، تو وہ اُس کے پاس آجائیں، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ بیک ایک آنا نانا آپ کے پاس و جوش و طیور آکر جمع ہو گئے،

پھر کسی نے پوچھا، کہ اہل برکت کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کہ اگر وہ اپنی ایڑی اس پتھر پر مارے، تو اس سے چشمے پھوٹ نکلیں، اور پھر جیسا کہ ہے، ویسا ہی ہو جائے، اس کے بعد آپ نے اسی پتھر پر جو کہ آپ کے سامنے پڑا تھا، اپنی ایڑی ماری، سنا اُس سے چشمے پھوٹ نکلے، اور پھر جیسا کہ تھا، ویسا ہی ہو گیا،

آپ کی وفات | اپنے منہج میں ہی انتقال فرمایا، اور وہیں دفن ہوئے، کہتے ہیں، کہ مثل حیات قبر میں آپ کا تصرف ہے،

حضور غوثیت مآب | شیخ عقیل منہجی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا، کہ اس وقت کا قطب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کہ اس وقت کا قطب مکہ معظمہ میں

پوشیدہ ہے، اولیاء اللہ کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں، پھر عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ یہاں عنقریب ایک جوان ظاہر ہوگا، جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کریگا، عوام و خواص اُس کی کرامات کو پہچانیں گے، وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر دلی اللہ کی گزرن پر ہے، اولیاء اللہ اپنی گردنیں اُس کے آگے جھکا دیں گے، اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا، تو اپنا سر اُس کے آگے جھکا دیتا، جو اُس کی کرامت کی تصدیق کریگا، اللہ تعالیٰ اُسکو نفع دیگا،

(۹) حضرت شیخ ابولعزی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مغرب کے عارفین و محققین اور اولیاء و اولاد سے تھے، ہمیشہ ریاضت

و مجاہدہ، سجدہ و مراقبہ میں رہتے تھے، ہر وقت نفس سے تشدد اور محاسبہ کیا کرتے تھے، بہت سے اکابر مشائخ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے، اہل مغرب خشک سالی میں آپ سے دعا کراتے تھے، تو مقبول ہوتی تھی اسی طرح جب وہ اپنی مصیبتیں بیکر آپ کے پاس آتے تھے، تو آپ اُس کے لئے دعا کرتے تھے، اور آپ کی دعا کی برکت سے اُن کی مصیبتیں دور ہو جاتی تھیں،

آپ کا مسکن آپ پر گنہ طاس کے ایک گاؤں اعمتب میں سکونت پذیر تھے اور تا دم خیات اسی کو اپنا مسکن بنا لے رکھا،

آپ کا لقب اہل مغرب آپ کو بندو یعنی پدر بزرگ کے لقب سے پکارتے تھے، چونکہ اہل مغرب کے نزدیک آپ نہایت ذی عظمت تھے اس لئے وہ آپ کو اہل لقب سے پکارا کرتے تھے،

آپ کے ابتدائی حالات آپ نے بہت مجاہدات کئے، چنانچہ ابتدائی حالات میں پندرہ سال تک آپ جنگوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے، اس اثنا میں آپ نے تم جنازی کے سوا اور کچھ نہیں کھایا،

آپ کی کرامات جنگوں اور بیابانوں میں پرندے اور درندے آپ کے ارد گرد پھرا کرتے تھے، جن مقامات پر شیر رہتے، اور اُن کی وجہ سے وہاں کے تمام راستے بند ہو جاتے، تو آپ وہاں جا کر شیروں کے کان پکڑ کر فرماتے، کہ کتو! یہاں سے چلے جاؤ، پھر ادھر رخ نہ کرنا، آپ کا حکم صادر ہوتے ہی معاً شیر اُس مقام سے چلے جاتے، اور پھر کبھی اُس جگہ دکھائی نہ دیا کرتے تھے،

ایک دفعہ لکڑ مارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور شکایت کی، کہ حضورؐ

جس بن میں ہم لکڑیاں کاٹتے ہیں، اس میں شیر بکثرت ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمیں نہایت پریشانی رہتی ہے، آپ نے اپنے خادم سے فرمایا، کہ ان کے جنگل میں جاؤ، اور باواز بلند پکار کر کہدو، کہ اے شیروں کے گروہ! ابو یعزى تم کو علم دیتا ہے کہ تم اس بن سے چلے جاؤ،

کہتے ہیں کہ خادم کے کہتے ہی اس بن کے تمام شیر اپنے بچوں کو لیکر وہاں سے چلے گئے، اور اس بن میں کوئی شیر نہیں رہا، اور نہ اس کے بعد کبھی وہاں شیر دکھائی دیا اسی طرح شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قحط سالی کے موقع پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت ایک بیابان میں بیٹھے ہوئے تھے، وحوش و طیور اور شیر وغیرہ درندے آپ کے ارد گرد جمع تھے، ایک دوسرے کو مطلقاً ایذا نہیں پہنچاتے تھے، ان میں سے ہر ایک کے بعد دیکرے آپ کی خدمت میں آکر زور سے چلاتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا وہ آپ سے کسی بات کا شکوہ کر رہا ہے، آپ اس سے فرمادیتے تھے، کہ جاؤ، تمہاری روزی فلاں جگہ پر ہے، اور وہ چلا جاتا تھا،

شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب یہ سب وحوش و طیور جا چکے تو میرے دریافت کرنے پر آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ یہ جانور میرے پاس شدت بھوک کی شکایت کرنے آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے انکی روزی پر مطلع کر دیا تھا، اس لئے میں نے ان کی روزی کے مقامات انہیں بتلا دیئے، وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے،

ایک دفعہ شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حلقہ گوش حضرت شیخ ابو یعزى رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا، کہ حضرت! میری تھوڑی سی زمین ہے جس سے میں اور میرے عیال و اطفال گزارہ کرتے ہیں، اب خشک سالی کی وجہ

سے وہ سوکھی پڑی ہے، حیران ہیں کہ کیا کریں گے، جب آپ نے یہ سنا، تو اٹھ کر اُس کے ساتھ ہوئے، اور بیدھے اُس کی زمین کی طرف آئے، پھر اُس سے اُس کی زمین کے حدود دریافت کر کے اُس میں آپ پھر کرواپس چلے آئے، آپکا واپس آنا تھا، کہ اُسکی زمین میں خوب اچھی طرح سے بارش ہوئی، اور وہ کھیتی پیداوار میں اطراف و اکناف کی کھیتیوں سے سبقت لے گئی،

کہتے ہیں، کہ جب مغرب میں قحط پڑتا، تو آپ عید گاہ میں آتے، اور بارش کی دعائیں مانگنے کے لئے سجدہ میں گر جاتے، اسوقت تک سجدہ سے سر نہ اٹھاتے، جب تک کہ آپ کے کپڑے بارش کے پانی سے بالکل تر نہ ہو جاتے، پھر بارش کی یہ حالت ہوتی کہ لوگ شہر کی طرف پانی میں چلتے ہوئے آتے،

آپ کی وفات آپ کے مسکن العتب میں ہی ہوئی، وہیں آپکا مزار ہے، جو زیارت گاہ خلاق ہے،

حضور غوثیت ماب
کی ولایت کا اعتراف

حضرت شیخ ابو حفص عمر بن ابی معمر ضہاجی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ہمارے بعض اجباب حضرت شیخ ابو یعزى رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں آئے، اور ان سے بغداد جانے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دینے کے بعد فرمایا، کہ جب تم بغداد جاؤ، تو عبد القادر نام ایک عجمی بزرگ کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا، ان سے میرا سلام عرض کر کے دعا کی درخواست کرنا، اور یہ کہنا، کہ ابو یعزى کو فراموش نہ فرمانا،

پھر آپ نے فرمایا، کہ فی الحقیقت عرب و عجم میں ان کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی دنی، کوئی بزرگ اور کوئی شیخ نہیں،

(۱۰) حضرت شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ

مولد و مسکن آپ دمشق کے قریب بعلبک کے مضافات میں سے قریہ بیت قار میں پیدا ہوئے تھے، اوائل ربیعان میں بغداد

کے اندر آکر عرصہ تک آپ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حماد بن مسلم و باس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عقیل منبجی، حضرت شیخ ابو الوفا اور حضرت شیخ ابو النجیب ہروردی وغیرہ مشائخ کے ہم صحبت رہے، پھر اپنے جنس بکار جا کر اپنا زاویہ بنایا، اور وہیں سکونت اختیار کی، وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی

آپ کی بزرگی آپ علم و فضل میں یگانہ تھے، طریقت کے اعلیٰ رکن تھے، سراپا خیر و برکت، نہایت متدین، متشروع اور عابد و زاہد تھے،

آپ نے شروع احوال میں ہی نہایت دشوار اور مشکل مشاہدے کئے تھے، اس لئے آپ کا سلوک اکثر مشائخ پر دشوار گذرتا تھا،

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے، اور آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ اگر نبوت مجاہدہ سے مل سکتی، تو بیشک شیخ عدی بن مسافر پالیتے،

شیخ ابو عبد اللہ بطائنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ میں شیخ عدی کے پاس پانچ سال رہا، اس عرصہ میں میں نے دیکھا، کہ جب آپ نماز پڑھتے، تو شدت مجاہدہ کی وجہ سے آپ کے سر کے مغز سے ایک ایسی آواز آیا کرتی تھی، جیسے خشک کدو میں کنکروں کی آواز آتی ہے،

ابتدائی حالات سن صبی میں آپ جنگلوں، بیابانوں، پہاڑوں اور غاروں میں اکیلے تنہا پھر کر عرصہ دراز

قسم قسم کے ریاضات اور انواع انواع کے مجاہدات کرتے رہے، بیابانوں کے درند
خنگوں کے پرندے اور زمین کے کیڑے آپ سے مانوس تھے، کثیر التعداد اولیائے
گرام نے آپ سے فخرِ تلمذ حاصل کیا، اور بہت سے صاحبِ احوال آپ سے
مستفید ہوئے،

آپ کا کلام | حقائق و معارف میں آپ کا کلام مشہور تھا،

چنانچہ اہل حقائق کے متعلق اپنے فرمایا ہے، کہ شیخ وہ ہے، کہ اپنے حضور میں
وہ تمہیں خاطر جمع رکھے، اپنی بغیبت میں وہ تمہیں محفوظ رکھے، اپنے اخلاق و آداب
سے وہ تمہاری تربیت کرے، اپنے اشراق سے وہ تمہارے باطن کو وہ منور کرے
مرید وہ ہے، جو ہر حال میں تواضع اختیار کرے، فقراد کے ساتھ انیت سے
سوفیا کے ساتھ ادب و حسن اخلاق سے، علماء کے ساتھ تعمیل ارشاد سے
اہل معرفت کے ساتھ سکون و وقار سے اور اہل مقامات کے ساتھ توجیب دے پیش
آئے،

بیز اپنے فرمایا، کہ ابدال خورد و نوش اور نوم و راحت سے نہیں ہوتے، بلکہ
عبادات و ریاضات اور مجاہدات سے ہوتے ہیں، کیونکہ جو شخص مجاہدات و ریاضات
کی مشقت کو برداشت کرنا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کو خود بخود اپنا راستہ بتلا
دیتا ہے،

کہتے ہیں، کہ حضرت شیخ ابو اسراہیل یعقوب بن عبدالمقصد
بن احمد حمیدی اربلی سیاحِ رحمتہ اللہ علیہ متواتر تین
سال تک تنہا عراق و عجم کے پہاڑوں پر برہنہ پھرتے رہے، حتیٰ کہ آپ کے
جسم پر میں کی ایک اور کھال پیدا ہو گئی، اس کے بعد آپ کے پاس ایک بھیڑیا
آیا، اور آپ کے جسم کو اُس نے چاٹ کر صاف کر دیا، اس سے آپ کے دل میں

ایک قسم کا عجب پیدا ہو گیا، بس عجب کا پیدا ہونا تھا، کہ سٹا اس بھڑیے نے آپ کے اوپر مشیاب کر دیا، اور پھر چلا گیا، آپ نے ایک چشمہ پر جا کر غسل کیا، اور پہاڑ کے ایک قبہ میں داخل ہو گئے

آپ کے دل میں اس وقت خیال پیدا ہوا، کہ کاش! اللہ تعالیٰ میرے پاس کسی وئی کو بھیجے، ابھی آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا، کہ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس موجود ہیں، شیخ عدیؒ نے آپ کو سلام نہ کیا، بلکہ فرمایا، کہ جس پر بھیڑیا بول کر جائے، ہم سلام کے ساتھ اس سے ملاقات نہیں کرتے، اس کے بعد اپنے شیخ عدیؒ سے اپنے تمام واقعات بیان کیے، اور کہا، کہ میرے سردار! میں چاہتا ہوں، کہ دنیا سے قطع تعلق کر کے اس قبہ میں بیٹھا رہوں، اس لئے ضروری ہے، کہ میرے پاس پانی کا ایک چشمہ ہو، جس سے میں پانی پیا کروں، اور اگر کچھ کھانے کو ہو جائے، تو کھا لیا کروں،

یہ سن کر شیخ عدیؒ اٹھے، شیخ کے سامنے دو ٹھہر پڑے تھے، ایک پر شیخ نے پیر مارا، تو اس سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا، اسی طرح دوسرے ٹھہر پر پیر مارا، تو اس سے انار کا ایک درخت پھوٹ پڑا، شیخ نے اس درخت سے فرمایا، کہ اے درخت! میں عدی بن مسافر ہوں، تو باذن اللہ ایک روز شہر میں اور ایک روز ترش انار نکالا کر، پھر شیخ نے آپ سے فرمایا، کہ اے ابو اسرائیل! تم یہاں رہو، اس درخت سے کھایا کرو، اور اس چشمہ سے پیا کرو، اور جب مجھ سے ملنا چاہو، تو مجھے یاد کیا کرو، میں تمہارے پاس آجایا کرونگا، پھر شیخ عدیؒ انکو چھوڑ کر واپس چلے آئے، اور آپ مدت تک اسی حال میں رہے،

ابو اسرائیل موصوف بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں نے شیخ عدیؒ سے عبادان جانے کی اجازت طلب کی، تو اپنے مجھے سفر کی اجازت دیکر فرمایا، کہ

ابو اسرائیل! اگر اٹھائے راہ میں تم ایسے درندوں کو دیکھو، جن سے تمہیں خوف ہو، تو تم ان سے کہدینا، کہ عدی تم سے کہتا ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ، وہ تمہارے پاس سے چلے جائیں گے، اور اگر تم دریا کی موجوں سے خائف ہو جاؤ، تو ان سے بھی تم کہدینا، کہ اسے دریا کی متلاطم موجوں سے کہتا ہے کہ عدی بن مسافر کہتا ہے کہ ٹھیر جاؤ، شیخ ابو اسرائیل کا بیان ہے، جب میں درندوں وغیرہ کو دیکھتا، تو جو کچھ اپنے فرمایا، ان سے کہتا، تو وہ میرے پاس سے چلے جاتے، پھر میں سمندر میں جہاز پر سوار ہوا، جب کبھی سمندر جوش میں آتا، اور ہم غرق ہونے کو ہوتے، تو میں کہتا، کہ اے سمندر کی متلاطم موجوں سے کہتا ہے کہ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، کہ ٹھیر جاؤ، میں ابھی کلام پورا کرنے نہ پاتا تھا، کہ ہوا ساکن ہو جاتی، اور سمندر کی موجیں موقوف ہو جاتی تھیں،

شیخ رجاہ الباری ستقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک روز حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ ایک کھیت کی طرف جا رہے تھے، کہ آپ کی مجھ پر نظر پڑی ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر اپنے مجھے اپنے پاس بلایا، اور کہا، کہ رجاہ! سنتے ہو یہ صاحب قبر، مجھ سے درخواست دعا کر رہا ہے، جب میں نے اس قبر کی طرف نظر کی، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ اُس قبر کے اندر سے دھواں نکل رہا ہے، آپ اُس قبر کے پاس جا کر ٹھیر گئے، اور بہت دیر تک نہایت تضرع و زاری سے دعا مانگتے رہے، حتیٰ کہ میں نے دیکھا، کہ اُس قبر سے دھواں نکلنا موقوف ہو گیا ہے، پھر آپ نے فرمایا، کہ رجاہ! دعا مقبول ہو گئی ہے، اب یہ بخش دیا گیا ہے، اس کا عذاب موقوف ہو گیا ہے، پھر آپ نے قبر سے بالکل نزدیک ہو کر پکارا، کہ ”گردی خوشا خوشا، یعنی اب تم خوش ہو، تو صاحب قبر نے جواب دیا، کہ ہاں! اب میں خوش ہوں، شیخ رجاہ کہتے ہیں، کہ میں نے یہ آوار سنی، پھر ہم بوٹ آئے،

ایک دفعہ آپ کے ایک خادم نے نطق قرآن کا ارادہ ظاہر کیا، اس کو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کے علاوہ اور کچھ یاد نہ تھا، آپ نے اُس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا، تو ایک دم میں اُس کو تمام قرآن شریف ازبر ہو گیا،

ایک دفعہ کردوں کے قبیلہ سے ایک جماعت آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی، آپ نے اُس جماعت کے سب آدمیوں کو کہا کہ تم سب یہاں سے ساتھ چلو، تاکہ ہم سب پتھر لا کر اس باغ کی دیوار کھڑی کر دیں، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ تمام لوگ آپ کے ہمراہ پہاڑ پر گئے، آپ پہاڑ پر چڑھ کر پتھر کاٹ کاٹ کر نہیں نیچے پھینکتے جاتے تھے اور یہ لوگ انہیں لا کر دیوار بناتے جاتے تھے، اتفاقاً ایک پتھر ایک شخص پر اُڑا جس کے نتیجے میں وہ گر گیا، آپ کو اس امر کی اطلاع دی گئی، آپ فوراً اس پہاڑ کی چوٹی سے اُتر کر آئے، اور اُس شخص کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے، آپ کا دعا مانگنا تھا، کہ باذنہ تعالیٰ یہ شخص زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا،

۵۵۵ ہجری میں نوے برس کی عمر پا کر بلا رہکار یہ میں
آپ نے وفات پائی، آپ کا مزار بھی زیارت گاہ

خلاق ہے،

حضرت غوثیت مآب
کی بزرگی کا اعتراف

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ
کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر شیخ عدی

بن مسافر کی تعریف کیا کرتے تھے، اس لئے مجھے اُنکی زیارت کا اشتیاق دامنگیر
ہوا، میں نے حضور علیہ الرحمۃ سے اُن کی زیارت کی اجازت طلب کی، حضور
نے اجازت دیدی، میں سفر طے کر کے کوہکار میں آیا، میں شیخ عدی کو پاس

کے اندر اپنے زاویہ میں کھڑے پایا، مجھے دیکھ کر شیخ عدی فرمانے لگے، کہ عمر! تو سمندر کو چھوڑ کر نہر کے پاس آیا ہے، شیخ عبد القادرؒ تو اس وقت تمام مجتہدین کی سواریوں کے قائد ہیں، اویسا کی عنان ان کے ہاتھ میں ہے،

(۱۱) حضرت شیخ علی بن ابیہتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ، مشہور عارفین اور ائمہ محققین میں سے تھے، کرامات ظاہرہ، افعال خارقہ، احوال جلیلہ، اخلاق پسندیدہ اور مقامات عالیہ کے مجتہد تھے۔
مسکن | آپ نہر الملک کے قریب زریران میں سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر یہیں رہے۔

آپ کی بزرگی کہتے ہیں، کہ اسی سال کی عمر تک آپ نے اپنا کوئی خلوت خانہ نہیں بنایا تھا، بلکہ آپ دیگر فقراء کے درمیان ہی سو جایا کرتے تھے۔
 آپ کو قبولیت عامہ نصیب تھی، مخلوقات کے قلوب میں آپ کی ہیبت و محبت کوٹ کوٹ کر پھری ہوئی تھی،

حضور غوثیت مآب علیہ الرحمۃ آپ سے بہت خلوص رکھتے، اور آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے، اور بسا اوقات آپ کی تعریف میں فرمایا کرتے تھے، کہ جس قدر اویسا، اشد بغداد میں آئیں، وہ ہمارے مہمان ہیں، اور ہم سب شیخ علی بن ابیہتی کے مہمان ہیں۔

لیکن باوجود اس بزرگی و عظمت کے آپ کے انکسار کی یہ کیفیت تھی، کہ جب آپ حضرت شیخ عبد القادر حبیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لانا چاہتے تو پہلے دجلہ میں آکر غسل فرماتے، اور اپنے اصحاب کو بھی غسل کرنے کا حکم دیتے، جب آپ کے اصحاب غسل سے فارغ ہو جاتے، تو آپ ان سے فرماتے، اب تم اپنے

قلوب کو خطرات سے صاف کرو، کیونکہ ہم سلطان الاولیاء و لیاء و کینڈست میں جاتے ہیں، پھر جب آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ پر پہنچتے تو مدرسہ کے اندر جا کر حضرت کے دولت خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے، پھر شیخ علیہ الرحمۃ خود انکو بلا تے، آپ لرزتے ہوئے اندر داخل ہو کر بیٹھ جاتے، حضرت آپ سے فرماتے، کہ آپ تو عراق کے شیخ ہیں، پھر بھی اتنا لرز رہے ہیں آپ عرض کرتے، حضرت! آپ سلطان الاولیاء ہیں، اس لئے مجھے آپ کا خوف ہوتا ہے، جب آپ مجھے اپنے خوف سے امن دیدینگے، تو میں اُس وقت آپ کے خوف سے بے خوف ہو جاؤنگا، آپ فرماتے کَاخَوْفَ عَلَیْكَ اِجْحَاآپ پر کوئی خوف نہیں،

الغرض آپ بلند پایہ کے بزرگ تھے، حضرت شیخ ابو محمد علی بن ادیس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، اور آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا، آپ کے پیر طریقت تاج العارفین حضرت شیخ ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے، اور ہمیشہ اوروں پر آپ کو ترجیح دیا کرتے تھے،

آپ کا کلام | حقائق و معارف میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا،

چنانچہ آپ نے فرمایا ہے، کہ شریعت وہ ہے، کہ جس کے ساتھ تکلیف آئی ہو، اور حقیقت وہ ہے، کہ جس سے معرفت و تعریف حاصل ہو، شریعت کی تائید حقیقت سے ہوتی ہے، اور حقیقت شریعت کے ساتھ مقید ہے، شریعت افعال کا لوجہ اللہ پایا جانا ہے، اور حقیقت احوال کا اللہ عز و جل کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہے،

کہتے ہیں، کہ ایک بہرے شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعاء **آپ کی کرامات** مانگی، کہ اے پروردگار تو آپ کی برکت سے میرے کان

اچھے کر دے، تو اُس کی دعا و قبول ہو کر اُس کے کان اچھے ہو گئے، اور بہرا پن مطلقاً
جاتا رہا،

اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ قریٰ نبر الملک میں سے کسی گاؤں میں آپ کو
تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا، وہاں پر دو گاؤں والے ایک مقتول کے پیچھے
تلواریں نکالے ہوئے لڑنے مرنے کو تیار تھے، وجہ یہ تھی، کہ فریقین میں سے
کسی کو قاتل معلوم نہ تھا، اور مقتول دونوں فریقوں کے درمیان پڑا ہوا تھا، آپ
اس موقع پر مقتول کے پاس آئے، اور اُس کی پیشانی پکڑ کر فرمانے لگے، کہ
سے بناؤ خدا تجھ کو کس نے مار ڈالا ہے؟ یہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا، کہ مجھ کو
فلاں بن فلاں نے قتل کیا ہے، پھر وہ مردہ ہو کر گر پڑا،

شیخ ابو الحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ آپ ایک کھجور
کے درخت کے تنچے بیٹھے ہوئے تھے، تو میں نے دیکھا، کہ اس درخت کی شاخیں
کھجوروں سے پر ہو کر نیچے جھک گئی ہیں، اور آپ اُس سے کھجوریں توڑ توڑ کر تناول
فرماتے ہیں، اُس وقت عراق میں کھجور کے کسی درخت پر پھل نہ آیا تھا،

شیخ ابو الحسن جو سقی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی بیان ہے، کہ میں نے ایک دن آپ
کو ایک کنوئیں کے کنارہ پر پانی نکالنے کے لئے ڈول ڈالتے ہوئے دیکھا، جب
آپ نے ڈول نکالا، تو اُس میں سونا بھرا ہوا تھا، آپ نے کہا، اے میرے رب
میں تو پانی چاہتا ہوں، جس سے وضو کروں، پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا، اور دوبارہ
نکالا، تو ڈول میں پھل موجود تھے، پھر آپ نے کہا، اے رب میں تو وضو کے لئے
پانی چاہتا ہوں، پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا، تو اس دفعہ پانی نکلا، اس سے آپ
نے وضو کیا، پھر اپنا سر کنوئیں میں اوندھا کیا، تو اس کا پانی سر سے تک آگیا
ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ قریہ زیران میں آپ سماع کے لئے تشریف لائے گئے

سب تمام مشائخ سماع سے فارغ ہوئے، تو اس مجلس میں جسقدر فقہاء و قراء موجود تھے، انہوں نے باطن میں نقر اور پر انکار کیا، اس وقت آپ اُٹھے اور اٹھکر آپ نے ہر ایک کے سامنے جا جا کر سب کو ایک ایک نظر دیکھا، مفاد دیکھتے ہی سب کا علم سلب ہو گیا، حتیٰ کہ ایک ماہ تک وہ سب لوگ اسی حال میں رہے، پھر ایک ماہ کے بعد سب آپ کی خدمت میں آئے، اور آپ سے معافی طلب کی، آپ نے سب کو اپنے ہاتھ سے ایک ایک رقمہ کھلایا جس سے ان سب کا علم واپس آ گیا، آپ کے اخلاق | آپ اعلیٰ درجہ کے ظریف اور مہین تھے، دیہاتوں کا سیماہ لباس پہنتے تھے، مکارم اخلاق و محاسن صفات کے مجسمہ تھے ہاتھ کے سخی تھے، آپ کے اصحاب و مریدین آپ ہی کے سلوک پر قدم بقدم چلتے رہے۔

آپ کی عمر | باوجودیکہ آپ کی عمر ایک سو بیس سال سے متجاوز تھی، مگر پھر بھی آپ کے اعضاء بالکل صحیح اور قوی تھے،

آپ کی وفات | قبر ہنر الملک میں سے قریب زریران کے اندر ۵۶۲ھ ہجری میں اپنے وفات پائی، اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے، آج تک آپ کا مزار زیارت گاہ خلایق ہے،

(۱۲) حضرت شیخ عبدالرحمن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے، صاحب کرامات تھے، اکثر اوقات امور مخفیہ کی خبر دیا کرتے تھے،

آپ کا مسکن | آپ کا مسکن طفسونج تھا، جو بلاد عراق میں سے ایک شہر کا نام ہے،

آپ کی بزرگی آپ کی بزرگی اور عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبد الرحمن ایک مضبوط پہاڑ ہے، جو حرکت نہیں کرتا،

آپ کا وعظ آپ نہایت فصیح البیان تھے، آپ کا وعظ گرد و نواح میں مشہور تھا، فقہاء، علماء اور مشائخ آپ کی مجلس وعظ میں شریک ہوا کرتے تھے،

آپ کی کرامات مشہور ہے، کہ جس امر کے متعلق آپ پیشگوئی کیا کرتے تھے، وہ امر بعینہ اسی طرح واقع ہوا کرتا تھا،

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کہا، کہ حضرت آپ کا فلاں مرید کہتا ہے، کہ جو مرتبہ آپ کو عطا ہوا ہے، اتنا ہی مرتبہ مجھے بھی عطا ہوا ہے، آپ نے فرمایا، جس نے مجھے عطا فرمایا ہے، اسی نے اُس کو بھی عطا فرمایا ہے، لیکن میرے برابر اُس کو عطا نہیں فرمایا، پھر آپ نے فرمایا، کہ میں اُس کو ایک تیرا مارتا ہوں، تھوڑی دیر آپ سرنگوں رہے، پھر فرمایا، میں نے اُس کو ایک تیرا مارتا ہوں، اب دوسرا مارتا ہوں، پھر تھوڑی دیر سرنگوں رہے، پھر فرمایا، میں نے اُس کو دوسرا تیرا مارتا ہوں، اب تیسرا مارتا ہوں، اگر یہ تیر بھی اُسے لگا، تو معلوم ہو جائیگا، کہ اُسے بھی میرے برابر عطا ہوا ہے، پھر آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے، پھر فرمایا، کہ دوڑو، اُس کا انتقال ہو گیا ہے، لوگ گئے، تو اُس کو فی الحقیقت مردہ پایا،

اسی طرح ایک مرتبہ ایک مرید نے آپ کی خدمت میں آکر کہا، کہ حضرت! میرے کھجور کے درخت گیارہ سال سے پل نہیں دیتے، اور میری گائیں تین سال سے بچے نہیں جنتیں، آپ نے اُس شخص کے لئے دعا کی، اسی سال اُس کے درختوں

میں پھل آنے شروع ہو گئے، اور اسی سال اُس کی گلابوں نے پتے دیئے، اور کثرت کے ساتھ اُس کے گھر میں مویشی ہو گئے،

حضرت غوث اعظم کی تعظیم کرنا | باوجود اس بزرگی، عظمت اور

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک روز آپ گھر سے نکلے، تاکہ خچر پر سوار ہو کر نماز جمعہ کیلئے جائیں، مگر سوار ہوتے وقت رکاب میں پاؤں رکھتے ہی گھنچ لیا، اور کچھ دیر توقف کر کے خچر پر سوار ہوئے، لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا، کہ اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اپنی خچر پر سوار ہونے کو تھے، اس لئے میں نے نہیں چاہا، کہ میں آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں،

آپ کی وفات | طفسونج میں ہی آپ نے وفات پائی، اور یہیں آپ مدفون ہوئے، آپ کا مزار ظاہر ہے، جس کی زیارت کئے لوگ اب تک جاتے ہیں،

آپ کی آخری وصیت | جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کے صاحبزادہ شیخ ابوالحسن علی الحسینیؒ نے عرض کیا کہ حضرت! مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے، آپ نے فرمایا، کہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں، کہ تم ہمیشہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت و تابعداری اور تعظیم و تکریم کرتے رہنا،

وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آئے، حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کی بہت عزت کی، ان کو خرقہ

پہنایا، اور اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کر دیا،

(۱۳) حضرت شیخ یحییٰ بن بطور حتمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین اور مشائخ سے تھے، صاحب کشف و کرامات تھے

آپ باب نوہس میں جو کہ قریٰ نہر الملک میں سے ایک گاؤں

آپ کا مسکن کا نام ہے، سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر یہیں رہے،

آپ کی کرامات شہور ہے، کہ باذنہ تعالیٰ آپ مہر و ص کو اچھا اور ناپینا

کو پینا کر دیا کرتے تھے،

شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ آپ کے گاؤں میں

آگ لگی، اور دور تک پھیل گئی، آپ گئے، اور آگ کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے

فرمایا، کہ اے آگ بس یہیں تک رہ، اے آگ بچھ گئی،

شیخ موصوف الصدوری کا بیان ہے، کہ ایک دن آپ اپنی زمین کو پانی دینے

کے لئے نکلے، اُس وقت آپ کا کوئی مرید آپ کے پاس نہ تھا، اور آپ میں ضعف کی وجہ

سے زمین میں پانی دینے کی طاقت نہ تھی، آپ نے اُس وقت آسمان کی طرف

سر اٹھا کر دیکھا، اُس مغرب کی جانب سے ایک بادل آیا، اور آپ کی زمین کو

سیراب کر کے چلا گیا،

ایک دفعہ تین فقہاء شب کو آپ کی زیارت کرنے آئے، اور عشاء کی نماز

انہوں نے آپ ہی کے پیچھے پڑھی، آپ جیسا کہ چاہئے، قرأت کا پورا حق ادا

نہ کر سکے، جس سے فقہائے موصوف کو کس قدر آپ سے بدظنی ہوئی، مگر انہوں

نے آپ سے کچھ کہا نہیں، اور شب کو آپ ہی کے زاویہ میں سو رہے، رات کو

انہیں احتلام ہو گیا، اُسی وقت اٹھ کر نہر پر جو کہ آپ ہی کے زاویہ کے روبرو

واقعہ تھی، غسل کرنے گئے، جب کپڑے اتار کر غسل کے لئے نہر میں اترے، تو اچانک ان کے کپڑوں پر ایک شیر آ بیٹھا، فقہائے موصوف سردی کی وجہ سے نہایت پریشان ہوئے، اتنے میں آپ نہر پر آئے، تو شیر آپ کے پاؤں پر نوٹنے لگا، آپ نے اس کو کہا، کہ تو ہمارے بہانوں سے کیوں تعرض کرتا ہے، اگرچہ وہ ہم سے بدگمان ہیں، یہ سنتے ہی شیر چلا گیا، فقہائے موصوف پانی سے نکلے، اور آپ سے معافی مانگنے لگے آپ نے فرمایا، آپ لوگوں نے زبان کی اصلاح اور ہم لوگوں نے دل کی اصلاح کی ہے،

حضور غوثیت مآب کی تعظیم کرنا | باوجود اس بزرگی اور مرتبہ کے آپ جب کبھی حضرت شیخ

عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جاتے، تو آپ کے دروازہ پر جھاڑو دیتے، چھڑکاؤ کرتے، اور آپ کے پاس بغیر اذن کے نہ جاتے تھے،

آپ کی وفات | آپ کی وفات باب نوٹس کے اندر ۵۵۳ ہجری میں اسی سال کی عمر میں ہوئی، آپ کا مزار اب تک ظاہر ہے لوگ

اس کی زیارت کو جاتے ہیں،

(۱۴) حضرت شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مفتی زمانہ اور فقہائے معتبرین میں سے تھے، شیخ ابو الحسن علی نصری، شیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد المدینی، شیخ مبارک بن علی الجبلی، اور شیخ محمد علی قیدی وغیرہ اکابر شاخ آپ کی صحبت میں رہے،

آپ کا مسکن | آپ قرآن نہر الملک میں سے قریہ قیلویہ میں سکونت پذیر تھے اور حیات کے آخری لمحات تک یہیں رہے،

آپ کی کرامات | شیخ ابوالحسن علی قمری کا بیان ہے، کہ ایک دن آپ

قضاے حاجت کے لئے نکلے، میں پانی کا بھرا ہوا ٹوٹا لیکر آپ کے پیچھے پیچھے گیا، اثنائے راہ میں اچانک میرے ہاتھ سے ٹوٹا گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، آپ نے قضاے حاجت سے فارغ ہو کر اس ٹوٹے کو اٹھایا، تو وہ درست ہو کر جیسا کہ تھا، ویسا ہی پانی سے لبریز ہو گیا،

ایک دفعہ اپنے قیلوئیہ کے میدان میں ایک چٹان پر کھڑے ہو کر آذان کہی آذان کہتے ہوئے جب آپ نے اللہ اکبر کہا، تو آپ کی تکبیر کی ہیبت سے زمین لرز گئی، اور چٹان کے پانچ ٹکڑے ہو گئے،

آپ کا لباس | آپ علماء کا لباس زیب تن فرمایا کرتے، اور خچر پر سواری کیا کرتے تھے،

حضرت غوث اعظم کی تعظیم کرنا | آپ جب کبھی بغداد میں آتے، تو پہلے حضرت غوث اعظم رحمۃ

اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے، جب مدرسہ کے دروازہ پر یا سرائے کے دروازہ پر پہنچتے، تو چوکھٹ کو چومتے،

آپ کی وفات | آپ کی وفات قیلوئیہ کے اندر ۵۵۵ھ ہجری میں ہوئی، آپ کی قبر اب تک ظاہر ہے،

آپ کی آخری وصیت | جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کے صاحبزادہ شیخ ابوالخیر سعید نے آپ سے کہا،

کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے، آپ نے فرمایا، کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں، کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و تکریم کرتے رہنا، انہوں نے عرض کیا، کہ آپ مجھے ان کے حال سے آگاہ کیجئے، تو آپ نے فرمایا، کہ شیخ عبدالقادر

جیلانی کا قدم تو اس وقت تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب ہیں،

(۱۵) حضرت شیخ مطر البازرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، صاحب کرامات تھے شیخ ابو الکریم تمیم ملادی اور شیخ ابو العزیز ہرملکی وغیرہ مشائخ عظام نے آپ سے تخریج کی، آپ قریہ عراق کے ایک قریہ باذران میں سکونت پذیر تھے

آپ کا مسکن | اور مدت العمر یہیں رہے،

باذران کو مسکن بنانے کی وجہ یہ ہوئی، کہ ایک دفعہ عالم رویا میں آپ نے ایک عظیم الشان درخت دیکھا، جس کی شاخیں بکثرت اور قریہ باذران سے متصل تھیں، آپ نے صبح یہ خواب اپنے پیر طریقت حضرت شیخ تاج العارفین سے بیان کی، آپ نے فرمایا، مطر! اس درخت سے میری ذات مراد ہے، تم جا کر قریہ باذران میں سکونت اختیار کرو،

کہتے ہیں، کہ میں یہودی یا نصرانی پر آپ کی نظر پڑ جایا

آپ کی کرامات | کرتی تھی، وہ بے اختیار کلمہ شہادت پکارتے ہوئے

حلقہ اسلام میں داخل ہو جایا کرتا تھا، جس خیر زمین پر آپ کا گذر ہو جاتا تھا، وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی،

ایک دفعہ چھ شخص آپ کی خدمت میں آئے، آپ نے ایک برتن نکالا، جس میں قریباً ڈیڑھ سیر دودھ تھا، وہ ان کو دیا، سب نے سیر ہو کر پیا، مگر دودھ ویسے کا ویسا ہی باقی رہا، اس میں مطلقاً کچھ بھی کمی واقع نہ ہوئی،

آپ کی وفات | قریہ باذران میں آپ نے وفات پائی، جہاں آپ کا

مزارات تک موجود ہے ،

جب آپ کی وفات کا وقت آیا ، تو آپ کے

صاحبزادہ نے کہا ، کہ حضرت ! مجھے وصیت فرمائیے ، کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں ، آپ نے فرمایا ، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ، صاحبزادہ نے گمان کیا ، کہ شاید آپ غلبہ مرض میں کہہ رہے ہیں اس لئے پھر کہا ، کہ حضرت ! مجھے وصیت فرمائیں ، کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں اپنے پھر فرمایا ، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ، پھر ایک گھڑی کے بعد صاحبزادہ نے یہی بات دریافت کی ؛ آپ نے فرمایا ، بیٹا ! عنقریب وہ زمانہ آجواں ہوا ہے ، جب سوائے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے اور کسی کی اتباع نہ کی جائیگی ،

(۱۶) حضرت شیخ ماجد الکروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین سے تھے ، کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ تھے ، آپ عراق کے ایک قریہ قوسان میں سکونت پذیر تھے ، اور مدت العمر یہیں رہے ،

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ سلیمان بیان کرتے ہیں ، کہ ایک دفعہ میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھا ، اس

وقت آپ کی خدمت میں دس بارہ شخص آئے ، آپ نے مجھ سے فرمایا ، جاؤ ، خلوت خانہ سے کھانا نکال لاؤ ، خلوت خانہ میں اس وقت کھانے پینے کی مطلقاً کوئی چیز نہ تھی ، مگر میں امتثال امر کے لئے خلوت خانہ میں گیا ، تو مجھے وہاں انواع و اقسام کے کھانے

اسی طرح ایک دفعہ آپ کے پاس ایک شخص آیا ، اور کہنے لگا ، کہ میں حج کیلئے

بیت اللہ شریف جا رہا ہوں، آپ نے اس کو اپنا ایک پیالہ دیکر فرمایا، کہ اگر تم وضو کرنا چاہو، تو یہ تمہارے لئے پانی ہے، اگر تمہیں پیاس لگے، تو یہ تمہارے لئے دودھ ہے، اور اگر تم پر بھوک کا غلبہ ہو، تو یہ تمہارے لئے ستوہیں، اس شخص کا بیان ہے، کہ یہ عطیہ اس کو مندرجہ بالا ضرورتوں کیلئے کافی و وافی ہوا،

حضور غوثیت آپ کی تعظیم کرنا

آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، شیخ محی الدینؒ ایمان ارض کے امام اور پیشوا ہیں، اولیاد کی گردنیں ان کے آگے خم ہیں، انہی کے نور سے اہل دل اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتے ہیں،

آپ کی وفات ۶۱۰ھ ہجری میں عراق کے ایک پہاڑ حدین پر ہوئی، آپ کا مزار آج تک وہاں موجود ہے

(۱۱) حضرت شیخ جاکیر الکروری رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے مشہور شائخ سے تھے، کثیر التعداد علماء و صلحاء، آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، آپ اتباع شریعت میں مشہور تھے، ہر قول، ہر فعل ہر حرکت اور ہر سکون میں آدابِ فخریت و قانونِ عبودیت کو مری رکھتے تھے

عراق کے ایک جنگل میں قنطرة الرصاص کے پاس آپ سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر وہیں رہے،

کہتے ہیں آپ کو محض غیب سے روزی آتی تھی،

شیخ ابوالحسن بن شیخ ابو محمد الحسن الحمیدیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، اس وقت آپ کے سامنے سے کئی گائے

نکلیں، آپنے ایک گائے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اس کے شکم میں سرخ بچھڑا ہے، جسکو یہ فلاں ماہ میں فلاں دن جنے گی، یہ بچھڑا مجھے نذرانہ دیا جائیگا، اس کے بعد ایک اور گائے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اس کے پیٹ میں بچھڑا ہے، جسکو یہ فلاں وقت جنے گی، یہ بچھڑا بھی میری نظر کیجائے گی،

شیخ ابوالحسن بن شیخ ابو محمد الحسن الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ راوی مذکور بیان کرتے ہیں، کہ میں اسکا انتظار کرنے لگا، پھر آپ نے فرمایا، کہ فلاں شخص اسکو ذبح کرے گا، اور فلاں فلاں شخص اس کو کھائیں گے، ایک سرخ کتا بھی اس میں سے کچھ گوشت اٹھایا جائیگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور ایک سرخ کتا زاویہ کی طرف آکر ایک رات اٹھالے گیا،

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا، اور کہنے لگا، کہ آپ مجھے ہرن کا گوشت کھلایئے، آپ نے سر نیچا کیا، مگر ایک ہرن آکر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپنے اس نے ذبح کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ذبح کرنے کے بعد اسکا گوشت پکوا کر اس شخص کو کھلایا گیا،

آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

حضور غوثیت مآب کی عظمت کا اعتراف

علیہ الرحمۃ کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی بزرگ دیکھنے میں نہیں آیا، فی الحقیقت انکا طریقہ دیگر طرق سے اعلیٰ ہے، اولیسا اللہ اسی سمندر کی نہریں

ہیں،
تنبطہ الرصاص کے پاس اپنے زاویہ میں ہی آپنے کبیر سن
آپکی وفات ہو کر وفات پائی، اور وہیں مدفون ہوئے،

(۱۸) حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، شریعت و طریقت کے جامع تھے، مذہباً مالکی تھے، اپنے علاقہ کے مفتی تھے، کثیر التعداد صاحبانِ احوال نے آپ سے ارادت حاصل کی، آپ کے وعظ میں علماء و مشائخ بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے، بصرہ میں آپ سکونت پذیر تھے، اور تادمِ آخر یہیں رہے،

آپ کا مسکن

مشہور ہے، کہ آپ صاحب کرامات ظاہرہ و احوالِ نفیسیہ تھے،

آپ کی کرامات

چنانچہ شیخ الصوفیہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردی فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کی زیارت کرنے کے لئے بصرہ گیا، اثنائے راہ میں میرا گذر بہت سے ایسے باغات میں سے ہوا، جو آپ کی ملکیت میں تھے، یہ دیکھ کر میرے قلب میں خطرہ گذرا، کہ یہ تو امیرانہ شان ہے،

پھر میں سورہ انعام پڑھتا ہوا بصرہ میں داخل ہوا، میں نے اپنے دل میں خیال کیا، کہ دیکھوں، کونسی آیت پر میں آپ کے دولت خانہ میں داخل ہوتا ہوں آپ کے حق میں اس آیت کو میں فال تصور کرونگا، غرض میں پڑھتا ہوا گیا، اور ذیل کی آیت پر میں آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر پہنچا،

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمْ
اللَّهُ فَهَذَا هُمْ أَقْتَدَهُ

یہ وہ لوگ ہیں، جنکو خدا نے تعالیٰ نے
ہدایت کی، تم ان کی ہدایت کی پیروی

۱۸ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے، سہروردی بصرہ میں مہلک و سکون ٹائے ہوز و فقیر راہ مہلک و سکون ٹائے
شانہ و در آخر مال مہلک عراق عجم میں زنجان کے ایک شہر کا نام ہے، ۱۲۱ مندرجہ

کرتے رہو،

میں یہ آیت پڑھتا ہوں آپ کے دروازہ میں کھڑا ہو گیا، سنا آپ کا خادم
مجھے اندر بلا لے گیا، جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا،
عمر! جو کچھ زمین پر ہے، وہ زمین ہی پر ہے، اس کی محبت اور وقعت میرے قلب
کے اندر ذرہ بھر بھی نہیں ہے، آپ کے یہ فرمانے سے میں انگشت بندھاں رہ گیا
اسی طرح شیخ ابو الحسن علی نائینی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں بصرہ کے
اندر بعض اجباب کے ہمراہ ایک باغ میں تھا، تو ہمارے پاس ایک غباراؤدہ
پراگندہ حال فقیر آیا، اور مالک باغ کو مخاطب کر کے کہنے لگا، کہ انجیر کھلا کر میرا
پیٹ بھر دو، مالک باغ نے آدھ میر کے قریب انجیر لاکر اُس کو دیئے، اُس نے
کھا کر کہا، کہ اور دو، اُس نے اور لاکر دیئے، اسی طرح وہ بار بار مانگتا رہا، حتیٰ
کہ چار پانچ من کے قریب انجیر کھا گیا، پھر اُس نے نہر پر جا کر بہت سا پانی پیا
شیخ ابو الحسن موصوف الصدر کا بیان ہے، کہ ایک عرصہ کے بعد مالک
باغ نے مجھ سے بیان کیا، کہ اُس سال سے میرے کھیت اور باغات کی
پیداوار دگنی ہو گئی،

آگے چل کر شیخ ابو الحسن فرماتے ہیں، کہ جس سال مالک باغ نے مجھے دگنی
پیداوار کی خبر دی، اُسی سال مجھے حج کی غرض سے بیت اللہ کی حاضری کا اتفاق
ہوا، اثنائے راہ میں مجھے اُس فقیر کے دیکھنے کا اشتیاق مالا بھاق ہوا، جسے
میں نے انجیر کھاتے ہوئے دیکھا تھا، ابھی مجھے یہ خیال گذرا ہی تھا، تو اچانک میں
نے کیا دیکھا، کہ وہ فقیر میری داہنی جانب جا رہا ہے، یہ دیکھتے ہی مجھ پر خوف طاری
ہو گیا، مگر ہمت اور جرات سے کام لیکر میں اُن کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، جب
یہ فقیر چلتا، تو اُس کے ساتھ ساتھ قافلہ بھی چلتا، جب یہ ٹھیر جاتا، تو قافلہ بھی

اگر پڑتا، اثنائے راہ میں یہ فقیر ایک ایسے تالاب کے پاس اُترا، جسکا پانی خشک ہو لے
 کو تھا، اس فقیر نے اُس تالاب کے تیچے کی مٹی نکال نکال کر کھانی شروع کی، اور ذرا
 سی ہی مٹی اُس نے مجھے بھی کھلائی، جو ذائقہ میں علو اُسے خشکانگ کی طرح اور خوشبو
 میں مشک کی طرح معلوم ہوئی، مٹی کھا کر پھر اُس نے بہت سا پانی پیا، اور پانی پی کر
 مجھ سے کہا، کہ انجیریں کھانے کے بعد آج میں نے یہ مٹی کھائی ہے، اس کے درمیانی
 عرصہ میں نہ میں نے کچھ کھایا، اور نہ پیا، میں نے عرض کیا، کہ آپ کو یہ قوت کہاں
 سے حاصل ہوئی، تو انہوں نے فرمایا، کہ ایک دن حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن
 عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر توجہ کی، جس سے میرا قلب محبت سے بھر
 گیا، اور میں بجز احکام بشریت باقی رکھنے کے اکثر اوقات خورد و نوش سے مستغنی
 ہو گیا،

اسی طرح شیخ ابو عبد اللہ محمد طہنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک سال میں
 حرم مکہ شریفہا اللہ تعالیٰ میں مجاور تھا، وہاں پر ایک روز حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن
 عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، آپ کی معیت میں چار شخص تھے، آپ
 نے نماز ادا کی، پھر سات دفعہ طواف کیا، جب طواف کر چکے، تو چاروں آدمیوں کو
 لیکر باب نبی شیبہ کی طرف نکلے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا، آپ کے ہمراہیوں
 نے مجھے آپ کے ساتھ ہونے سے روکا، آپ نے انہیں روکنے سے منع کیا، پھر
 اپنے سب کو مخاطب کر کے فرمایا، کہ سب میرے پیچھے پیچھے چلے، بعد دیکرے میرے قدموں
 پر قدم رکھتے چلے آؤ، غرض ہم آپ کے پیچھے پیچھے چلے، ابھی تھوڑی دیر گزری
 تھی، کہ مدینہ شریف میں جا پہنچے، وہاں ہم نے زیارت کے بعد ظہر کی نماز پڑھی،
 پھر وہاں سے آپ کے پیچھے پیچھے چلے، اسی عرصہ کے بعد کیا دیکھتے ہیں، کہ
 ہم سب بیت المقدس میں موجود ہیں، نماز عصر پڑھنے کے بعد پھر وہاں سے نکلے،

اور مغرب کی نماز سدا یا جوج ماجوج میں جا کر ادا کی، اور عشا جبل ثانی پر پڑھی، پھر آپ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گئے، اور ہم سب آپ کے گرد اگر دوڑا نو ہو کر بیٹھ گئے، غیب سے لوگ آن آن کر آپ کو سلام کرنے لگے، اُن لوگوں کے چہرے چاند اور سورج سے زیادہ روشن اور منور تھے، پھر جو میں سے بہت سے لوگ نمودار ہوئے، جو اٹنا فائنٹیجے اتر کر آپ کے پاس حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے، یہ لوگ آپ کا کلام سننے کے بے حد شائق تھے، اپنے کلام شروع کیا، آپ کا کلام شروع کرنا ہی تھا، کہ سب پر ایک وجدانہ کیفیت طاری ہو گئی، بعض لرزنے، بعض کاپنے، بعض رونے اور بعض جو میں دوڑنے لگ گئے، حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح ہو گئی سب نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی، پھر آپ واپس ہوتے ہوئے ایک ایسے مقام پر اترے، جس کی زمین دنیا کی زمینوں کے مشابہ نہ تھی، اس زمین سے مشک کی خوشبو آتی تھی، یہاں کے لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہمہ تن مشغول تھے، آپ پر وجدانہ کیفیت طاری تھی، کبھی آپ نصائیں اڑنے لگ جاتے تھے کبھی یہ کہتے تھے، کہ تیرا شوق مجھے بے قرار کرتا ہے، تیرا بعد مجھے قتل کرتا ہے، تیرا خوف مجھے تلف کرتا ہے، تیری امید مجھے زندہ کرتی ہے، تیرا اعراض مجھے مار ڈالتا ہے، تیری محبت مجھے خوش کرتی ہے، تیرا مشاہدہ مجھے سکڑاتا اور پھیلاتا ہے، پس اسے پروردگار جن لوگوں کا تو ذمہ دار اور کفیل ہے، اُن پر تو اپنا فضل و کرم کر،

پھر ہم ایک ایسے شہر میں آئے، جو فی الحقیقت بلا مبالغہ گویا سونے چاندی سے بنایا ہوا تھا، جس میں نہریں اور باغات بکثرت تھے، ہم نے آکر یہاں پر کچھ سیوے کھائے، اور نہروں سے پانی پیا، آپ نے فرمایا، کہ یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے، اس میں بجز اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں آسکتا، پھر مکہ معظمہ میں آکر ہم نے ظہر کی نماز

پڑھی ،

آپ کی وفات | شہر ہجری میں بصرہ کے اندر آپ نے وفات پائی ، اور شہر کے

باہر آپ کو دفن کیا گیا ، کہتے ہیں ، کہ خلا میں رجال غیب نے بھی آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی ، لوگوں نے اُنکو دیکھا ، اور اُن کی آوازیں سنیں ، آپ کی قبر آج تک ظاہر ہے ، لوگ اس کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ،

حضور غوثیت مآب رح | ہجرت الاسرار میں لکھا ہے ، کہ ایک دفعہ آپ کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دوران ملاقات میں آپ نے حضرت خضر

کی عظمت و بزرگی

علیہ السلام سے دریافت کیا ، کہ کیا اس وقت کوئی ایسا کامل مرد خدا ہے جس سے میں اتنا بے سلوک میں جو مشکلات مجھے پیش آجاتی ہیں ، اُن کو حل کر لیا کروں ؟ تو حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا ، کہ موجودہ وقت میں کامل مرد خدا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں ، آپ نے حیرانی سے دریافت کیا ، کہ کیا آپ کا پایہ اور مرتبہ بہت بلند ہے ، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ، کہ شیخ عبدالقادر تو اس وقت کے اولیاء کے سردار ہیں ، اللہ تعالیٰ کے محب و مقرب ہیں ، اللہ تعالیٰ نے اُنکو اپنے اسرار میں سے وہ ہتر دیا ہے ، جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے ہیں ،

(۱۹) حضرت شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوق قرظی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر کے اکابر مشائخ سے تھے ، صاحب کشف و کرامات تھے ، شریعت و طریقت کے جامع تھے ، نہایت منکسر المزاج اور حلیم الطبع تھے ، مراقبہ گوشہ نشینی اور قطع علائق میں آپ مشہور تھے ،

آپ کا مسکن | آپ مصر میں سکونت پذیر تھے ، اور مدت العمر یہیں رہے ،

آپ کا کلام | معارف و حقائق میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا ،

آپ فرمایا کرتے تھے ، کہ فکر معرفت الہی کا راستہ ہے ، عقول و اذہان کو اُس کی ذات کی حقیقت دریافت کرنے کی مطلقاً طاقت نہیں ، کیونکہ اگر خدائی حکمتیں خدا اذہان و افہام تک منتہی ہوتیں ، یا قدرت ربانیہ ادراک علوم میں منحصر ہوتی ، تو یہ اُس کی حکمت و قدرت میں ایک بڑا نقصان ہوتا ، تَعَالَى اللهُ مَعْنُ ذَلِكَ عَلُوْكُمْ كِبْرًا اسی لئے ہمراہ ازلی و ہمراہ جلالی آنکھوں سے پوشیدہ رہے ،

یہ آپ فرمایا کرتے تھے ، کہ فرش سے لیکر عرش تک تمام مخلوق اُس کی معرفت کے راستے اور اُس کی ازلیت پر جھٹلتی ہیں ، تمام موجودات اپنی زبان حال سے اُس کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے ،

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ

تَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّهُ وَاحِدٌ

بسا اوقات آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے ، کہ جس دل میں محبت نہیں ، وہ دل خراب و ویران ہے ، جس فہم میں آپ معرفت نہیں ، وہ فہم گویا بے آب بدلی ہے ، مخلوق سے متوحش ہونا اپنے مونے سے مونس ہونے کی دلیل ہے آپ سے کثرت کے ساتھ خارق عادت امور اور کرامات ظہور میں آئیں ،

آپ کی کرامات

چنانچہ شیخ ابو اسحق ابراہیم بیان کرتے ہیں ، کہ ایک دفعہ دریائے نیل کا پانی اس قدر چڑھ آیا ، کہ قریب تھا ، کہ مصر کے بہت سارے بلاد غرق ہو جاتے ، تمام گرد و نواح کی زمینوں پر پانی ہی پانی تھا ، کھیتی کا وقت بھی فوت ہونے کو تھا ،

کہ لوگ آپ کی خدمت میں آئے، اور دعا کی درخواست کی، آپ نیل کے کنارے پر آئے، اور اس سے وضو کیا، معاً وضو کرتے ہی پانی زمین سے اتر گیا، اسی طرح ایک دفعہ نیل میں پانی بہت کم ہو گیا تھا، لوگوں کے درخواست کرنے پر آپ نے اُس کے کنارہ پر جا کر وضو کیا، معاً دریا کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا، حتیٰ کہ تھوڑی ہی دیر میں دریا کے کنارہ تک پہنچ گیا،

آپ کی وفات ۵۶۴ھ ہجری میں مصر کے اندر ہوئی، وفات

آپ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی، آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے پاس مشرق کی جانب مدفون ہوئے

حضرت غوث اعظم کا احترام کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق کو بارہا یہ کہتے ہوئے سنا، کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اس زمانہ کے امام اور سردار ہیں، آپ طریقت میں سب اولیاء اللہ پر سبقت لے گئے ہیں،

(۲۰) حضرت شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ دیار بکر کے اکابر مشائخ سے تھے، آپ کرامات ظاہرہ، احوال فاخرہ اور مقامات رفیعہ رکھتے تھے، جامع شریعت و طریقت تھے، سنجا میں قبوت عامہ آپ کو نصیب تھی،

شیخ حسن التلعفریؒ اور شیخ عثمان بن عاشور السنجاریؒ وغیرہ جیسے اکابر مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے،

آپ فرمایا کرتے تھے، کہ آنکھیں تین قسم کی ہیں (۱) بصر کی آنکھ (۲) بصیرت کی آنکھ (۳) روح کی آنکھ

بصر کی آنکھ تو محسوسات کو معلوم کرتی ہے، بصیرت کی آنکھ معنویات کو اور روح کی آنکھ پوشیدہ چیزوں کو،

شیخ ابو الجعد سالم بن احمد بن عبد اللہ تلعفری بیان کرتے ہیں کہ سنجا میں ایک شخص تھا، جو سلف صالحین کی بلاوجہ بدگوئی

کیا کرتا تھا، جب وہ شخص بیمار ہو کر قریب المرگ ہو، تو سب باتیں کرتا تھا، مگر کلمہ شہادت اُس کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا، باوجود لوگوں کے بار بار پڑھکر سنانے کے کسی طرح سے بھی وہ اُسے نہیں پڑھ سکتا تھا، لوگ پریشان ہو کر شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لائے، آپ اس شخص کے پاس آکر مراقبہ میں بیٹھ گئے پھر کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا، کہ اے شخص! کہہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ وہ بار بار کلمہ شہادت پڑھنے لگ گیا،

پھر اپنے فرمایا، چونکہ یہ شخص سلف صالحین کی بدگوئی کیا کرتا تھا، اس لئے اس وقت کلمہ شہادت پڑھنے سے اس کی زبان روک دی گئی تھی، میں نے اس وقت باری تعالیٰ کی درگاہ میں اس کی سفارش کی، تو مجھے کہا گیا، کہ ہم نے تمہاری سفارش قبول کی، بشرطیکہ ہمارے اولیاء بھی اس سے راضی ہو جائیں، پھر میں درگاہ شریف میں داخل ہوا، تو حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ سمری سقطی، حضرت شیخ جنید بغدادی، حضرت شیخ شبلی، حضرت شیخ ابو بکر بستانی سے میں نے اُس کی طرف سے معافی چاہی، انہوں نے معاف کر دیا، تب اُس کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوا،

پھر اُس شخص نے بیان کیا، کہ جب میں کلمہ شہادت پڑھنا چاہتا تھا، تو ایک

سیاہ چیز آکر میری زبان کو پکڑ لیتی تھی، اور کہتی تھی، کہ میں تیری بدزبانی ہوں، پھر اسکے بعد ایک چمکتا ہوا نور آیا، اُس نے اُس کو دفعہ کر دیا، اور کہا میں اولیاء اللہ کی
رہنا مندی ہوں،

اسی طرح حجتہ السالکین عارف کامل حضرت شیخ ابو متعبہ سلامہ بن نافع مغربی
بیان کرتے ہیں، کہ کسی نے بدوں قصاص کے ایک شخص کی ناک کاٹ ڈالی، جب
آپ کو اس کی خبر پہنچی، تو آپ نے آکر اس کی کٹی ہوئی ناک بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کہ کر جوڑی، تو باز نہ تعالیٰ اُس کی ناک جڑ کر جیسی تھی، ویسی ہو گئی،

اسی طرح شیخ ابو عمر و عثمان بن عاشور اسجاریؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز ہم
مسجد میں تھے، کہ ایک نابینا آیا، اور غیر قبلہ کی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، آپ نے
اُس کی یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی، کہ اسے پروردگار! تو اس کو بینا کر
دے، چنانچہ آپ کی دعا سے وہ بینا ہو گیا، اس کے بعد وہ بیس برس تک زندہ
رہا، اور بدستور بینا ہی رہا،

اسی طرح ایک دفعہ آپ نے ایک مجذوم کے حق میں دعا کی، جس کے بدن
سے کیڑے ٹپکتے تھے، پیپ و خون بہتا تھا، آپ کا دعا کرنا تھا، کہ اللہ تعالیٰ نے
معاذ اُس مجذوم کو تندرست کر دیا،

اسی طرح ایک دفعہ آپ حج کو جا رہے تھے، کہ اثنائے راہ میں آپ کے
پہراہیوں کو پانی کی اشد ضرورت محسوس ہوئی، آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کر ایک
پتھر پر ہاتھ مارا، معاً پتھر سے شیرین چشمہ پھوٹ نکلا

آپ کی وفات آپ کے مسکن سنجا رہی میں ہوئی، اور یہیں
آپ کی وفات مدفون ہوئے، آج کل آپ کا مزار زیارت گاہ غلاتی

ہے،

حضور غوثیت آپ کے | شیخ ابو عمر و عثمان بن عاشور السجاری بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے شیخ سوید کو کئی دفعہ فرماتے ہوئے سنا، کہ حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ سردار، امام اویسیو ہیں، وہ حضرت قدس کے اہل کے صدر ہیں،

(۲۱) حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حران کے مشایخ عظام میں سے تھے، بڑے عارف اور مشہور محقق تھے، کثیر التعداد صاحبان احوال آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، ہر خاص و عام، کیا عالم، کیا جاہل، کیا پیر، کیا مرید، کیا امیر، کیا غریب سب آپ کے مراتب و مناصب کے معترف تھے، بسا اوقات اہلیان حران آپ کی دعا کی برکت سے باران طلب کرتے تھے،

آپ کا کلام عالی ہوتا تھا، چنانچہ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ **آپ کا کلام** چھلکوں کی قیمت ان کے مغز سے، مردوں کی قیمت ان کی عقل سے، مکانوں کی قیمت ان کے کینوں سے ہوا کرتی ہے، اجباب کی عزت اجباب سے ہوتی ہے،

آپ کے ہاتھ پر بہت سے عجائبات و خوارق عادات کا ظہور ہوا تھا، **آپ کی کرامات**

چنانچہ شیخ نجم الدین عبدالمنعم بن علی الحرانی الصیقلی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ ہمیں حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی کے ساتھ حج کرنے کا اتفاق ہوا، اثنائے راہ میں ایک جگہ سب قافلہ اُترا، شیخ اپنے ساتھیوں کے ساتھ

ہوں کے ایک درخت کے سایہ تلے بیٹھ گئے، اسوقت آپ کے خادم نے آپ سے عرض کیا، کہ حضرت! اس وقت میرا جی کھجور کھانے کو چاہتا ہے، آپ نے فرمایا اچھا، اس درخت کو ہلاؤ، آپ کے خادم نے عرض کیا، کہ حضرت! یہ تو ہوں کا درخت ہے، آپ نے فرمایا، تم اسے ہلاؤ تو سہی، آپ کے خادم نے اُسے ہلایا، تو تروتازہ کھجوریں اُس درخت سے پھینکنے لگیں، اور سب نے اس قدر کھائیں، کہ سیر ہو گئے

اسی طرح شیخ عبد اللطیف بن ابی الفرح الحرانی المعروف بابن البقیطی بیان

کرتے ہیں، کہ حران میں ایک مسجد حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی کی زندگی میں بنائی گئی، جب لوگوں نے اُس کے محراب رکھنے کا ارادہ کیا، تو ریاضی دان نے کہا، کہ قبلہ کا رخ یہ ہے، حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی بھی وہاں موجود تھے، آپ نے فرمایا، نہیں قبلہ کا رخ یہ ہے، ریاضی دان نے کہا، نہیں، آپ نے اُس کو اپنے بتائے ہوئے رخ کھڑا کر کے فرمایا، کہ دیکھ! کعبہ تیرے سامنے ہے اُس نے دیکھا، تو قبلہ شریف اُس کے سامنے تھا، یہ دیکھتے ہی وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا

آپ کی وفات | آپ حران میں سکونت پذیر تھے، اور یہیں بدھ کی رات آخر ماہ جمادی الاخریٰ ۱۷۸ھ ہجری میں فوت

ہوئے، اور یہیں مدفون ہوئے،

حضرت غوث اعظم رح
کے متعلق ارشاد

شیخ ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی سے سنا، وہ فرماتے تھے، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

علیہ الرحمۃ اس زمانہ کے سلطان العارفین ہیں،

شیخ ابوالعباس احمدی بن برکت بغدادی مشہور ابن الدیلمی بیان کرتے

ہیں، کہ میں نے کئی مرتبہ حضرت شیخ حیات بن قیس حرانیؒ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ تعالیٰ اس وقت شیخ عبد اللہ اور حبیلانیؒ کی وجہ سے تقنوں میں دودھ دیتا اور بارش اتارتا اور بلاؤں کو رفع کرتا ہے، وہ اس وقت اولیاء و مقربین کے سردار ہیں،

(۲۲) حضرت شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، دمشق آپ کا مسکن تھا، آپ سالکین کے امام اور عارفین کے سردار تھے، آپ کو قبولیت عامہ نصیب تھی، شام میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی،

آپ کی کرامات

آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں، چنانچہ ایک دفعہ پندرہ شخص آپ کے ہاں مہمان لگے اس وقت آپ کے پاس پانچ روٹیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا، آپ نے بسم اللہ کہہ کر ان پانچ روٹیوں کو ان کے سامنے رکھ دیا، اور دعا کی، اللّٰهُمَّ يَا رِزْقَ لَنَا فِي مَا رَزَقْتَنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاغِقِينَ اے مولا! تو ہماری روزی میں برکت دے، تو ہی سب کو بہتر روزی دینے والا ہے، آپ کی دعا کی برکت سے سب روٹیوں کو کھایا، اور سب کے سب خوب سیر ہو گئے، اور جتنی روٹی پخت رہی، اُسے اپنے ہکڑے کر کے سب کو ایک ٹکڑا دیدیا، پھر یہ لوگ بغداد چلے گئے، اور اُس ایک ٹکڑے میں سے کئی روز تک کھاتے رہے،

شیخ ابو احمد محمد الکردیؒ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھا، میں حج کے لئے بیت اللہ جا رہا تھا، جب وہاں پہنچا، تو عرفات اور حج کے تمام موقعوں پر میں نے آپ کو دیکھا، اس کے بعد آپ

مجھ سے غائب ہو گئے، جب میں دمشق میں آیا، اور لوگوں سے آپکا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا، کہ بجز عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق کے اور کسی روز آپ پوسے دن ہم سے غائب نہیں ہوئے،

ابو احمد زکوری بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز میں نے دمشق کے ایک میدان میں آپ کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا، میں نے آپ سے اسکا سبب دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ اس وقت فرنگیوں کا لشکر ساحل کی طرف نکلا ہے، اور اسلامی لشکر نے ان کا تعاقب کیا ہے، یہ کنکریاں میں فرنگیوں کے لشکر کو مار رہا ہوں، بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر نے بیان کیا، کہ ہم فرنگیوں کے لشکر میں ان کے سردوں پر آسمان سے کنکریاں گرتی ہوئی دیکھتے تھے، جو کنکری جس سوار پر گرتی تھی، وہ اُس سوار کو اُس کے گھوڑے سمیت ہلاک کر دیتی تھی، یہاں تک کہ انہیں کنکریوں سے ان کا بہت سا لشکر ہلاک ہو گیا، اور وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے،

دمشق میں آپ سکونت پذیر تھے، اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے،

آپ کی وفات

کہتے ہیں، کہ تکفین کے بعد جب آپ کے جنازہ کو اٹھا کر قبرستان لے جانے لگے، تو اثنائے راہ میں سبز پرندے آئے، اور آپ کی نعش کے ارد گرد پھرتے رہے، اور سفید گھوڑوں پر بہت سے سوار دکھائی دیئے، جنہوں نے جنازہ کو گھیرا ہوا تھا، ان سواروں کو نہ تو اس سے قبل کسی نے دیکھا تھا، اور نہ ہی بعد میں کسی نے انہیں دیکھا۔

حضرت غوث اعظم کا احترام

شیخ الشیوخ ابو الحسن عبدالطیف
بیان کرتے ہیں، کہ میں نے شیخ
رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا، کہ شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ شیوخ حضور کے صدر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں، مالکین کے سردار اور عارفین کے امام ہیں، ان کے آگے سب اولیاء کی گردنیں خم ہیں،

(۲۳) حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے بڑے شیخ اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم

تھے،

حضور غوثیت ناب علیہ الرحمۃ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ عمر! تم مشاہیر عراق سے ہو گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا،

آپ اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل تابع سنت نبوی اور جامع شریعت و طریقت تھے، طریقت میں آپ کے مراتب عالی تھے، چنانچہ نجم الدین تقلیسی جو کہ آپ کے مریدین سے تھے، بیان کرتے ہیں، کہ جب میں آپ کے خلوت خانہ کے اندر چلہ کشتی کے لئے بیٹھا، تو اخیر چلہ میں خالیسویں روز مجھے مشاہدہ ہوا، کہ آپ ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے صلع بھر بھر کر لوگوں کو جو اہرات تقسیم کر رہے ہیں، جب یہ جو اہرات کم ہو جاتے ہیں، تو پھر یہ خونخو د بڑا جاتے ہیں، جب میں چلہ کا یہ چالیسواں دن پورا کر کے خلوت خانہ سے نکل کر آپ کی خدمت میں آیا، تو بات کرنے سے قبل آپ نے فرمایا، کہ جو کچھ تم نے اپنے مشاہدہ میں دیکھا ہے، ٹھیک دیکھا ہے، اور سب کچھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی برکت سے ہے،

آپ کے ابتدائی حالات اپنے اولاً علوم دینیہ کی تحصیل کی، اور صدر

گزیں رہے، اور ذکر و اشغال کرتے رہے، چونکہ آپ کو علم کلام کا زیادہ شوق تھا

اس نے خلوت میں بھی اس فن کی بہت سی کتابیں مطالعہ کرتے رہے، آپ کے علم بزرگ آپ کو اس میں مشغول رہنے سے منع کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک روز آپ کے علم بزرگ آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے، اور فرمایا کہ یہ میرے بھتیجے شب و روز علم کلام میں مشغول رہتے ہیں، اور میں انہیں منع کیا کرتا ہوں، مگر یہ نہیں مانتے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ کی، جس سے آپ کا سینہ علم کلام سے بالکل صاف ہو گیا، اور بجائے اس کے آپ کے سینہ میں حقائق بھر گئے،

اس کے بعد اپنے اپنے علم بزرگ کے مدرسہ میں مجلس وعظ منعقد کی، اور خلقت کثیر آپ کے وعظ میں آئے لگی، دور و دراز بلاد تک آپ کی شہرت ہو گئی عوام و خواص دونوں میں آپ کو قبولیت نصیب ہوئی،

قاضی القضاة پیر الدین عبدالرحمن نے اپنی کتاب تاریخ المعبرین لکھتے ہیں، کہ شہاب الدین آپ کا لقب تھا، اور آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا تھا، آپ شافعی المذہب تھے،

آپ نے سلوک میں عمدہ کتابیں لکھیں، چنانچہ

آپ کی تصانیف | تصوف کی مشہور کتاب عوارف المعارف

آپ کی تصنیف ہے،

آپ کی وفات بغداد میں ہوئی، آخر عمر میں آپ کا بغداد

آپ کی وفات | میں کوئی نظیر نہیں تھا،

آپ بسا اوقات حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبدالقادر، پیشوا سے سالکین،

حضور غوثیت مآب | حضور غوثیت مآب کے متعلق ارشاد

حجۃ العارفین، امام الصدیقین اور صدر المقربین ہیں،

(۲۴) حضرت شیخ ابو محمد عبدالسبجانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عظمائے اولیائے کرام سے تھے، احوال و مقامات فاخرہ و کرامات عالیہ رکھتے تھے،

آپ اصل میں طرابلس کے رہنے والے تھے، اور

ابتدائی حالات | آپ کے والد عیسائی تھے، اور خود اپنے اپنی صغریٰ ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا، حلقہ سلام میں داخل ہونے کے بعد سب سے قبل اپنے کلام اللہ از بر کیا، پھر علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے بغداد آئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت ہا برکت سے مستفید ہوئے اور آپ سے تفقہ حاصل کیا، اور قاضی ابوالفضل محمد بن عمر الارموی، شیخ ابولعباس احمد بن ابی غالب بن الطلائیہ، شیخ ابوبکر محمد بن الزاغونی، ابن النبی، شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر الحافظ وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی،

تحصیل علوم کے بعد مدت تک آپ بغداد میں حدیث پڑھاتے رہے، بعد ازاں آپ اصہبان چلے آئے، اور مدت العمر یہیں رہے

آپ کی وفات | آپ کی وفات اصہبان میں ہوئی، اور یہیں آپ کو دفن کیا گیا،

حضور غوثیت مآب کا احترام | حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ

شیخ عبدالقادر جیلانی اصفیاء، تقیاء، بدلا، نجبا اور اوتاد و اقطاب کے امام، پیشوا اور معلم ہیں، آپ شرافت، عظمت، بزرگی، علم، تقویٰ، طہارت، پاکدامنی، عفت، احسان،

عصمت، عفاف، کرم، جود، سخاوت، علم اور عمل میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں،

(۲۵) حضرت شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے مفتی تھے، شریعت و حقیقت کے عالم تھے، علماء و مشائخ دونوں
فرق میں مقتدا، و پیشوا مانے جاتے تھے،

آپ نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدتوں درس تدریس کی، اور فتوے دیئے
تدریس | دور و دراز مقامات کے طلباء بغداد آکر آپ سے مستفید ہوئے،

حقائق و معارف میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا،
آپ کا کلام | چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے، کہ تصوف کی ابتداء علم، اسکا
وسط عمل اور اس کی انتہا بخشش ہے، کیونکہ علم سے مقصود منکشف ہونا،
عمل طلب میں معین بنتا، اور بخشش غایت مقصود تک پہنچاتی ہے،

شیخ محمد عبداللہ بن الترومی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ
اپنی کرامات | میں بغداد کے سوق الشیاطین میں سے گذرتا ہوا آپ

کے ہمراہ جارہا تھا، کہ اثنائے راہ میں ایک معلق بکری پر جسے قصاب بنا رہا تھا
آپ کی نظر پڑی، آپ نے اس قصاب سے فرمایا، کہ یہ بکری مجھے کہہ رہی
ہے، کہ میں مردار ہوں، قصاب آپ کا یہ فرمان سنکر بے ہوش ہو گیا، جب
ہوش میں آیا، تو اقرار کیا، کہ فی الحقیقت یہ بکری مردار تھی، اور آپ کے ہاتھ پر
تائب ہوا،

شیخ مذکور بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ میں آپ کے ہمراہ بغداد
کے محلہ کرخ میں جارہا تھا، کہ راستہ میں ہمیں ایک مکان سے شراب خوروں
کی آواز سنائی دی، آپ آواز سنکر اس مکان کی طرف آئے اور دہلیز کے پاس

لہذا پڑھنی شروع کی، معاوضہ شراب پانی بن گئی، وہ لوگ باہر گئے، اور آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے،

اسی طرح شیخ شہاب الدین عمر السہروردی بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، کہ ایک شخص گائے کا بچہ آپ کی خدمت میں نذرانہ دے گیا، جب نذرانہ دیکر وہ شخص چلا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ یہ گائے کا بچہ مجھ سے کہتا ہے، کہ میں شیخ علی بن ابیہتی کے نذرانہ میں دیا گیا ہوں، آپ کے نذرانہ میں جو بچہ دیا گیا ہے، وہ دوسرا ہے، چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص دوسرا بچہ لیکر آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضرت! یہ دونوں بچے مجھ پر مشتبہ ہو گئے تھے، اس لئے مجھ سے غلطی ہو گئی، دراصل آپ کے نذرانہ میں دیا ہوا یہ بچہ ہے، آپ نے یہ لے لیا، اور پہلا واپس کر دیا،

آپ کی وفات | آپ بغداد میں رہتے تھے، اور یہیں ۵۶۳ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا اور اپنے مدرسہ میں دفن ہوئے،

حضرت غوث اعظم کی تعظیم | حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردی بیان کرتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ

ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی کے ساتھ ۵۶۳ھ ہجری میں حضرت شیخ نجیب القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا، آپ نے حضور غوثیت مآب کا حد سے زیادہ ادب کیا، جب ہم وہاں سے لوٹے، تو میں نے آپ سے اس قدر ادب کیوجہ پوچھی، تو آپ نے فرمایا، کہ میں انکا ادب کیوں نہ کروں؟ جبکہ تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں انکے آگے خم کئے ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انکو مالک بنا دیا ہے، عالم موجودات میں وہ اس وقت فریجانہ

میں رہا، حضرت شیخ ابوالحق برہمہ بن علی ملقب بہ اعرب اللہ علیہ آپ بطائخ کے اکابر مشائخ سے تھے، عارفین اور محققین کے پیشوا تھے، نہایت کرم

الاخلاق، متواضع اور علم دوست تھے، شافعی المذہب تھے،

علاوہ تحصیل علوم دینیہ کے اپنے اپنے ناموں شیخ
تخصیص علم اور مجاہدہ احمد بن ابوالحسن الرفاعی سے علم طریقت حاصل کیا

کثیر التعداد علماء و فقراء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، اور خلق کثیر نے آپ
 سے فخر نامزد حاصل کیا،

آپ ہمیشہ خشوع خضوع اور مراقبہ میں رہا کرتے تھے، کہتے ہیں، کہ بوجہ حیا
 کے چالیس برس تک اپنے آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھائی،

آپ صاحب کرامات و خوارق تھے،
آپ کی کرامات چنانچہ شیخ معمر ابوالمنظف منصور بن المبارک بن فضل داغظ

واسطی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کے ہمراہ ایک ایسے شخص کی عبادت
 کو گیا، جو خارش کی بیماری میں مبتلا تھا، آپ نے اس کی حالت زار دیکھ کر اپنے خادم
 سے فرمایا، کہ تم اس کی بیماری اٹھا لو، خادم کا ماں کرنا تھا، کہ معاً اس مریض سے بیماری
 اٹھ گئی، اور خادم کو آگئی، جب آپ واپس ہوئے، تو راستہ میں آپ کو ایک خنزیر
 دکھائی دیا، آپ نے خادم سے فرمایا، بوا میں نے تمہاری خارش کو اس خنزیر پر منتقل کر دیا۔
 معاً آپ کے فرماتے ہی وہ خارش خنزیر پر منتقل ہو گئی، اور آپ کا خادم تندرست ہو گیا۔

اسی طرح شیخ احمد بن ابی الحسن علی البطاحی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں نے
 آپ کو موسم گرما میں چھت پر سوتے ہوئے دیکھا، اس روز گرمی نہایت شدت کی
 تھی، اور اس پر طرہ یہ کہ ہو ابھی نہایت گرم چل رہی تھی، میں نے اس وقت دیکھا
 کہ ایک سانپ منہ میں ترگس کے پتے لئے ہوئے آپ کے پاس بیٹھا ان پتوں کو
 آپ پر نیکے کی طرح جھل رہا ہے،

شیخ احمد مذکور بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا،

اُس وقت آپ کے پاس ایک شخص ایک نوجوان کو لیکر آیا، اور شکایت کرنے لگا، کہ حضرت! یہ میرا بیٹا ہے، لیکن میرا سخت نافرمان ہے، آپ نے اس کی طرف توجہ کی، تو معاوہ بیہوش ہو کر کپڑے چاک کرتا ہوا جنگل کی طرف نکل گیا، اور متواتر چالیس روز تک اسی بیہوشی کے عالم میں جنگل کے اندر پھرتا رہا، پھر اُس کے بعد اُس کے والد نے آپ کے پاس اُس کی بد حالی کی شکایت کی، تو آپ نے اس کو ایک کپڑا دیا، اور فرمایا کہ اے لے جا کر اس کے منہ پر مل دو، اس کے والد نے ایسا ہی کیا، بس کپڑا کا منہ پر ملنا تھا، کہ اُس کی حالت درست ہو گئی، اور وہ اگر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا،

آپ قریہ امّ علیہ میں جو بطانج کی سرزمین میں واقع ہے، سکونت پذیر تھے، اور یہیں پر شہر حجیر میں اپنے اہمال فرمایا

لپکی وفات

حضرت غوث اعظم کی تعظیم | شیخ نجم الدین ابو العباس احمد بن شیخ ابو الحسن اعلیٰ بطانجی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے

اکثر اوقات شیخ ابو اسحاق ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ ہمارے سردار اور ہمارے شیخ ہیں، سید المحققین اور امام الصدیقین ہیں، حجۃ العارفین اور پیشواے سالکین ہیں، آسمان بھی ایک سورج رکھتا ہے، لیکن اس وقت زمین کے سورج آپ ہیں

(۲۷) حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ادریس لعقوبی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، آپ حضرت شیخ عبدالقادر حیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین سے تھے اور حضرت شیخ علی بن ابی بنی کی صحبت بابرکت سے بھی مستفید ہوئے، اور خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے، کہ دس برس تک میں نے اپنے نفس کی

آپ کا مجاہدہ

خوابشوں سے، پھر دس برس تک قلب کے نفس سے اور پھر
دس برس تک قلب کے سر سے محافظت، اس کے بعد مجھ پر مقام رجوع الی اللہ

وارد ہوا، اور اُس نے میری سر سے پیر تک حفاظت کی، وَاللّٰهُ خَيْرٌ مَّا يَحْكُمُْنَ،
ایک دفعہ بعض لوگوں نے ایک ظالم حاکم کی کہ جس نے اپنے

آپ کی کرامات

ظلم کیا تھا شکایت کی، تو آپ نے ایک درخت پر اپنا
قدم مار کر فرمایا، کہ ہم نے اُسے مار ڈالا، چنانچہ اسی وقت معلوم ہوا، کہ اُس کا انتقال
ہو گیا ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ اپنے ایک بچہ کو جو مرض وجع المفاصل میں مبتلا تھا، ایک
نازکی ماری، مٹا نازکی لگتے ہی وہ بچہ تندرست ہو کر دوڑنے لگا،

آپ کی وفات ۱۱۱۰ھ ہجری میں یعقوب با نام ایک گاؤں کے
اندر ہوئی،

آپ کی وفات

آپ بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو اپنا سردار، امام اور
پیشوا تصور کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے نائب اور دین کے مجدد ہیں،

(۲۸) حضرت شیخ قاضی ابان موصی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی مشاہیر علماء و شائخ سے گزرے ہیں، شہر موصول آپ کا مسکن
تھا، بہت سے علماء اور شائخ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے،

آپ مجاہدہ اور تزکیہ نفس میں مشہور تھے، چنانچہ شیخ ابوالبرکات
صخرین صخرین مسافر بیان کرتے ہیں، کہ آپ قریباً ایک ماہ

آپ کا مجاہدہ

تک ہمارے زاویہ کے قریب ٹھہرے رہے، آپ اس عرصہ میں ہمیشہ استغراق میں رہے، ان ایام میں ہم نے آپ کو کھاتے پیتے یا سوتے بیٹھے کبھی نہیں دیکھا، جب یہاں پر آپ کے پاس شیخ عدی بن مسافر آتے، تو بے اختیار یہ فرماتے، کہ اے تفضیب البان! مبارک ہو، تمہیں شہود الہی نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے، اور وجود ربانی نے تمہیں مستغرق کیا ہے،

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خضر بن عبد اللہ حسینی موصلی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے قاضی موصل سے سنا، وہ کہتے تھے، کہ میں

آپ کی کرامات

شیخ تفضیب البان سے ان کی کرامات سن سن کر کسی قدر بظن تھا، یہاں تک کہ میں نے کئی دفعہ اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا، کہ میں سلطان سے کہہ کر انہیں شہر بدر کر دوں، مگر ابھی میں نے کسی پر اسکا اظہار نہیں کیا تھا، کہ موصل کے ایک کوچہ میں سے میں نے آپ کو دور سے آتے دیکھا، مجھے اُس وقت خیال ہوا، کہ اگر میرے ساتھ کوئی اور شخص ہوتا، تو میں اُسکو حکم دیتا، کہ اسکو پکڑ لو، اسوقت میں نے آپ کو اپنی اصلی شکل میں دیکھا، پھر ایک کردی کی، پھر ایک بدوی کی، اور پھر ایک تقیہ و عالم کی صورتیں دیکھا پھر اپنے قریب آنکر فرمایا، کہ بتلاؤ ان چاروں میں سے کس کس کو تفضیب البان کہو گے، اور اُس کے شہر بدر کر دینے کیلئے کوشش کرو گے میں یہ دیکھ کر فوراً آپ کے پاؤں پر گر گیا، اور آپ سے معافی مانگی،

اسی طرح شیخ ابو الحسن علی القرشی بیان کرتے ہیں، کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اسوقت میں نے دیکھا، کہ آپ کا جسم خلاف عادت حد سے بڑھ گیا ہے، میں ڈر کر واپس چلا آیا، اس کے بعد پھر میں آپ کے زاویہ میں آیا، تو اسوقت میں نے آپ کے جسم کو اس قدر چھوٹا دیکھا، کہ چڑیا کے برابر ہو گیا، اسوقت بھی میں چلا آیا، پھر تیسری دفعہ آیا، تو میں نے آپ کو اصلی حالت پر دیکھا، اس دفعہ میں نے

آپ سے اُن دنوں حالتوں کی نسبت دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ پہلی حالت مشاہدہ
جمال کی اور دوسری حالت مشاہدہ جلال کی تھی،

آپ کی وفات | آپ کی وفات شہر موصل میں ۱۰۰۰ھ ہجری کے
اندر ہوئی،

حضرت غوث اعظم کا احترام | آپ حضرت غوثیت مآب علیہ الرحمۃ
کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ آپ مقربین

کے صدر، سالکین کے پیشوا صدیقین کے امام، عارفین کے سردار اور دنیائے شریعت
و طریقت کے منور آفتاب ہیں،

(۲۹) حضرت شیخ مکارم بن دریس النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عراق کے اکابر شاخ سے تھے، بلکہ نہر الخالص میں آپ سکونت پذیر
تھے، شیخ علی بن ابیہتی آپ کے شیخ تھے، وہ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ
مکارم ایک ہلال ہیں، جو عنقریب بدر ہو کر چلینگے، آپ کو بہت قبولیت عامہ نصیب ہوئی،
بلاد نہر خالص اور اطراف وکناف میں تربیت مریدین آپ ہی کی طرف منتہی تھی،

آپ کا کلام | آپ نے فرمایا، کہ مرید صداوق وہ ہے، جو اپنے قلب میں علالت عدم
پائے، اور اپنے نفس سے مصائب آلام کو دور کرے، اور قضا و قدر پر

راضی رہے،

فقیر وہ شخص ہے، جو صابر اور باادب ہو، مراقبہ الہی میں رہے، کسی پرانے راز

کرے، اور حق تعالیٰ سے خائف رہے،

زاہد وہ شخص ہے جو راحت نفس اور ریاست و امارت کو خیر باد کہہ کر نفس کو زجر و توجیح

کرتا رہے، اور شہوت و خواہش سے روکے،

شاگرد ہے، جو اپنے توبہ اور ضروریات پر صبر کر کے حق تعالیٰ کیساتھ ہے، اور خاص
عام میں کسی کی طرف رجوع نہ کرے، اور اپنے قلب کو تدبیر و اہتمام سے خالی رکھے،

شیخ ابو الحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ جنم
آپنی کرامات کے عذابوں کا بیان کر رہے تھے، کہ آپ کے اس بیان سے لوگوں کو

دل دہل گئے، اور انکی چشموں سے سیل اشک جاری ہونے لگے، ایک بد عقیدہ شخص نے
اپنے جی میں کہا، کہ وہاں آگ کہاں ہوگی، یہ سب ڈرانے کی باتیں ہیں، اس کے دلیں
اس خیال کا آنا ہی تھا، کہ آپ خاموش ہو گئے، معاً آپ کے خاموش ہوتے ہی یہ شخص
چلا چلا کر الغیبات الغیبات کرنے لگا، اور نہایت بے چین ہو گیا، سخت بدبودار دہوا اس
کی ناک سے نکلنے لگا، اس کے بعد اپنے توجہ کی، تو معاً اس پر سے یہ عذاب اٹھ گیا، پھر وہ
آپ کے دست مبارک پر اس بد عقیدہ سے تائب ہوا،

آپ کی وفات آپ کے مسکن بلدہ نہر خالص میں ہی آپ کی وفات ہوئی

آپ حضرت نوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، میری آنکھوں نے
شیخ عبدالقادر جیلانی کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی شخص دنیا میں نہیں دیکھا،

(۳) حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہرملکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عراق کے مشائخ نظام سے تھے، نہر الملکی میں سکونت پذیر تھے، اہل
سلوک سے کثیر التعداد صاحب حال و احوال آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے
شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شیخ تھے، جو بسا اوقات آپ کی بہت تعریف
کیا کرتے تھے،

کہتے ہیں، کہ ابن قوتا کے ایک مرید نے خدا تعالیٰ سے عہد
آپنی کرامات کیا، کہ میں اب متوکل ہو کر جامع رصافہ میں بیٹھ جاؤنگا، کسی

کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہ کرونگا، چنانچہ وہ اسی وقت جامع رصافہ میں آکر بیٹھ گیا، اور تین روز تک متواتر بغیر کھانے پینے کے بیٹھا رہا، حتیٰ کہ شدت بھوک کی وجہ سے وہ نہایت عاجز ہو گیا، اور کھانا حاصل کرنے کی ترکیب سوچنے لگا، جب اسکی حالت بہت خراب ہو گئی تو کہا دیکھتا ہے، کہ دیوار شق ہو گئی ہے، اور اُس میں سے ایک سیاہ شخص نکل کر کپڑے میں لپیٹا ہوا کھانا اس کے سامنے رکھ کر چلا گیا ہے، اور اُس کو کہہ گیا ہے، کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی فرماتے ہیں، کہ یہ کھانا کھا کر اپنی خواہش پوری کر لو، اور یہاں سے نکل جاؤ، کیونکہ تم ارباب توکل سے نہیں ہو،

آپ کی وفات آپ کی وفات بھی نہر الملک میں ہوئی، جب آپ قریب اوفات ہوئے تو تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے، آپ کے چہرہ پر خوشنودی کے آثار نمایاں ہوتے جاتے تھے، اس اثنا میں آپ نے فرمایا، کہ یہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کبار میں مجھے رضائے الہی کی خوشخبری سنارہے ہیں، پھر آپ نے فرمایا، یہ فرشتے ہیں، جو مجھے پروردگار کے پاس لے جانے کے لئے نہایت عجلت کر رہے ہیں، پھر آپ مسکرائے اور مسکرا کر فرمایا، کہ بندہ کی روح پرواز ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ اپراپی تجلی کرتا ہے، تو وہ خوش و حرم ہو جاتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت شریف پڑھی، يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ أَذْبَعِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مُّرَضِيَةً

ابھی آپ یہ آیت شریف پوری نہ کرنے پائے تھے، کہ آپ کی روح پر فتوح نفس عنصری سے پرواز کر گئی،

حضور غوثیت مآب کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبد القادر

جیلانی علیہ الرحمۃ اولیسا راقطاب، ابدال و انجناب اور

اصفیاء و اتقیاء کے حاکم ہیں۔

حضرت غوث اعظم کا ایک شعر

أَفَلَتِ شَمْسُ الْأَدْلَانِ دَقِيمَتَنَا أَبَدًا عَلَى أُنْفُقِ الْعُلَى كَالْعَرْبِ

اس شعر کی شرح باحسن الوجہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکاتیب میں کی ہے، چونکہ اس باب بقیدت کیلئے ابکا پڑنا نہایت ضروری ہے، اسلئے بطور اختصار اسکا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:-

اللہ تعالیٰ کی طرف لیجائیو اے ذوراستے ہیں، ایک تو قرب نبوت کا ہے، جو انبیاء اور اُسکے اصحاب کی ساقہ متعلق ہے، اور دوسرا قرب ولایت کا، تمام اقطاب، اوتاد، ابدال، پنجاب اور عام اولیاء اللہ اسی راستہ سے حاصل ہوئے ہیں، راہ سلوک سے مراد یہی راستہ ہے، اس راہ میں تو سب اور ذریعہ ثابت ہے، اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور سرگروہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں، اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے ساقہ تعلق رکھتا ہے، اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونو قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰ کے سر مبارک پر ہیں، اور حضرت فاطمہؑ اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساقہ شریک ہیں، جس کسی کو اس راہ فیض پہنچتا ہے، انہیں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، کیونکہ آپ ہی اس راستہ کے آخری نقطہ ہیں، اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے،

جب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا دورہ ختم ہوا، تو یہ عظیم الشان منصب ترتیباً حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے سپرد ہوا، اور ان کے بعد یہی منصب عالی ترتیب وار بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے متعلق ہوا، ان بزرگوں کے زمانہ میں اور ایسے ہی ان کے انتقال کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچانا، انہی بزرگوں کے وسیلہ اور ذریعہ سے ہی پہنچانا، اگرچہ وہ اپنے زمانہ کے اقطاب و پنجاب ہی کیوں نہ ہوئے ہوں، حتیٰ کہ حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک نوبت آپہنچی، اور یہ عظیم الشان منصب انکے سپرد ہوا، مذکورہ بالا بارہ اماموں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پر دکھائی نہیں پڑتا، اس راستہ میں تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ہی کے وسیلہ سے پہنچتے ہیں، کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہ کے سوا کسی کو مستر نہیں ہوا، اسی وجہ سے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے

أَفَلَتِ شُمُوسُ الْأَدْلِيْنَ وَشَمْسُنَا اَبْدًا عَلٰى اُنْفِ الْعَلِيِّ الْكَافِرِ

یعنی پہلے لوگوں کا آفتاب تو غروب ہو گیا، لیکن ہمارا آفتاب ویسے ہی نصف النہار پر ہے، وہ کبھی غروب نہ ہوگا،

آفتاب سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے، اور اس کے غروب سے مراد فیضان مذکور کا نہ موجود ہونا ہے، چونکہ حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا، شیخ قدس سرہ کے سپرد ہوا، اور آپ ہی رشد و ہدایت کے پہنچنے کا وسیلہ ہوئے، جیسے کہ آپ سے پہلے بزرگوں کو پار ہوئے ہیں، اور نیز جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، وہ حضرت شیخ قدس سرہ کے توسل اور توتطہی سے ہے، اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہوا، کہ أَفَلَتِ شُمُوسُ الْأَدْلِيْنَ وَشَمْسُنَا الخ سوال :- یہ قانون مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب چہارم میں مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں اس طرح لکھا ہے کہ اس مدت میں جس قسم کا فیض بھی امتوں کو پہنچتا ہے، اسی جگہ کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، خواہ اقطاب و اوتاد اور ابدال و انجباب وقت ہی کیوں نہ ہو،

جواب :- میں کہتا ہوں، کہ اس مقام میں مجدد الف ثانی حضرت شیخ قدس سرہ کا قائم مقام ہے، اور حضرت شیخ کی نیابت اور قائم مقامی سے یہ معاملہ مجدد الف ثانی کے ساتھ وابستہ ہے، جیسے کہتے ہیں اَنُورُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُورِ الشَّمْسِ،

کہ چاند کا نور سورج کے نور ہی سے حاصل ہوتا ہے، ایسا دونوں حکموں میں کسی قسم کا اختلاف
 باقی نہیں رہا، اتنی (دفتر سوم مکتوب ۱۲۳)
 اس سے یہ ثابت ہوا، کہ حضرت غوث اعظم کا فیضان حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو پہنچا اور
 اب جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، فیضانِ غوثیہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ
 کے توسط اور توسط ہی سے حاصل ہو سکتا ہے،

غیر و محبت

دل وہ ہے دل کہ سدا جس میں ی یاد ہے
 سو بلاؤں میں پھٹے مفت میں برباد ہے
 دھریں تروٹے، سکتہ میں شمشاد ہے
 یا خدا پیش نظر و ضلّ برباد ہے
 مہر کی مجھ یہ نظر وانی بغداد ہے
 بعد مردن مرالاشہ تہ شمشاد ہے
 اور مٹی مری یوں ہند میں برباد ہے
 دو رکب تک در اقدس یہ ناساد ہے
 روز و شب لب پہ نہ کیوں تالہ و فریاد ہے

سرد ہے جس میں کہ سودا برا آباد ہے
 دور بغداد سے گر شائق بغداد ہے
 گزنیں و صفی قد حضرت غوث الثقلین
 خواہش خلدیرین سے نہ طلب حوروں کی
 آپکا بندہ ہوں بیکس ہوں شتاگر ہوں نہیں
 میں ہوں شیدائے قد حضرت غوث الثقلین
 سینکڑوں شائق بغداد تو پہنچے بغداد
 اب تو شد بلا لیجئے بھکو بھی حضور
 و بھر میں آپ کے بچین ہوں غوث الاعظم

تراہ و عقیدت

جہاں سنور دکھا غوث اعظم
 مجھے قیدِ غم سے چھڑا غوث اعظم
 شرابِ محبت پلا غوث اعظم

مجھے اپنے در پر بلا غوث اعظم
 میں ہوں بتلائے بلا غوث اعظم

مجھے مست و بیخود بنا غوثِ اعظم
دکھا کر تو آئینہ رخ کو اپنے
مجھے مجو حیرت بنا غوثِ اعظم
پلا سا غر عشق تو مجھ کو ایسا
شرفِ مجہ کو حاصل ہو دیدار حق کا
جو پاؤں میں تیرا تھا غوثِ اعظم
تو ہے نورِ ذاتِ خدا غوثِ اعظم
تصویر سے تیرے نہ کیوں ل ہو روشن
تو ہو جاؤں میں با خدا غوثِ اعظم
اتر آئے اس خانہ دل میں گر تو
یہ ناپتیز دل میرا ہو تجھ پہ قربان
ہو جاں میری تجھ پہ خدا غوثِ اعظم
تو ہے قدرتِ کبریا غوثِ اعظم
تو ہے منظرِ رحمتِ مصطفائی
تیرا عشق عشقِ حبیبِ خدا ہے
رضائیری حق کی رضا غوثِ اعظم

منقبت

کسی مقبول کی تم سے سو اکیسا دلربائی ہو
کہ محبوبِ خدا ہو اور مقبولِ خدائی ہو
کرم میں فیض میں جو دو سخا میں دلربائی ہو
غرض ہر آن میں محبوبِ شانِ کبریائی ہو
یہ سحر ہو یا الہی اور ہو "بغداد" کا راستہ
یہ دل ہو اور اس میں ان کی الفت کی ہمائی ہو
تمہاری چاہ ہو خواہش ہو الفت ہو تمنا ہو
جگر ہو سوز ہو آتش ہو دل ہو مینوائی ہو

غلاموں میں اگر احقر کو اپنے لیجئے شاما
بھلا اس سے بھلی پھر کون سی سکو بھلائی ہو

زمرہ شوق

خدا کے عشق میں ہر شہسار یا محبوب سبحانی
 ہے تم پر رحمت غفار یا محبوب سبحانی
 نور تم سے ہے گھر بار یا محبوب سبحانی
 گل باغ حسن ہو ثمرہ نخل حسینی ہو
 علی کے ہو در شہوار یا محبوب سبحانی
 تہا سے رہے عالی کی کیا تعریف لکھو نہیں
 بیخ خواں سارے ہیں ابرار یا محبوب سبحانی

قطعات

انطباق کتاب مستطاب سیرت غوث اعظم

ذکر ملک جواہر سلک مخمور شہر جناب ابوالقاسم میر کریم صاحب مدرسہ اسلامیہ پٹیالہ
 و سابق پروفیسر یونیورسٹی پٹیالہ صاحب جناب میر اسد اللہ صاحب مدرسہ اسلامیہ پٹیالہ
 طبع گردیدہ کتابے مستطابے بے بہا
 نور چشم، نور احمد، مظہر نور خدا
 از خرد چشم کسے کردہ؟، بغضا للفلان
 باحوالہ در نظائر منضبط شد جاہجا
 سعی تو مشکور بادا! مرجبا صدمرجبا
 تفسیر در تعلیم و تخریجہ - کردہ ندا
 سیرت غوث اعظم آمد بان جمعہ ایس بر ملا
 سیرت غوث اعظم ایام نبوت انضمام
 از تصانیف بیف بوالسیاں معجز رقم
 سیرت پاک جناب غوث اعظم اچینیں
 قول انصار و مہاجر، اصفیاء تابعین
 اے مصنف! بیانات حکمت اور
 چوں نمودم سز بچیب فکر پتر سال میر
 بے مثال و بے نظیر و بے عدیل جواب

$$ل (۱۲ + ۱۱۴ + ۱۱۴۰ + ۵۶۱) - (۱۲ + ۳۱۸۶)$$

$$= ۳۲۰۱ - ۱۸۵۶$$

$$= ۱۳۴۵$$

اللہم اغفر لکاتبہا زخ و اقصر خواجہنا و تبرکھا امھا

مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی

تلخیص و ترجمہ :- مولانا نسیم احمد فریدی امرہوی مدظلہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے صاحبزادے عزوۃ الوثقی، حضرت خواجہ محمد معصومؒ آپ کے وارث و جانشین ہوئے انہوں نے بھی ایمان و عشق کی دولت سے مالا مال ہو کر اللہ کا پیغام بے شمار انسانوں تک پہنچایا اور اس کے لاکھوں بندوں کو اس کی راہ پر لگایا۔

نبی عزنی سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو رائج کرنے میں کوئی دقیقہ فرود گذاشت نہیں کیا۔ شاہوں امیروں اور اپنے وقت کی اہم شخصیتوں عالموں اور عامیوں کو اپنے نفس گرم کی تاثیر سے متاثر کیا۔ حضرت قبلہ اپنے والد ماجدؒ کی دولت کے وارث و امین تھے اور ان کے علوم و معارف کے شایع تھے۔ اور ان کے نقش قدم پر امت مسلمہ کے اندر اصلاحی جدوجہد میں تادم آخر مشغول رہے۔ حضرت قبلہؒ کے مکتوبات میں بھی آپ کے والد ماجد امام ربانی مجدد و موزر الف ثانیؒ کے فرمودات و مکتوبات کی طرح عقائد و کلام، عبادات و معاملات، مقام اسان و تقویٰ، تزکیہ نفس، تہذیب اخلاق اور اصلاح اعمال سے متعلق ارشادات و تفصیلات ہیں، کیت آفرین اور وجدانگین مضامین ہیں، ایمان افزا اور بصیرت افروز علوم ہیں۔ مولانا نسیم احمد فریدی امرہوی مدظلہ نے فارسی کے اس گنجینہ بے بہا کار و زبان میں ترجمہ و تلخیص فرما کر اردو داں حضرات پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ یہ بلند پایہ کتاب پہلے پہل کتاب خانہ الفرقان لکھنؤ (انڈیا) سے شائع ہوئی ادب پاکستان میں کتب خانہ الفرقان ہی کی خصوصی اجازت و ہدایت کے تحت اس کی اشاعت و طباعت کا سہرا مکتبہ سراجیہ کے سر ہے۔

خود بھی مطالعہ کیجئے اور احباب کو بھی شوق دلائیے۔ سفید کاغذ بہترین کتابت و لطاعت۔ اعلیٰ جلد بندی قیمت ۱۵ روپے تین نسخے اکٹھے منگوانے پر دس فی صد رعیت پنچگی رقم ارسال کرنے پر محصولہ تک معاف۔ طے کا پتہ :-

مکتبہ سراجیہ، خانقاہ عالیہ جدیدہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف پیرہ ایلان

تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی

ترتیب و تالیف - مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ مدبر الفرقان لکھنؤ (انڈیا)

تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی کی اشاعت سے پہلی بار یہ حقیقت سامنے آنی کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی کا وہ کونسا کارنامہ ہے جس کی وجہ سے آپ کو کسی ایک صدی کا نہیں بلکہ الف ثانی یعنی پورے دوسرے ہزارے (سنتا ہشتادہ ص) کا مجدد امت مانا گیا ہے۔ تذکرہ مجدد الف ثانی کی اشاعت پر پورے پینتیس برس گزر چکے ہیں اس عرصہ میں خاکسار اسلامی دنیا میں جو انقلابات رونما ہوئے ہیں ان تبدیلیوں اور ان کے دینی تقاضوں کو دیکھ کر یہ یقین بڑھ جاتا ہے کہ حضرت موصوف الف ثانی کے مجدد ہیں اور ہمارے اس دور کے لئے بھی ان کے تجدیدی کام میں پوری رہنمائی موجود ہے۔ — حقیقت آپ سب پر اس کتاب کے مطالعے سے کھلے گی۔ جس میں مجدد الف ثانی کے ذاتی حالات بھی ہیں اور آپ کے تجدیدی کام کی تفصیلات بھی اور آپ کے مشہور خلفاء کا تذکرہ بھی۔

تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی

(انڈیا) کی جانب سے شاخ ہوتا ہوا ہے اور اب پاکستان میں پہلی بار محترم مولانا منظور صاحب نعمانی مدظلہ کی خصوصی اجازت و ہدایت کے تحت مکتبہ سراجیہ کو اس بلند پایہ تالیف کی اشاعت و طباعت کا فخر حاصل ہے۔ خود بھی مطالعہ فرمائیے اور اپنے احباب و مخلصین کو بھی شوق دلائیے بہترین عکسی کتاب و طباعت۔ سفید کاغذ مضبوط مجلد۔ قیمت ۲۲/- روپے غیر مجلد بیس روپے پیشگی رقم ارسال کرنے پر محصول ڈاک معاف۔ تین نسخے ایک تھک منگوانے پر ۱/۲ رعایت کمال احمدی ترجمہ

تصنیف لطیف حضرت مولانا بدرالدین سرہندی خلیفہ مجاز حضرت مجدد الف ثانی

ترتیب و ترجمہ حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا حضرت امام ربانی مجدد و نور الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و وفات پر ایک عجیب و غریب کتاب جس کے مطالعہ سے ذوق و شوق حق اللہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت پانچ روپے (بزرگ طبع)

مقامات عثمانیہ (مختصر)

مؤلف سید اکبر علی شاہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا خواجہ محمد عثمانی

ترتیب و ترجمہ — محمد سعد سراجی مرشد بابا۔

فرید العصر وحید الزمان۔ حاجی الحرمین شرفین منظر فیض الرحمن حضرت مولانا خواجہ محمد عثمانی دامانی رحمتی حیات بابرکات کی مختصر سوانحی تصویر حدیث قارئین ہے۔ قیمت تین روپے

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ گھیس خان (پاکستان)

الاوراد

تالیف

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

محمد سعید سراجی مرشد بابا

محی الدین علم الحدیث فی الہند۔ راس المحققین حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شبانہ روز کے اوراد و وظائف پر مشتمل مجموعہ کا اردو ترجمہ فارسی متن کے ساتھ۔

حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نادر تالیف کتب خانہ نقا احمدیہ سعید یہ موسیٰ زئی شریف کے قلمی نوادر سے حاصل کر کے پہلی مرتبہ مترجم شکل میں ہدیہ شائقین ہے۔

بہترین طباعت و کتابت۔ قیمت نو روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ سراجیہ
خانقاہ احمدیہ سعید یہ۔ موسیٰ زئی شریف۔ ضلع دہلی۔ (پاکستان)

قاموس المشاہیر (کابل)

مؤلف و مرتب — نظام الدین حسین خان نظامی بدایونی

قاموس المشاہیر چھپنبرہ اسلامی و تاریخی شخصیات کے مختصر اور جامع احوال و کوائف پر محیط اردو زبان کا اولین و اہم المعارف کے جروج سے ساٹھ سال قبل مؤلف مرتب کیا گیا نظام الدین حسین خان نظامی بدایونی کے زیر نگرانی نظامی پریس بدایوں (ہند) سے طبع و نشر ہوا اسات سال کا مدید عرصہ اس قاموس کی تالیف و ترتیب پر صرف ہوا۔ تحریر و تالیف کی اس طویل مدت کے کتابت کوئی تحقیقی جامعیت اور علمی بند پائیگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ساٹھ سال قبل قاموس المشاہیر جب طبع ہو کر مارکیٹ میں آئی تو معاصر پریس اور معاصر علمی شخصیات نے اس کی بڑھ چڑھ کر پذیرائی کی خراج تحسین و افرین پیش کیا اور ہاتھوں ہاتھ لیا۔

اب چونکہ قیام پاکستان کے قبل ہی سے یہ قاموس نایاب تھی اور اس کی طلب و ضرورت پیہ پیہ سے کہیں بڑھ کر بے بنابر مکتبہ سراجیہ نے پاکستان میں پہلی بار اس کی طباعت و اشاعت کا اقدام کیا۔ قاموس المشاہیر درس گاہوں، دانشکدوں اور دانشگاہوں کے لئے عمود اور اسلامیات و تاریخ

ادب و صحافت کے طالب علموں کیلئے خصوصاً ایک نعمت و متروکہ اور ایک علمی سرمایہ ہے۔

نوٹ: قاموس المشاہیر کا یہ ایڈیشن ادبی سنوی اور طباعتی لحاظ سے نچھری چھپائی۔ بڑا سائز، جہاز، نظر حلیہ، قیمت ہر دو جہتہ دو روپے کے متین نسخے ایک ساتھ منگوانے پر ۲۵ روپے کی حد درغایت اور ڈاک

304

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سید پوری زئی شریف مندرجہ ذیل